لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبّان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد اوّل﴾

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : خطباتِ حبان (برائے دختران اسلام) (جلد اوّل)
خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب : ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین : مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت :
ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتشاب	10
2	تاثرات	11
3	پیش لفظ	14
4	**توحید اساسِ ایمان ہے**	16
	اللہ تعالیٰ مخلوق جیسی صفات سے پاک ہیں	18
	خدا کا تصور ہر قوم و مذہب میں	18
	خدا کی معرفت سے انسان عاجز ہے	19
	اللہ تعالیٰ کی عظمت	20
	اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا	21
	اللہ کی رحمت بے پایاں مخلوق پر کریم و شفیق	21
	اللہ تعالیٰ کو ذرہ ذرہ کا علم ہے	22
	اللہ تعالیٰ کی بندوں پر مہربانی	23
	ایک عجیب واقعہ	24
	تخلیق انسان کا مقصد	25

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
5	**نماز کی اہمیت اور فضیلت**	27
	نماز سے محبت کا مطلب ہے دین سے محبت	29
	نماز سے محبت رحمت الٰہی کا بڑا سبب ہے	30
	اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک نماز کی اہمیت	31
	شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز سے محبت	32
	انسان کی پیدائش کا مقصد	33
6	**رمضان المبارک کے احکام و فضائل**	36
	سحری کھانا	40
	غروب کے بعد افطار میں جلدی کرنا	40
	روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے	41
	رمضان کا آخری عشرہ	41
	لیلۃ القدر	42
	بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا	43
	رمضان کے چار عمل	43
	قیام اللیل (تراویح)	43
7	**اسلام میں زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت**	45
	منکرین زکوٰۃ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا	47
	سابق امتوں میں بھی زکوٰۃ اور صدقات کا حکم	48
	زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے فضائل	49
	زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر عذاب	50
	زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے	52

	اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی رکھے ہیں	53
8	**حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں رکن عظیم**	55
	ایک حاجی کو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	56
	ایک حاجی کی اللہ کے حضور ﷺ اپنے نفس کی قربانی	58
	بڑوں کی بڑی باتیں	58
	اللہ والے حج کیسے کرتے ہیں؟	60
	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج کا مقصد اور تصور	61
	حج کے بعد حاجی کا محاسبہ	62
9	**ماں کی فضیلت اور مقام**	66
	ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے	68
	ماں کے قدموں کے نیچے جنت	69
10	**ایک صحابیہ کا ایمان افروز واقعہ**	71
11	**قرآن کی سحر انگیزی جس نے پوپ سنگر کی دنیا بدل دی**	78
12	**حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا السابقون الاولون کی مبارک ہستی**	80
	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آزادی اور نکاح مسنونہ	87
	میدان جہاد میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمات	88
	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور حضور اکرم ﷺ کی مہربانی	89
	ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو رلا دیا	89
13	**ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب**	91
	آپ کا حسب ونسب	92
	جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین کا شرف حاصل کیا	93

	وحی کے نزول پر سیدنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کو دلاسہ	94
	ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال	96
	ام المومنین سے جو اولادیں ہوئیں	96
	حضرت سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات	97
14	**سچی توبہ**	99
	ایک نصیحت آمیز اور عبرت انگیز واقعہ	101
	رحمت الٰہی کا عجیب واقعہ	102
15	**گھر میں پاکیزہ ماحول کیسے بنائیں؟**	105
	چار چیزوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی	106
	خوش گوار ماحول کیسے بنتا ہے؟	107
	نادان بیوی	108
	بیوی کے متعلق شوہر کو ہدایت	108
	شادی کے بعد عورت کا اصلی گھر	109
	گھر والوں پر خرچ کرنا سب سے بہتر ہے	110
	شوہر کی نظر میں قابل قدر بیوی کون؟	111
16	**مغربی دنیا میں عورتوں کی بدترین زندگی**	113
	مغرب کی پرفریب تہذیب	115
	مغربی خواتین کی زندگی کی تلخ حقیقت	116
	امریکہ میں پچاس فیصد شوہر اپنی بیویوں کو مارتے ہیں	118
	مغربی دنیا میں عورتوں کی تباہی اور پستی	119
	عورتوں کا حال کتے اور بلیوں سے بھی بدتر	120

	اسلام میں عورت کی عزت اور ناموس کی حفاظت	121
17	**مغربی دنیا میں خواتین کا استحصال**	122
	اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عورتیں	123
	نیک بخت عورت سب سے اچھا خزانہ ہے	124
	چار چیزیں دنیا و آخرت کی بڑی نعمت	125
	ایک عورت کی بدکاری ہزار مردوں کی بدکاری کے برابر	125
	اجنبی عورت کی پہچان	126
	عورتوں میں شرم و لحاظ اور قناعت اچھی خصلت	126
	مغربی تہذیب نے بدکاری اور حرام کاری کی فضا پیدا کردی	127
18	**اسلام نے انسانی معاشرے کی بنیاد پر کنبے پر رکھی ہے**	128
	شوہر کو دیکھ کر مسکرانے پر ایک حج کا ثواب	130
	شوہر کی عزت و احترام	131
	سخاوت بھی عورت کا زیور ہے	132
	نفاست اور پاکیزگی عورت کی خوبی	132
	پاکی صفائی آدھا ایمان ہے	133
	عورت کے فرائض	134
19	**حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ایک منفرد مقام و مرتبہ**	136
	حضور اکرم ﷺ کی حضرت سعدیہ رضی اللہ عنہا سے محبت، اکرام اور عنایات	138
	حضرت سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خاندان نے اسلام قبول کیا	140
	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں برکتیں	140
	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا امانتدار اور نرم دل خاتون تھیں	142

	حضور اکرم ﷺ کی شیریں کلامی	143
	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور بزرگی	143
20	**آزادئ ہند میں مسلم خواتین کی قربانیاں**	145
	مولانا جوہر علی کی ماں عابدی بیگم	147
	مولانا محمد علی جوہر کی اہلیہ امجدی بیگم کی قربانیاں	149
	بہادر شوہر کی بہادر بیٹی	150
	مولانا حسرت موہانی کی اہلیہ بیگم نشاط النساء کی سیاسی زندگی	151
	مولانا ابوالکلام آزاد کی بیوی زلیخا بیگم کی عملی زندگی	153
	ڈاکٹر کچلو کی بیوی سعادت بانو کی ملکی خدمات	156
	یہ ملک ہمارا ہے ہم اس کے مالک ہیں	157
21	**صحابیات کا حسنِ سلوک**	158
	والدین سے محبت	159
	بھائیوں اور بہنوں سے محبت	160
	خدمت اور تیمارداری	161
	تعزیت اور خدمات	162
	اولاد سے محبت	162
22	**اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیا کرنے والے ہیں**	165
	عورت کا مرد جیسی صورت بنانا	166
	عورت کا اپنے گھر سے نکلنا	167
	باریک لباس کی ممانعت	168
	عورتوں کا مردوں سے مصافحہ کرنا جائز نہیں	169

	بلا اجازت جھانکنا	170
	آنکھ کا زنا	171
	عورت کا گھر سے باہر کپڑے اتارنا	171
23	**عورتوں کا بناؤ سنگھار کہاں تک جائز ہے**	172
	برقع سادہ استعمال کریں	173
	عورت سے تنہائی میں نہ ملے	174
	عورتوں اور مردوں کا اختلاط	174
	آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم	176
	ارشاداتِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام: لباس پہننے کے باوجود ننگی عورتیں	177
24	**عورت کا بے پردہ گھومنا بڑا گناہ ہے**	178
	مغرب کی پردے سے بغاوت کا انجام	179
	مغربی ممالک میں طلاق کی کثرت	180
	بے حیائی سے عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے	181
	ماں باپ سے محروم بچوں کی ناگفتہ بہ حالت	182
	بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت	183
25	**اہل خانہ کے اعمال پر کڑی نظر رکھی جائے**	186
	گیارہ عورتوں کی کہانی	187
	گھر والوں کو عبادت کی تاکید	189
	سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر والوں کو نماز کیلئے جگاتے	190
	گھر کے نگراں پر اصلاح کی ذمہ داری	191

☆☆☆

انتساب

خطیب الانبیاء

امامُ الہدیٰ، شمعِ ہدیٰ، صاحبِ معجزات، صاحبِ معراج، شافعِ محشر، شریفِ طینت، قسیمِ جنت، دلیلِ ملت، رفیعِ رفعت، خلیفۃ اللہ فی الارض، خاتم النبیین، رحمت اللعالمین، سید المرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عظیم المرتبت رفیع الدرجات والدین

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وھب

کی جانب انتساب اور ثواب معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ جن کے دلارے جگر گوشہ عظیم ﷺ کی بدولت کائناتِ انسانی کو ظلمات سے نکلنے اور نورِ اسلام کی طرف مائل ہونے کی توفیق ہوئی، جو اس کائنات میں مظہر العجائب والخلائق ہیں جن کی ذاتِ مبارکہ کو اللہ رب العزت نے دنیا و آخرت میں

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" اور "شَفِیْعُ الْاُمَمِ"

کے منصب عظیم پر فائز فرما دیا ہے۔

شفاعت کا متمنی ادنیٰ امتی

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

۱۷ اپریل ۲۰۰۹ء بروز جمعرات

تاثرات

محترمہ ڈاکٹر امۃ المعیز عرف فرزانہ افضل

سابق صدر معلّمہ الحسنات الباقیات جانسٹھ

نَحۡمَدَهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم ، اَمَّا بَعۡدُ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے کائنات انسانی کے لئے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کو ہادیٔ اعظم بنا کر بھیجا۔ لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں محسن کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ پر کہ آپ کی تعلیمات اور آپ کے فرمودات انسان کیلئے عملی دنیا میں تریاق ہیں اور شیطانی راستوں کے لئے بڑی رکاوٹ اور حفاظت۔ آج کے مشنری دور میں جبکہ عورت کو آزادی کے نام پر یرغمال بنا لیا گیا یہ اور اس کے عقل وشعور کو گمراہی کے راستہ پر ڈال کر آزادی کا ڈھنڈورا پیٹ دیا گیا۔ عورت کو جدید تعلیم کے نام پر عریانیت، فواحشات کا لبادہ پہنا کر اس کی عظمت وعفت، شرم وحیاء کو تار تار کر دیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مجھ ناکارہ بندی پر بہت بہت احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے نیک صالح والد کی دختر بنا کر دنیا میں بھیجا، جن پر مجھے ناز ہے، مجھے حقیقتاً ناز ہے کہ میں ایسے نیک باپ کی بیٹی ہوں کہ جن کے اخلاق وعظمت کے سامنے دوست تو دوست دشمن بھی شرمانے پر مجبور ہو جائیں، اور مجھے فخر ہے اپنے دادا اور دادی جان پر کہ وہ ایسے پیارے فرمانبردار بیٹے کے والدین

ہیں جن کی دنیا مثالیں پیش کرتی ہے، اور مجھے ناز ہے اپنی امی حضور پر کہ وہ ایک ایسے دردمند شوہر کی بیوی ہیں جس کی تمنا ہر ولی صفت عورت کو ہوتی ہے۔

بحمد للہ تعالیٰ میں نے ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جہاں عورت کو گھر کے دروازہ پر بلا وجہ کھڑے ہو کر جھانکنا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے، خالص دینی ماحول اور قرآن وحدیث کی تلاوت اور آخرت کا استحضار ہمہ وقت محسوس ہوتا ہے، چھ سال کی عمر میں کبھی ننگے سر رہنے اور زور سے بولنے اور اجنبیوں کے سامنے کھلکھلا کر ہنسنے میں شرم محسوس ہوتی تھی، اسی ماحول اور تربیت کا اثر ہے کہ میں اپنے بچوں کے لئے بھی کوشاں ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں بھی ویسا ہی مستقبل میں تعلیم وتربیت سے آراستہ فرمائے، آمین!

میرے والد محترم جو ہمارے لئے ایک گھنا، سایہ دار اور پھلدار درخت کی حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے نہ صرف ہمیں پیار دیا بلکہ ہمیں دینی اور دنیوی تعلیم بھی دلائی اور اردو، عربی، فارسی، ہندی اور انگریزی زبانوں سے روشناس کرایا، مجھے اپنے والد بزرگوار کے دل کی کڑھن اور ان کے جذبات کا خوب اندازہ ہے وہ جس قدر لڑکوں کی تعلیم کے لئے کوشاں اور فکرمند رہتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ صنف نازک کی تعلیم وتربیت کی ان کو گہری فکر ہے، آپ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے بچیوں کی خوبیاں اور ان کی نجی زندگیوں کو خوبصورت اور آخرت کی حد تک کامیاب بنانے کے لئے بہت سی نصیحتیں کرتے ہیں۔ بحمد للہ تعالیٰ مجھے رشک ہے اپنی زندگی پر کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے دردمند دل والدین عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب عمت فیوضہم کا سایۂ عاطفت ہم پر تادیر قائم ودائم رکھے اور ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے، انہیں سکون قلب وقوت قلب عطا فرمائے، اطمینان، راحت، مسرت وشادمانیاں اور اپنی خوشنودیاں عطا فرمائے۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ قبلہ والد صاحب کے ''خطبات حبان برائے دختران اسلام''، مسلم طالبات کے لئے شائع ہور ہے ہیں تو بے انتہاء خوشی ہوئی اور مجھے امید ہے کہ خطبات حبان کی یہ چودہ جلدیں مدارس، اسکول اور کالجوں کی طالبات کے لئے نافع ہوں گی اور دینی ودنیوی زندگیوں میں انقلاب کا باعث ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے، آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

والسلام

ناکارہ بیٹی

امۃ المعیز عرف فرزانہ افضل

سیماء منزل، بنگلور

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ.

اللہ تعالیٰ بے انتہا کرم واحسان ہے کہ اس نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے طفیل دختران اسلام کے متعلق کچھ دردمندی کا احساس عطا فرمایا۔ مجھے اس بات کا حقیقتاً احساس ہے کہ نہ ہی معلم ہوں نہ صاحب القلم نہ ہی داعی اور مجھے خود اپنی بے علمی کا شب وروز احساس ہے۔ شاید اسی احساس اور جذبہ نے مجھے دختران اسلام کے متعلق کچھ بولنے اور لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اصلاحِ حال کے لئے ہر شخص کا اپنا حق ہے اور اصلاحِ امت کی فکر بھی ہر مومن کا شیوہ اور نصب العین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی اصلاح کی فکر کریں۔ جس طرح مرد حضرات عورتوں کی مادی ضروریات کے کفیل ہیں اسی طرح ایک مومن کے لئے لازم ہے کہ دینی ضروریات اور اصلاحات کی بھی کفالت کا فریضہ انجام دے۔

شائع ہونے والے یہ جملہ خطبات کچھ حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل رشیدی مدظلہ، حضرت مولانا محمد محبوب قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی اور قاری محمد افضل رحیمی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ یہ اس ناکارہ کا کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل

وکرم ہے کہ ’’خطباتِ حبان برائے دختران اسلام‘‘ شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہیں ۔ ڈاکٹر قاری محمد محبوب رحمانی کلکتوی کی دیرینہ خواہش رہی کہ اسی طرح کے خطبات کا سلسلہ مزید طویل ہو اور مسلسل اشاعت ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ ناشر محترم حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے اور اصلاحی خطبات کا یہ سلسلہ یوں ہی آگے بڑھتا رہے ۔ اور قبلہ والد بزرگوار حضرت حبیب الامت عمت فیوضھم کے فیوض و برکات تادیر جاری وساری رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرگزار ہوں کہ پروردگار ان خطبات کو دختران اسلام کے لئے نافع بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے آمین ۔

خادم

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ، بنگلور، کرناٹک

۱۱/ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق 8/ اپریل 2009ء

بروز جمعہ بعد نماز عشاء

توحید اساسِ ایمان ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمِنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ.

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم لوگ پرہیزگار بن جاؤ۔

عزت مآب ماؤں اور بہنو! آج کی اس روح پرور مجلس میں آپ کے سامنے ایمان وتوحید کے متعلق کچھ اہم باتیں گوش گزار کرنا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ. اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزہ رکھنا۔

اس حدیث مذکورہ میں اسلام کو ایک خیمہ سے تشبیہ دی گئی جس کے پانچ ستون ہوں اور سب سے پہلا اور سب سے بڑا ستون توحید ورسالت کی گواہی ہے۔ یہ مرکزی ستون ہے جیسے خیمہ کے درمیان ایک اونچا ستون ہوتا ہے۔ اسکے بغیر خیمہ قائم نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر اس کے بعد چار ستون ہیں جو چاروں کونوں پر ایک ایک ہے اور وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ہے۔ توحید ایمان کی اصل اور جڑ ہے۔ اللہ نے جتنے انبیاء ورسل بھیجے ہر ایک نے یہی دعوت دی۔ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا (لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہوجاؤ گے) آپ ﷺ نے لوگوں کو اسی کی دعوت دی۔

ابتداء میں آپ ﷺ کو حکم ہوا "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" "اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرایئے"۔ تو آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی، اپنی بیٹی اور گھر کے تمام افراد کو پکار پکار کر کہا کہ تم لوگ خود اللہ کے یہاں اپنی فکر کرو میں وہاں کچھ بھی نہیں کرسکتا ہوں۔

پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ "جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے اسے کھول کر سنا دیجئے، اور مشرکوں سے اعراض کیجئے"۔ تو آپ ﷺ نے کس جوش وولولہ کیساتھ کوہ صفاء پر چڑھ کر لوگوں کو خدا کا پیغام پہونچایا اور اس سلسلے میں لَوْمَةَ لَائِمٍ کی بالکل پرواہ نہ کی۔

اللہ تعالیٰ مخلوق جیسی صفات سے پاک ہیں

جاننا چاہئے کہ ایمان کی درستی کیلئے عقیدہ کا درست ہونا شرط ہے اور وہ ان باتوں کا یقین کرنا ہے کہ خدا زندہ ہے بڑا جاننے والا ہے۔ قادر ہے۔ سب کچھ سنتا ہے اگرچہ (ہم لوگوں کی طرح) اس کے کان نہیں اور سب کچھ دیکھتا ہے اگرچہ اس کے (ہم لوگوں کی طرح) آنکھ کا ڈھیلا اور پلکیں نہیں۔ بغیر ہونٹ اور زبان کے تکلم کرتا ہے۔ تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہوجاتا ہے اور جو کچھ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ وہ بلندی اور پستی میں ہونے سے پاک ہے وہ اس سے بھی مبرّا ہے کہ عرش اس کو اٹھائے یا آسمان اسے گھیرے یا بادل اس پر سایہ کرے یا کوئی چھت اسکو محدود کردے یا کسی مکان میں وہ سما جائے۔

اللہ تعالیٰ زمان ومکان اور سمت وجہت کی قید سے مبرا اور بالاتر ہے کیونکہ یہ صفتیں مخلوق کیلئے ہیں اور اللہ رب العزت مخلوق کی صفات سے پاک ہیں۔

خدا کا تصور ہر قوم ومذہب میں

دنیا میں بے شمار قومیں اور بہت سے نظریئے ومذاہب کے ماننے والے بستے ہیں لیکن کسی بھی قوم اور دھرم میں ایسا نہیں جہاں کسی نہ کسی درجہ میں خدا کا تصور نہ ہو۔ لیکن مذہب اسلام کے علاوہ تمام مذاہب والوں نے خدا اور بندوں کے تصور میں افراط وتفریط سے کام لیا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا درجہ دیدیا۔ یہودیوں کے ایک فرقہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیدیا اور ہندو دھرم نے ہر عجیب چیز کو خدا قرار دیا۔ گائے کو دیکھا کہ گھاس کھا کر گوبر نکالتی ہے اور دودھ دیتی ہے تو یہ بھی خدا ہے۔ مرد اور عورت کی شرمگاہ کے اتصال سے بچہ مولود ہوتا ہے لہٰذا مرد

وعورت کی شرمگاہ بھی خدا ہے۔ اور آج ہندوؤں کا ایک گروہ شرمگاہ کی پوجا کرتا ہے۔ الامان والحفیظ، درحقیقت ان ساری اقوام نے انسان کو کوئی ایک کا غلام بنا کر رکھ دیا۔ لیکن مذہب اسلام نے انسان کو صرف ایک رب العالمین کا غلام بنایا اور انسان کو عزت وسربلندی عطا کی۔

خدا کی معرفت سے انسان عاجز ہے

معروف بزرگ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور عرش حادث ہے یعنی خدا کے بنانے سے بنا ہے اور اس کیلئے استوا ثابت ہے (خلاصہ یہ کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی . متشابہات میں سے ہے اس کے ظاہری معنی خدا کی شان کے خلاف ہیں۔ ہاں جو کچھ خدا کی مراد ہو وہ حق ہے لیکن چونکہ صاف طور پر ہم کو نہیں بتایا گیا اس لئے ہم اس کی کیفیت کا تعین نہیں کر سکتے اجمالاً ایمان لاتے ہیں)

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی ذات تو ثابت ہے اس کیلئے کوئی جگہ ہے نہ ٹھہراؤ اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے دل میں خیال آئے خدا ویسا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے جس کا تم خیال نہیں کر سکتے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ توحید کا سب سے بزرگ کلمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ خدا نے اپنی معرفت کا خلق کے لئے کوئی طریق نہیں بتایا ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ خدا کی معرفت سے انسان عاجز ہے۔ اللہ نے انسان کو اتنی عقل نہیں عطا کی ہے کہ وہ ہر چیز کو سمجھ سکے بلکہ بہت سی جگہوں پر عقل کی صلاحیت گم ہو جاتی ہے اور خدائی حکم کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے۔ بس اس کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لانا اور عقیدہ رکھنا، اسی میں ہمارے لئے نجات ہے اور اس کے ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا خالق ہے اور ساری ہی چیزیں خدا کی

وحدانیت کے سامنے مقہور ومغلوب ہیں۔ خدا کی طاقت اور اس کی قدرت کا کسی کو اندازہ نہیں۔ وہ جس کام کو کرنا چاہئے محض ارادے سے کر دیتا ہے۔ جس چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمادے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ جس قوم کو نیست ونابود کرنا چاہئے تو اسے فوراً ہی نیست ونابود کر دے۔ اس کے لئے کسی فوج اور لشکر کی ضرورت نہیں ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے کہ بڑی بڑی بستیاں زلزلہ اور بھوکم کے ذریعہ لقمۂ اجل بن جاتی ہیں اور اس معمولی سی خدائی قہر کو ختم کرنے کیلئے دنیا کی بڑی سے بڑی سپر پاور کہی جانے والی طاقت آگے نہیں بڑھتی کیونکہ خدائی طاقت کا مقابلہ کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں ہے۔

وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ، وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ.

تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو، تمہارے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت

اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت اور سلطنت کا بیان ہو رہا ہے کہ آسمان وزمین اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور ان میں کی ساری مخلوق بھی اسی کی رچائی ہوئی ہے۔ فرشتے، انسان، جنات اور مختلف قسموں کے حیوانات جو کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن وہ ان سب کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا جب کہ ان کے حواس اڑے ہوئے ہوں گے اور ان میں عدل وانصاف کیا جائے گا۔ پھر فرماتا ہے اے لوگو! تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ سب دراصل تمہارے اپنے کئے گناہوں کا بدلہ ہیں اور ابھی تو وہ غفور ورحیم خدا تمہاری بہت سی حکم عدولیوں سے چشم پوشی فرماتا ہے اور انہیں معاف فرما دیتا ہے، اگر ہر گناہ پر پکڑے، تو زمین پر چل پھر بھی نہ سکو۔ صحیح

حدیث میں ہے کہ مؤمن کو جو تکلیف سختی، غم اور پریشانی ہوتی ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک کانٹا لگنے کے عوض بھی۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ.

اللہ ہی نے آسمان وزمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کہ اللہ نے اتنی بڑی زمین اور اتنا بڑا آسمان جو تہہ بہ تہہ ہے صرف چھ دنوں میں پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تو محض ارادے ہی سے پیدا کر سکتے تھے۔ مگر اس سے مخلوق کو تعلیم دینا مقصود ہے کہ کوئی بھی کام کرو تو اس میں زیادہ جلد بازی مت کرو۔ ہر کام بتدریج اور ٹھہر ٹھہر کر کرو۔

اللہ کی رحمتِ بے پایاں مخلوق پر کریم وشفیق

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کے نشان اپنی مخلوق کے سامنے رکھتا ہے کہ اس نے سمندروں کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ کشتیاں ان میں برابر آئیں جائیں۔ بڑی بڑی کشتیاں سمندروں میں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں جیسے زمین میں اونچے پہاڑ۔ ان کشتیوں کو ادھر سے ادھر لے جانے والی ہوائیں اسکے قبضہ میں ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ان ہواؤں کو روک لے۔ پھر تو بادبان بیکار ہوجائیں اور کشتی رک کر کھڑی ہوجائے۔ ہر ایک وہ شخص جو سختیوں میں صبر کا اور آسانیوں میں شکر کا عادی ہو اس کیلئے تو بڑی عبرت ہے۔ وہ رب کریم کی عظیم الشان قدرت اور اسکی بے پایاں سلطنت کو ان نشانیوں سے سمجھ سکتا ہے اور جس طرح ہوائیں بند کر کے کشتیوں کو کھڑا کر لینا اور روک لینا اس کے بس میں ہے اسی طرح ان پہاڑوں جیسی کشتیوں کو دم بھر میں ڈبو دینا

بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو اہل کشتی کے گناہوں کے باعث انہیں غرق کر دے۔ ابھی تو وہ بہت سے گناہوں سے درگزر فرمالیتا ہے اور اگر سب گناہوں پر پکڑے تو جو بھی کشتی میں بیٹھے سیدھا سمندر میں ڈوبے۔ لیکن اسکی بے پایاں رحمت ان کو اس پار سے اُس پار کر دیتی ہے۔

علماء اور مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اسی ہوا کو ناموافق کر دے، تیز وتند آندھی چلا دے جو کشتی کو سیدھی راہ چلنے ہی نہ دے۔ ادھر سے ادھر کر دے، سنبھالے نہ سنبھل سکے۔ جہاں جانا ہے اس طرف جا ہی نہ سکے اور یونہی سرگشتہ وحیران ہو ہو کر اہل کشتی تباہ ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ کو ذرہ ذرہ کا علم ہے

الغرض اگر بند کر دے تو کھڑے کھڑے ناکام رہیں اگر تیز کر دے تو ناکامی لیکن یہ اس کا لطف وکرم ہے کہ خوشگوار موافق ہوائیں چلاتا ہے اور لمبے لمبے سفر ان کشتیوں کے ذریعہ بنی آدم طے کرتا ہے اور اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ یہی حال پانی کا ہے کہ اگر بالکل نہ برسائے خشک سالی رہے دنیا تباہ ہوجائے۔ اگر بہت ہی برسا دے تو سیلاب کیوجہ سے کوئی چیز پیدا نہ ہونے دے اور دنیا ہلاک ہوجائے۔ ساتھ ہی مینہ کی کثرت طغیانی کا مکانوں کے گرنے کا اور پوری بربادی کا سبب بن جائے۔ یہاں تک کہ رب کی مہربانی سے جن شہروں میں اور جن زمینوں میں زیادہ بارش کی ضرورت ہے وہاں کثرت سے مینہ برستا ہے اور جہاں کم کی ضرورت ہے وہاں کمی سے۔ پھر فرماتا ہے کہ ہماری نشانیوں میں جھگڑنے والے ایسے موقعوں پر تو مان لیتے ہیں کہ وہ ہماری قدرت سے باہر نہیں۔ ہم اگر انتقام لینا چاہیں ہم اگر عذاب کرنا چاہیں تو وہ چھوٹ نہیں سکتے، سب ہماری قدرت اور مشیت کے تابع ہیں۔ فَسُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمُ شَانِهٖ۔

اللہ کی ذات بڑی رحیم وکریم اور شفیق ہے کہ بندوں کو گناہ کرتے ہوئے، قدم قدم پر نافرمانیاں کرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن گرفت اور ہلاکت تو درکنار اس کی باز پرس بھی نہیں فرماتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو زمین وآسمان کے ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ اگر کنویں میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی چلے تو اللہ کی سمیع وبصیر ذات اسے دیکھتی اور سنتی ہے، دن کے اجالے اور رات کی تنہائی میں بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ ان سب کو دیکھتا ہے۔ لیکن اس کی ستار العیوب ذات سارے عیوب پر پردے ڈال دیتی ہے۔ مگر انسانوں کا حال یہ ہے کہ جانتے بھی نہیں اور شور بھی مچاتے ہیں۔

''خدائے تعالیٰ می داند و می پوشد و ہمسایہ نمی داند و می خروشد''

اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور چھپالیتا ہے اور پڑوسی نہیں جانتا اور شور مچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر مہربانی

اللہ تعالیٰ اپنا احسان اور اپنا کرم بیان فرماتا ہے کہ وہ اپنے غلاموں پر اس قدر مہربان ہے کہ بد سے بد گنہگار بھی جب اپنی بدکرداری سے باز آئے اور خلوص کے ساتھ اس کے سامنے جھکے اور سچے دل سے توبہ کرے تو وہ اپنے کرم ورحم سے اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور اپنا فضل اس کے شامل حال کردیتا ہے۔ جیسے ایک آیت میں ہے: ''وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ''۔ ''جو شخص بدعملی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو وہ خدا کو غفور ورحیم پائے گا۔''

اگر کوئی ہزار گناہ کرنے کے بعد اللہ کے حضور گڑگڑا کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں اللہ کے دربار میں بڑے سے بڑے گنہگار دشمن خدا اور باغی کو بھی پناہ مل جاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے۔

ایک عجیب واقعہ

ایک نصوح نامی شخص تھا جس کی آواز میں نسوانیت تھی اسی طرح اس کا جسم بھی بالکل عورتوں کی طرح تھا حتی کہ داڑھی وغیرہ بھی نہیں تھی مگر وہ تھا مرد اور یہ شاہی دربار میں شہزادیوں اور ملکہ کی خدمت کیا کرتا تھا ان کو نہلاتا دھلاتا اور ہاتھ پاؤں دباتا اور اس سے بڑا لطف اندوز ہوتا تھا۔ بارہا اس نے توبہ کی لیکن نفس امارہ نے اسے توبہ پر برقرار رہنے نہ دیا۔ بالآخر ایک مرتبہ دربار شاہی کا کوئی بڑا ہی قیمتی موتی ضائع ہوگیا تو یہ حکم جاری کیا گیا کہ ساری خادمائیں اور شہزادیاں اپنے اپنے کپڑے اتار کر تلاشی دیں اب نصوح کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی کہ یا اللہ اگر تلاشی لی گئی تو میرا راز فاش ہوجائے گا اور قتل کر دیا جاؤنگا۔ پھر وہ بڑے ہی اخلاص وللّٰہیت اور حضوری قلب کے ساتھ دربار ایزدی میں سجدہ ریز ہوا کہ یا اللہ ایک مرتبہ مجھے بچالے اور توبہ قبول کرلے آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اس کا یہ گڑگڑانا اور رونا اللہ کو پسند آگیا اور اپنی دریائے رحمت سے اسے معاف فرمادیا پھر وہ سچا پکا ولی بن گیا۔

اہل دنیا کا حال تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑا مالدار اور صاحب ثروت بھی اگر ہے لیکن چند بار آپ مانگیں گے تو دیدیگا لیکن پھر وہ خفا ہوجائے گا۔ مگر اللہ کی ذات وہ ہے جو مانگنے سے خوش ہوتی ہے بلکہ اللہ سے نہ مانگیں تو اللہ ایسے بندے سے ناراض ہوتا ہے، گناہ کا ہونا غلطی کا کرنا فطرت انسانی کے خلاف نہیں گناہ اور غلطی انسان ہی کرتا ہے نہ کہ فرشتہ، اسلئے گناہ کا ہونا برا نہیں بلکہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا برا ہے۔ بیماری کا ہونا قابل افسوس نہیں بلکہ بیماری کا احساس نہ رہنا قابل افسوس ہے۔ اگر انسان گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو گناہ کریں اور توبہ کریں اور اللہ ان کی توبہ کو قبول کریں گے۔

تخلیق انسان کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"۔ "میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔" انسان کو پیدا کئے جانے کا مقصد صرف اللہ کی عبادت کرنا ہے مگر یہ دنیا ہے اور انسان بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔جس کے بغیر اس کی بقاء اور وجود نہیں۔ اسلئے عبادت خداوندی کے علاوہ بھی بہت سی ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں مگر یہ سب ضمناً ہے۔

ایک عورت دہلی کا سفر کرتی ہے کسی مقصد کے لئے وہ راستہ میں کھانا کھاتی ہے اور دیگر حوائج بشریہ اس کو پیش آتی ہیں مگر وہ یہ نہیں کہتی کہ میں نے راستہ میں کھانا کھایا اور فلاں فلاں کام کیا۔اس لئے کہ یہ سب کام ضمناً ہیں۔ دہلی سفر کرنے کا مقصد راستے کا کھانا وغیرہ نہیں تھا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی بندیوں کو محض اپنی عبادت کی خاطر پیدا فرمایا،مگر ہم ہیں قدم قدم پر اللہ کی نافرمانیاں کئے جاتے ہیں۔شوہروں کی اطاعت ہمارے اندر سے ختم ہوتی جارہی ہے۔ میری معزز ماؤں بہنو! اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزوں کو جس کام کیلئے پیدا کردیا وہ اس کام میں لگی ہوئی ہیں۔آج تک اس سے سرمو انحراف نہیں کیا۔مگر ایک انسان ہے جس کی وجہ سے اور جسکے فائدے کیلئے ساری چیزوں کی تخلیق وجود میں آئی ہے۔نافرمانی اور خدا کے حکم سے سرتابی کرتا ہے۔ شیخ سعدی نے کتنے اچھے انداز میں اس کو ذکر کیا ہے۔ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرماں بردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب کام میں مصروف ہیں تاکہ تم اپنی غذا حاصل کرو اور غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ۔سب لوگ تمہارے واسطے کام میں لگے ہیں اور حکم برداری کررہے ہیں۔انصاف کی بات یہ نہیں ہے کہ تم فرمانبرداری نہ کرو۔

آج میں نے آپ کا بہت سا وقت لے لیا اس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

نماز کی اہمیت اور فضیلت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ النَّبِیِّیْنَ اَلْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم o

’’بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے‘‘۔

میری معزز خواتین ماؤں اور بہنو۔ نماز کی فضیلت اور اہمیت کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ نماز کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اس کی تشریح فرمائی اور ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہی ہے حتیٰ کہ بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ’’بچوں کو نماز

(پڑھنا) سکھلاؤ سات سال کی عمر میں اور دس سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر ان کی پٹائی کرو‘‘ احکام شرعیہ بلوغت کے بعد متعلق ہوتے ہیں مگر نماز کی اہمیت کی بنیاد پر بچپنے سے ہی نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی جاتی ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی نماز پوری زندگی میں صرف دو مرتبہ قضا ہوئی، ایک مرتبہ کسی غزوہ سے واپسی میں رات بھر چل کر سب سو گئے پھر سورج کی تپش سے سب کی نیند کھلی اور ایک غزوہ خندق میں دشمنوں نے عصر کی نماز کا موقع نہیں دیا۔ ان دو وقتوں کے علاوہ کبھی آپ ﷺ کی نماز قضاء نہیں ہوئی آپ ﷺ مرض الوفات میں ہیں شدت کا بخار ہے انتہائی بے چینی کا عالم ہے۔ لیکن اس وقت میں بھی نماز حتیٰ کہ جماعت نہیں چھوٹتی ہے۔ دو صحابیوں کے کندھے پر ٹیک لگا کر مسجد جا رہے ہیں اور نماز پڑھا رہے ہیں۔ ہم ایسے نبی کی امت کے دعویدار ہو کر پنج وقتہ نماز کی پابندی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نماز کی پوری پوری پابندی کریں تو ہمارے سارے کام درست اور ٹھیک ہو جائیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اقرار کریں کریں ’’اے اللہ! ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں‘‘ اور پھر اللہ کے سوا دوسروں کی بندگی کریں اور دوسروں کے آگے مدد کیلئے ہاتھ پھیلائیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم روزانہ پانچ پانچ مرتبہ نماز پڑھیں اور پھر بھی ہمارے اعمال درست نہ ہوں، ہمارے اخلاق کی اصلاح نہ ہو، ہماری زندگی کا رنگ نہ بدلے اور نماز کی یہ خاصیت ہے کہ ’’بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔‘‘ اگر نماز زبردست اصلاح کرنے والی چیز ہے، مگر ہماری اصلاح نہیں ہوتی تو یہ ہماری خرابی ہے، نماز کی خرابی نہیں۔

اللہ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم اس کے وفادار ہوں، کسی دوسرے کے وفادار نہ ہوں۔ صرف اللہ کے احکام کی اطاعت کریں، اس کے خلاف کسی کا حکم نہ مانیں اور اس کے آگے ادب اور تعظیم سے سر جھکائیں۔ اس کے سوا کسی دوسرے کے

آگے سر نہ جھکائیں۔ انہی چیزوں کو اللہ نے عبادت کے جامع لفظ میں بیان کیا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی اور آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء آئے، ان سب کی تعلیم کا لب لباب یہی تھا۔ ''اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

نماز سے محبت کا مطلب ہے دین سے محبت

ایک مسلمان اور کفر و شرک کے درمیان اصل فرق نماز ہی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان نماز کا ہی تو فرق ہے۔ جس نے نماز کو ترک کیا، اس نے یقیناً کفر کیا۔''

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو باتوں کی وصیت کی ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرنا، چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تم آگ میں جلا دیئے جاؤ اور فرض نماز کو جان بوجھ کر نہیں چھوڑنا۔'' (ابن ماجہ)

رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں۔ جس کا وضو اور پاکی نہیں، اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں، اس کا دین نہیں۔ دین میں نماز کی وہی حیثیت ہے جو جسم میں سر کی ہے۔ جیسے بغیر سر کے جسم بے کار ہے، اسی طرح بغیر نماز کے دین بے کار ہے۔'' (طبرانی)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے، گویا اس کے اہل و عیال اور مال چھین لئے گئے۔'' (بخاری و مسلم)

قرآنی فرمودات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز قائم کرنے والے فلاح پائیں گے اور چھوڑنے والے ذلیل و خوار ہوں گے۔ سورۃ المدثر میں جہنمیوں کی پکار کا ذکر ہے۔ ان سے فرشتوں نے پوچھا ''تمہیں جہنم میں کیوں پھینکا گیا؟'' انہوں نے جواب دیا ''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

نماز سے محبت کا مطلب ہے دین سے محبت، اللہ اور اس کے رسول سے محبت، نماز کیلئے دل میں ہر وقت خیال رہے۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس شخص کا دین مکمل ہے۔ خیر القرون میں کیسے ہزاروں صالحین اور صالحات ایسی گذری ہیں کہ جو ساری رات مصلے پر کھڑے کھڑے صبح کر دیا کرتی تھیں۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ ان کو نماز میں ایسی لذت ملتی تھی کہ وہ نیند جیسی آرام دہ نعمت کو خیر باد کہہ کر اللہ کے حضور کھڑی ہوتی اور سجدہ ریزی کو ترجیح دیتی تھیں۔ مجھے یاد آیا کہ چند سال پیشتر قاری محمد افضل رحیمی کی ممانی جو عرصہ سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ انتقال سے ۵ منٹ پہلے اپنے شوہر حافظ محمد الیاس سے کہا کہ زندگی میں میری صرف سترہ نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کا فدیہ ضرور ادا کر دینا۔ اس زمانہ میں ایسی خواتین موجود ہیں جن کی نمازوں اور دینداری کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔

میرے دادا جان محمد سلیمان صاحب مرحوم و مغفور انتقال سے ایک دن قبل مغرب کی نماز میں مسجد تشریف لے گئے۔ حاجی صغیر احمد حسنہ نے وضو کرتے وقت پوچھا چچا جان کئی دنوں سے نظر نہیں آئے کیسی طبیعت ہے۔ فرمایا بھائی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی بناء پر مسجد تک آنے کی ہمت نہیں ہوتی اور اب آخری بار آیا ہوں۔ مغرب کے بعد گھر گئے طبیعت زیادہ علیل ہوگئی اور دوسرے دن عصر و مغرب کے درمیان انتقال فرما گئے۔ یہ اسی زمانے کے لوگ تھے۔ جن کو نماز اور مسجد سے عشق اور محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

نماز سے محبت رحمت الٰہی کا بڑا سبب ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک، تم عنقریب اپنے پروردگار کو دیکھو گے، کہ طلوع آفتاب سے قبل (فجر) کی نماز اور غروب آفتاب سے قبل (عصر) کی نماز

سے غافل نہ رہا کرو، اور یہ محبت اور رحمت الٰہی کا بہت بڑا سبب ہے۔'' حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے ''سجدوں کی کثرت سے تم اپنے نفس کے مقابلے میں میری اعانت کرو۔''

ضلع مظفر نگر کا ایک گاؤں سنبھل ہیڑہ ہے وہاں ایک میاں جی عبداللطیف صاحب تھے۔ جو کھیالہ میں امام تھے۔ طاعون پھیلا ہوا تھا۔ ایک ایک دن میں پچاس پچاس آدمیوں کی نماز جنازہ ہوتی تھی۔ ایک دن میاں جی کو بھی بخار آ گیا۔ فرمایا بھائی مجھے میرے گھر پہونچا دو۔ گھر آ کر حجامت بنوائی اور گھر والوں کو کچھ نصیحت کی۔ دوسرے دن جمعہ کی نماز کیلئے اپنے صاحبزادے میاں جی محمد اسماعیل (جن کو لوگ مولانا کہتے تھے) سے کہا کہ بھائی تم جمعہ کی نماز پڑھ کر جلدی آ جانا۔ میرے گھر سے بھی خط آ گیا ہے۔ مجھے بھی اپنے گھر جانا ہے۔ اس لئے نماز کے فوراً بعد جلدی گھر آ جاؤ۔ میاں جی محمد اسماعیل صاحب نماز جمعہ کے بعد مسجد سے باہر آئے تو گھر کے بچوں نے بتایا کہ اباجی بات نہیں کر رہے ہیں خاموش ہو گئے ہیں۔ گھر آنے پر معلوم ہوا کہ انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور درجات بلند فرمائے کہ ایسے پاک نفوس کہ موت سامنے ہے لیکن نماز سے غافل نہیں۔ میاں جی عبداللطیف صاحب منشی محمد شفیع صاحب انصاری کے دادا سسر تھے۔ خود منشی جی بھی اپنے وقت کے متقی اور پرہیزگار لوگوں میں سے تھے۔ بہادر پور کے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک نماز کی اہمیت

''اور اپنے رب کی صبح وشام تسبیح کرو۔''

''سو تم اللہ کی تسبیح بیان کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے، بعد زوال اور ظہر کے وقت۔''

''محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز کی (خصوصاً) اور اللہ کے سامنے عاجز بنے کھڑے ہو۔''

''اے ایمان والو! تم رکوع وسجود کیا کرو۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔''

''اے نبی ﷺ! آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیں جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں۔''

''بے شک نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کیساتھ فرض کی گئی ہے۔''

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔'' (متقی وہ ہیں) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔''

''نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

''نماز دین کا ستون ہے۔''، ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی، اس نے کفر کیا۔''

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو گویا اپنے رب سے چپکے چپکے بات چیت کرتا ہے۔''

''روز قیامت سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

''اے معاذ رضی اللہ عنہ! میرے نزدیک تمہارا سب سے بڑا فرض نماز ہے۔''

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز سے محبت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ علیل تھے۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ آپ چارپائی پر ہی بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لئے گئے حال پوچھا۔تو شیخ الاسلام آبدیدہ ہوگئے ،فرمایا دیکھوزکریا مجھے نماز کیلئے زمین پر کھڑا ہونے سے منع کر دیا ہے۔ بھلا کیسے چین آئے اس طرح بھی کہیں نماز میں مزہ آتا ہے۔ اللہ اکبر دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے جسم میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں لیکن نماز کیلئے کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔کیسا شغف تھا کیسی لگن تھی ان حضرات کونماز سے۔

میری ماؤں اور بہنو! ان واقعات کوسنانے اور بیان کرنیکا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم بھی ان پاکیزہ ہستیوں کی نقل کریں۔ان کے نقش قدم پر چلیں تا کہ ہم بھی کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہو جائیں۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کہا کرتی تھیں کہ مجھے نماز کا اتنا شوق اور محبت ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تو میں مرنے کے بعد بھی نماز پڑھوں گی۔ واقعات میں لکھا ہے کہ جب آپ کو قبر میں رکھ کر پتھر لگائے جارہے تھے۔ایک چھوٹا پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی قبر کو اللہ نے خوب کشادہ فرمادیا اور وہ قبر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی ہیں۔سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیسی مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ جو بندہ اپنے رب کی عبادت کا شوق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادت کا ذوق اور لطف عطا فرمادیتے ہیں۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

قرآن پاک میں اللہ نے ارشاد فرمایا: ’’میں نے جنوں اور انسانوں کو کسی اور مقصد کیلئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیدائش کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ میری عبادت کریں او قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہی ہوگا۔‘‘ ارشاد باری تعالیٰ ہے’’اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔‘‘

عبدیت کا مطلب ہے بندگی۔جب ہم اپنے رب کی درست طور پر بندگی ہی نہیں کریں گے تو یہ امید کیسے رکھ سکتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں معاف فرمادے گا۔ مسلمان کو ہر وقت اللہ کے احکام کی بجا آوری کرنی چاہئے۔اللہ نے دن میں پانچ نمازوں کوفرض کیا تا کہ مسلمانوں کا بار بار امتحان لیا جاتا رہے،آیا وہ مسلمان ہیں اور اللہ کے احکام بجالانے کے لئے مستعد ہیں یا نہیں۔اگر وہ نماز نہیں پڑھتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری نہیں کررہے۔منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔’’جولوگ اللہ کی اطاعت اور بندگی کیلئے تیار نہیں ہیں،صرف انہی پر نماز گراں گزرتی ہے۔‘‘ (البقرہ)

اور جس پر نماز گراں گزرے وہ خود اس بارے میں ثبوت پیدا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی بندگی اور اطاعت کے لئے تیار نہیں اور اس کے دل میں خوف الٰہی نہیں ہے۔ اللہ نے دن میں پانچ بار نماز فرض کی ہے تا کہ وہ مومنوں کے دلوں کو مضبوط کرتی رہے اس کی مصلحت قرآن نے خود بیان کی ہے’’ بے شک،نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔‘‘

آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر ہماری ماؤں اور بہنوں کو دیکھا گیا ہے کہ شادی کے سارے کام انجام دیئے جاتے رہتے ہیں۔آنے والے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے اور جانے والے والے مہمانوں کو اعزاز کیساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔لیکن افسوس اذان کی آواز اسپیکر کے ذریعہ آتی رہتی ہے کبھی ہمارے کانوں کو انسیت نہیں ہوتی اور نماز کا خیال تک نہیں آتا۔دنیا کے سارے کاموں کیلئے فرصت ہے لیکن نماز کے لئے ۵ منٹ کی فرصت نہیں۔

جنوبی ہند میں لبابین نام سے ایک مسلم برادری ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر تمل ناڈو میں رہتے ہیں۔لیکن بنگلور میں بھی ان کی خاصی تعداد ہے۔میری اہلیہ محترمہ کو

ان لوگوں کے یہاں شادی بیاہ میں شرکت کا موقع ملا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ان لوگوں کی عورتوں میں نماز کی بڑی پابندی ہے۔ شادی کے گھر میں سینکڑوں عورتیں رہتی ہیں۔ لیکن جیسے ہی اذان کی آواز کانوں میں آتی ہے۔ عورتیں جلدی جلدی وضو بنا کر نماز میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ سب ہی عورتیں نماز پڑھتی ہیں الا یہ کہ کسی کو شرعی عذر ہو تو الگ بات ہے۔

ہماری بہنوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن ہم اپنے رب کا تھوڑا سا بھی شکر ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

گھر میں رہنے والی عورتوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھنا کچھ مشکل نہیں۔ تمام کاموں کے درمیان دس یا پندرہ منٹ کا وقت نکالنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

خیر القرون میں صحابیات اور صالحات کے ایسے ایسے کارنامے اور ایسی ایسی عبادتیں اور دین کی خدمات ہیں کہ اگر ہم کوشش کریں تو ان کا عشرِ عشیر بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس دور میں کم از کم فرائض۔ واجبات اور سنن کا اہتمام جتنا بھی کر لیا جائے غنیمت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کی محبت اور قدر عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

رمضان المبارک کے احکام وفضائل

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ .

اے ایمان والو: تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔

میری ماؤں بہنو! کوئی مذہب کوئی بھی دھرم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک ایسا نہیں گذرا کہ جس میں کسی نہ کسی درجہ میں روزہ فرض نہ کیا گیا ہو یہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے۔ اسے فرض کیوں کیا گیا ہے۔ اس کی کیا حکمت و مصلحت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود آگے بیان فرمایا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤں۔ تمہارے اندر تقویٰ اور اللہ کا ڈر اور خوف پیدا ہوجائے۔ اس لئے یہ بات مدنظر رہنی چاہیئے کہ کہ ہم کو ڈر پیدا ہو رہا ہے کہ نہیں، اگر نہیں تو مقصد روزہ اور اس کی حکمت فوت ہو رہی ہے۔ اس تعلق سے رمضان کے معنی بھی عرض کردینا مناسب سمجھتی ہوں رمضان عربی لفظ ہے رمض کے معنی مٹانا اور جلانا ہے چونکہ روزہ انسان کے گناہوں کو جلا کر انسان کو پاک وصاف کردیتا ہے۔ اسی لئے اس مہینہ کو رمضان کہتے ہیں یہ رمضان بڑی ہی برکتوں اور فضیلتوں والا ہے اس میں ساری آسمانی کتابیں توریت، زبور، انجیل اور قرآن نازل ہوئیں۔ چنانچہ قرآن کے متعلق ارشاد باری ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. ''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے، منجملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیاطین پابند سلاسل کردیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا: ''تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں اس میں آسمان

کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطان قید کردیئے جاتے ہیں۔ اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا وہ محروم ہی رہا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک منادی کرنیوالا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہوجا اور اے برائی کے طلب کرنے والے رک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں یہی ہوتا ہے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیا اس میں فرمایا: ''اے لوگوں! تم پر ایک بڑی عظمت والا، بڑا بابرکت مہینہ آرہا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے اور اس کے قیام (تراویح) کو نفل بنایا ہے۔ جو شخص اس میں کسی بھلائی کے (نفلی) کام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے اور جس نے اس میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو وہ اس کیلئے اس کے گناہوں

کی بخشش اور دوزخ سے اس کی گلوخلاصی کا ذریعہ ہے اور اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا مگر روزے دار کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کو وہ چیز میسر نہیں جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائیں گے جس نے پانی سے دودھ کے ایک گھونٹ، یا ایک کھجور سے روزہ افطار کرادیا، اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (کوثر) سے ایسا پلائیں گے کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے (اور جنت میں بھوک پیاس کا سوال ہی نہیں) یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی حصہ بخشش اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے اور جس نے اس مہینے میں اپنے غلام اور نوکر کا کام ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائیں گے اور اسے دوزخ سے آزاد کردیں گے۔''

(بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ رمضان آچکا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین کو طوق پہنا دیئے جاتے ہیں۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو، جب اس مہینے میں بخشش نہ ہوئی تو کب ہوگی۔ (طبرانی، اوسط، ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' جس نے ایمان کے جذبے اور طلب ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے گذشتہ گناہوں کی بخشش ہوگی۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''نیک عمل جو آدمی کرتا ہے تو اس کیلئے عام قانون یہ ہے کہ نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک

بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مگر روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے کہ (اس کا ثواب ان نذرانوں سے نہیں عطا کیا جاتا) کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد وحساب) بدلہ دوں گا۔ (اور روزے کے میرے لئے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) بندہ اپنی خواہش اور کھانے پینے کو محض میری رضا کی خاطر چھوڑتا ہے۔

روزے دار کیلئے دو فرحتیں ہیں۔ ایک فرحت اپنے رب سے ملاقات ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خالی معدہ ہونے سے آتی ہے۔) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

سحری کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سحری کھالیا کرو۔ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے (کہ اہل کتاب کو سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا اور ہمیں صبح ہونے سے پہلے تک اس کی اجازت ہے۔'') (مسلم، مشکوٰۃ)

غروب کے بعد افطار میں جلدی کرنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک (غروب کے بعد) افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔'' (بخاری و مسلم ومشکوۃ) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''دین غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' جب تم میں کوئی شخص روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔''
(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے (ذَهَبَ ظَمَاءُ وَابْتَلَتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ) '' پیاس جاتی رہی انتڑیاں تر ہو گئیں اور اجر انشاء اللہ ثابت ہو گیا۔''

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ. '' اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔'' (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ '' رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔'' (طبرانی، اوسط، بیہقی، ترغیب) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' بے شک رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ) سے آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دعا قبول ہوتی ہے۔'' (بزار، ترغیب)

رمضان کا آخری عشرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں ایسی عبادت و محنت کرتے تھے جو دوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

ہر چیز کا ایک موسم اور سیزن ہوتا ہے رمضان کا مہینہ عبادتوں کا سیزن اور موسم ہے۔ عقلمند آدمی وہ ہے جو موسم سے فائدہ اٹھائے ایک شخص چند کوڑیوں کی خاطر رات بھر مشقت جھیلتا ہے اور یہاں احکم الحاکمین نے وعدہ کیا ہے اور طرح طرح کے فضائل و مناقب کا ذکر کیا لیکن افسوس ہے ہم اپنے بستروں کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کیلئے کھڑے نہیں ہوتے اور جس مقصد کیلئے ہماری تخلیق ہوئی اور عدم سے وجود بخشا گیا ہم اسی کو بھول جاتے ہیں اللہ کے رسول کی سیرت کس لئے ہے؟ کیا صرف دلچسپی سے پڑھنے کیلئے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت ﷺ شب میں بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' بے شک یہ مہینہ تم پر آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا اور اس کے خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا۔ سوائے بدقسمت اور حرماں نصیب کے۔''
(ابن ماجہ، واسنادہ حسن، ترغیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' جب لیلۃ القدر آتی ہے، تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح و تہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقہ سے ذکر و عبادت میں ہو) اس کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔
(بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ فرمائیے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھا کروں فرمایا یہ دعا پڑھا کر۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ آپ بہت ہی معاف کرنیوالے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کردیجئے۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے۔ وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا (یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہوجائے گا مگر رمضان المبارک کی برکت وفضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی،)

رمضان کے چار عمل

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو۔ دو باتیں ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کروگے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ کو راضی کروگے یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا اور (۲) استغفار کرنا اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں۔ یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔'' (ابن خزیمہ، ترغیب)

قیام اللیل (تراویح)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے

پہلے گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا۔ ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، نسائی، ترغیب)

رمضان کے فضائل ومناقب سے متعلق بہت ساری حدیثیں ہیں۔ اس مہینہ میں جس طرح عبادتیں بڑھا کر کئی گنا کردی جاتی ہیں اسی طرح گناہ بھی بڑھ جاتے ہیں اسلئے اس مہینہ میں گناہ سے خواہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔ بالخصوص غیبت سے جس سے ہم عورتوں کی مجلس کبھی پاک نہیں رہتی۔ حدیث میں آتا ہے۔ ''اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا'' غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا کے بعد آدمی کو اس سے توبہ کی توفیق مل جاتی ہیں۔ لیکن غیبت کے بعد آدمی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اس لئے اس کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی قدر کرنے اور غیبت سے بچنے کی توفیق کی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

اسلام میں زکوٰۃ کی فضیلت اور اہمیت

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ، وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَاللّٰہِ. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَوْضِعٍ آخِرٍ، وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌلَّکُمْ. وَ یُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِنْ سَیِّاٰتِکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ o

اور نماز قائم کرو، زکوٰہ ادا کرو، اور جو کچھ نیکیاں بھیجو گے اپنے لئے تو اس (کا ثمر) پاؤ گے اللہ کے پاس اور اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا اور اگر صدقہ کو پوشیدہ رکھو اور فقیروں کو دو، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور تمہارے بعض گناہ مٹا دیگا۔

میری عفت مآب ماؤں اور بہنوں اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے جس میں تیسرے نمبر کی چیز زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ایک ایسا نظام اور قانون ہے کہ اگر مسلمان اس پر پورے طور پر عامل ہو جائیں تو چند ہی سالوں میں پورے مسلمان صاحب ثروت اور مالدار ہو جائیں۔ زکوٰۃ کا یہ قانون صرف شریعت اسلامی نے ہی اتنی وضاحت و تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا کہ ہر ایسا شخص جو عاقل بالغ مسلمان اور صاحب نصاب ہو اور اس مال پر ایک سال مکمل ہو چکا تو اس میں سے چالیسواں حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت آج کل عورتیں بکثرت زیورات زیب تن کرتی ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے میں کتراتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ زکوٰۃ جس پر فرض ہے اسی کو ادا کرنا چاہئے البتہ شریعت نے سہولت دے رکھی ہے کہ اگر شوہر اپنی طرف سے عورت کی زکوٰۃ ادا کر دے تو ادا ہو جائیگی لیکن اگر شوہر نے ادا نہیں کی تو باز پرس عوت سے ہوگی نہ کہ مرد سے۔ زکوۃ ادا کرنے سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ "یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰی وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ" اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔ نیز ارشاد نبوی ہے۔ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَلاَ یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتَقَبَّلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیُھَا لِصَاحِبِھَا کَمَا یُرَبِّی اَحَدُکُمْ فَلَہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

جو شخص ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے پاکیزہ کمائی سے اور اللہ تو پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں ہی قبول کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ قرآن واحادیث میں صدقات وزکوٰۃ ادا کرنے والے کیلئے جہاں بڑے فضائل بتائے گئے ہیں۔ وہیں زکوٰہ نہ دینے

والوں کیلئے بڑی وعیدیں آئی ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (توبہ ۳۵)

جس دن سونا، چاندی دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے پیشانیاں، پہلو اور پشت داغے جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ) یہی مال ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب اس مال کا مزہ چکھو۔یعنی جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے ان کو سزا دی جائے گی۔

علمائے کرام نے اس آیت کریمہ کے تحت ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ جب مانگنے والا کسی مالدار کے پاس جاتا ہے تو اولاً چیں بجبیں ہوتا ہے اسکی پیشانی پر بل آتا ہے پھر پہلوتہی کرتا ہے۔پھر آخری مرحلہ میں پشت پھیر کر چلا جاتا ہے۔اس لئے اللہ نے اس کیلئے سزا بھی ایسی ہی تجویز فرمائی۔

میری معزز خواتین کیا ان آیتوں کو پڑھ کر ہمارے رونگٹے نہیں کھڑے ہوئے؟ کیا ہمیں ڈر اور خوف پیدا نہیں ہوتا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں، کیا ہم اس حکم خداوندی پر عامل ہیں؟

منکرین زکوٰۃ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا

رسوال اللہ ﷺ کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا، ابتداء حضرت عمر فاروق ﷺ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے خلاف فوجی کارروائی کرنے میں تامل تھا، لیکن پھر ان کو بھی شرح صدر ہو گیا۔حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد فرمایا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس طرح اس پر صحابہ کا اجماع و اتفاق ہو گیا۔

بعد کے فقہائے کرام نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے حافظ ابن رشد کا بیان ہے۔"فَأَمَّا مَعْرِفَةُ وُجُوبِهَا فَمَعْلُومٌ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ فَلَا خِلَافَ فِي ذَالِكَ. اس کا وجوب کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

سابق امتوں میں بھی زکوٰۃ اور صدقات کا حکم تھا

انسانی معاشرے میں کچھ لوگوں کا دولت مند اور کچھ کا غریب وضرورتمند ہونا نظام قدرت اور تقاضۂ فطرت ہے، اسلئے ہر سماج کی ضرورت ہے کہ اس کے خوش حال اور اصحاب کشائش اپنے ضرورت مند اور غریب بھائیوں کی مدد اور ان کی ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنی دولت کا کچھ حصہ اسی مقصد کیلئے نکالیں، اسی لئے پہلے آسمانی مذاہب میں بھی زکوٰۃ وصدقات کا حکم فرمایا گیا۔قرآن مجید کا بیان ہے کہ حضرت اسماعیل بھی اپنے اہل وعیال کو زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم،۵۵) بنی اسرائیل سے خدا نے جن باتوں کا عہد لیا تھا ان میں نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی تھا۔(بقرہ،۸۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اعلان فرمایا کہ مجھے زندگی بھر اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کی ہدایت کی گئی ہے۔"وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا." (مریم،۳۱)

ہرچند کہ بائبل میں انسانی ہاتھوں اور دماغوں نے بہت کچھ تحریف کی ہے، لیکن اب بھی اس میں کہیں مبہم اور کہیں واضح ہدایت صدقہ وانفاق کی ملتی ہیں، تورات غلہ اور جانور دونوں میں دسواں حصہ واجب قرار دیتا ہے۔

دوسرے مذاہب میں بھی نذر، قربانی اور دان کا تصور موجود ہے۔غرض انسانی خدمت غریبوں کی مدد اور حاجت مندوں کی حاجت برآئی مذاہب عالم اور انسانی

فطرت سلیمہ کا ایک مشترک ورثہ ہے جسے اسلام نے نہ صرف باقی رکھا بلکہ اس کو خدا کی بندگی کا اہم درجہ بنا دیا اور اس کی اہمیت میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ انسانیت کو اس کا ایک مرتب نظام عطا فرمایا۔

اس سلسلہ میں ایک تاریخ کی بات سناتا ہوں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جنہوں نے صرف سوا دو سال تک حکومت کی اور پوی سلطنت میں اسلامی قوانین واحکام بڑی سختی سے جاری کئے بالخصوص زکوٰۃ کی ادائیگی پر بڑی خاص توجہ مبذول فرمائی جس کے نتیجہ میں انکی پوری سلطنت میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ سب کے سب زکوٰۃ دینے والے تھے۔ اگر آج اسی پر عمل کرلیا گیا تو پورا ملک خوشحال اور عیش وآرام کی زندگی بسر کریگا۔ زکوٰۃ کی اہمیت ہی کیوجہ سے قرآن میں جگہ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے فضائل

اسلامی تعلیمات کا اولین اور مستند ترین سرچشمہ قرآن مجید ہے، قرآن مجید نے زکوٰۃ کو اہمیت دی ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس نے بیس مقامات پر زکوٰۃ کو اسلام کے رکن اول نماز کے دوش بدوش ذکر کیا ہے۔ بتیس مقامات پر صریحاً زکوٰۃ کا اور پندرہ مقامات پر صدقہ کا ذکر آیا ہے۔ مختلف آیات میں رحمت خداوندی کا حقدار ہونے کے لئے ایمان وتقویٰ کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کو بھی شرط قرار دیا گیا۔

(اعراف۔۱۵۶)

فرمایا گیا کہ زکوٰۃ تمہارے مال میں کمی کا سبب نہیں بلکہ برکت واضافہ کا باعث ہے۔ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ. (روم ۳۹) آخرت میں اس کا جو ثواب ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح

بیان فرمایا ہے: ''مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. (بقرہ: ۲۶۱)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کی مثال اس بوئے گئے دانے کی ہے جس میں سات بالیاں نکل آئیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اللہ جس کے لئے چاہتے ہیں دو چند کر دیتے ہیں اور وہ وسعت والے اور علم والے ہیں۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ نماز اور زکوٰۃ آخرت میں غم وافسوس اور خوف واندیشہ سے حفاظت کرے گی۔'' (بقرہ، ۲۷۷)

جو لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں اور غریبوں کے اس حق سے پہلو تہی برتیں ان کیلئے اسی درجہ عبرت ناک سزا ہے:

''جب آپ ﷺ کا وصال ہو چکا اور کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ جو شخص آپ ﷺ کے زمانہ میں اونٹ کے ساتھ اس کی رسی بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور آج صرف اونٹ دیگا اور رسی دینے سے انکار کریگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے جہاد کرے گا اور آپ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ''اَیَنْقُصُ الدِّیْنَ وَاَنَا حیٌّ'' کیا ابوبکر کے جیتے جی دین میں کمی ہوسکتی ہے۔ آج زکوٰۃ سے انکار، کل نماز سے لاتعلق، پرسوں اسلام ہی کو سلام کر بیٹھیں گے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر عذاب

رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کو ارکانِ اسلام میں نماز کے بعد درجہ دیا ہے او ربعض اوقات آپ ﷺ نے جن باتوں پر بیعت لی ان میں زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمادیا۔ آخرت میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر آپ ﷺ کی طرف سے جو وعیدیں ہیں، وہ نہایت لرزہ دینے والی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہوگی، وہ

زہریلے سانپ کی صورت اختیار کرکے گلے کا طوق بن جائے گا اور ڈستا رہے گا۔ جن جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہوگی وہ اس کے جسم کو روندیں گے۔ دو خواتین خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، جن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زکوٰۃ ادا کردی ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو یہ پسند ہے کہ آگ کے کنگن تم کو پہنائے جائیں؟ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔''

دورِ رسالت میں ثعلبہ نامی ایک شخص تھے وہ بڑے غریب تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے مالداری کی دعا کی درخواست کی آپ ﷺ کو یہ بات ناگوار گذری پھر دوبارہ سہ بارہ انہوں نے آپ ﷺ سے اس سے سلسلہ میں درخواست کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمادی۔ چنانچہ انہوں نے بکریاں پال لیں اور اس میں اتنی بڑھوتری ہوئی کہ اس کی دیکھ ریکھ میں پنج وقتہ مسجد نبوی آنا مشکل ہوگیا، اور صرف جمعہ جمعہ مسجد میں آتے، پھر اور بڑھوتری ہوئی اور مدینہ کی جگہ تنگ پڑنے لگی پھر وہ چھوڑ کر مدینہ سے باہر جنگل میں چلے گئے اور جمعہ میں آنا بھی ترک کردیا ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ان کا حال دریافت کیا تو صحابہ کرام نے پوری صورت حال سنائی تو آپ ﷺ نے افسوس کا اظہار کیا اور جب زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے دو صحابی کو زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ٹیکس ہے جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے۔ ان دونوں صحابیوں نے آکر آپ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ناس ہو ثعلبہ کا۔

ثعلبہ کا کوئی رشتہ دار دربار رسالت میں تھا اس نے جاکر ثعلبہ کو بتایا تو ثعلبہ جلدی سے زکوٰۃ کا جانور لیکر آپ ﷺ کے دربار میں پہونچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا مال لینے سے منع کردیا ہے پھر دور صدیق رضی اللہ عنہ میں زکوٰۃ کا مال

لیکر آتا ہے۔ وہ بھی قبول نہیں کرتے، پھر دور فاروقی رضی اللہ عنہ اور دور عثمانی رضی اللہ عنہ میں لے کر آیا لیکن کوئی اس کو قبول نہیں کرتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوجاتا ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے اصل مال بھی ضائع ہوجاتا ہے

آپ ﷺ نے دنیا میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے پر خوش خبری اور نہ ادا کرنے پر اللہ کی پکڑ کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ صدقہ سوء خاتمہ سے بچاتا ہے، عمر میں اضافہ کراتا ہے، ستر مصیبتوں کے دروازے بند کرتا ہے۔ بلائیں صدقہ کی وجہ سے نہیں آتی ہیں فَاِنَّ الْبَلاءَ لا يَتَخَطَّاهَا، جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے، تو مال زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ اصل مال بھی ہلاک وضائع ہوجاتا ہے۔ جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی، اس پر اللہ کی طرف سے قحط کا عذاب آتا ہے۔ دنیا میں انسان کی بداعمالیوں کا اس پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں حضور ﷺ کی اثر انگیز روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ''رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین! پانچ گناہ ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہوگے، (مصیبتوں میں پڑوگے) اور میں اس بات سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان گناہوں میں مبتلا ہو جس قوم میں کھلے عام بدکاریاں ہونے لگیں ان میں طاعون اور ایسی تکلیف دہ بیماریاں پیدا ہوں گی جو پہلے کے لوگوں کو نہیں ہوئی ہوں گی، ناپ تول میں کمی کریں گے تو قحط، تنگ حالی اور حکمرانوں کا جور و ظلم ان پر ہوگا، جو زکوٰۃ ادا نہ کریں گے۔ بارش سے محروم کردیئے جائیں گے اور (اس بستی میں) جانور نہ ہوں تو شاید ان پر بالکل ہی بارش نہ ہو، خدا اور رسول کے پیمان کو توڑیں گے تو دشمنوں کو جو کفار ہوں گے ان پر مسلط کردے گا اور وہ ان کے قبضہ سے بعض چیزیں چھین لیں گے اور مسلمانوں کے جو حکمراں قرآن مجید کے مطابق فیصلہ نہ کریں گے اور احکام الٰہی کو ترجیح نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی قوت کو باہم ہی ٹکرادے

گا۔غور کیا جائے تو آج اس حدیث کی تصدیق چشم سر سے دیکھی جا سکتی ہے۔اقوامِ مغرب میں بدکاریاں، ایسے امراض کا وجود کہ جن سے کان و دل یکسر نا آشنا تھے۔ یہ ساری حقیقتیں دوپہر کی دھوپ کی طرح سامنے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشی تنگ حالی اور درماندگی کا ایک اہم سبب اس امت کا فریضہ زکوٰۃ سے غفلت و بے اعتنائی ہے۔

اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی رکھے ہیں

اسلام کے تمام احکام کی روح یہی ہے کہ ان کا مقصود خدا کی بندگی ہے یا انسان کی خدمت، پہلے قسم کے احکام حقوق اللہ کہلاتے ہیں اور دوسری قسم کے احکام حقوق الناس ،قرآن مجید نے اکثر مواقع پر اللہ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق بھی ذکر کئے ہیں،توحید کے ساتھ والدین سے بہتر سلوک کا حکم فرمایا گیا. اَنْ لَّا تَعۡبُدُوۡآ اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَاناً . (بنی اسرائیل،۲۳) کہیں نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر آیا، فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ . (کوثر،۲)

بیشتر مقامات پر جہاں نماز کی تاکید کی گئی ہے، وہیں زکوٰۃ ادا کرنے کی ہدایت بھی فرمائی گئی ہے:اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (مزمل،۲۰) بلکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے انسان کی خدمت کو خدا کی عبادت کا درجہ دیا ہے۔کفارۂ ظہار ساٹھ روزے رکھنا ہے لیکن روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے (مجادلہ)

کفارۂ قسم میں بھی روزے نہ رکھ سکے تو مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے (مائدہ،۸۹) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے رمضان المبارک کے روزوں میں جان بوجھ کر بیوی سے ملنے پر ساٹھ روزے یا اس کی جگہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کفارہ قرار دیا، ان کفارات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں، ایک یہ کہ غریبوں کی مدد اور بندگانِ خدا کی

خدمت میں روزہ جیسی عبادت کے ہم پلہ اور ہم درجہ ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ترازو میں اس کی خاص تاثیر یہ ہے کہ اس کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ خطاؤں کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں۔

آخر میں ایک بار پھر اپنی ماؤں بہنوں کو ادائیگی زکوٰۃ پر متوجہ کرتا ہوں کہ زکوٰۃ بڑے اہتمام سے ادا کریں تاکہ بروز قیامت اللہ کی گرفت سے بچ سکیں اور اگر ادا نہ کریں گے تو یہی مال جس کی محبت میں ہم لگے ہیں اور جما جما کر رکھتے ہیں۔یہی مال ہمارے لئے اژدھا بن جائے گا جو ہمیں ڈسے گا اور کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں اور آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔اس لئے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی اور سستی مت کریں۔

اللہ ہم کو فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعۡوانَا اَنِ الۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

☆☆☆

حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں رکن عظیم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے ،لوگ پیدل آئیں گے ہر دبلی پتلی اونٹنی پر جو اونٹنی آرہی ہوں گی ہر دور دراز جگہ سے۔

میری اسلامی بہنو! آج حج کے تعلق سے کچھ اہم معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح صحیح کہنے کی توفیق عطا

فرمائے۔آمین! جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب ہے کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے۔چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فرمان کی اس طرح تعمیل کی کہ پہاڑ پر کھڑے ہوکر پکارا کہ اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اس کا حج کرو۔ اس آواز کو تمام جہاں کے لوگوں نے سنا۔ بزرگوں نے کہا کہ جس کی روح نے لبیک کہا اس کو حج نصیب ہوتا ہے اور جس نے لبیک نہیں کہا وہ حج کو نہیں جاتا۔

حج ہر ایسے شخص پر فرض ہے جو خانہ کعبہ تک پہنچنے اور زادراہ کی طاقت رکھتا ہو۔

حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی ہر مسلمان کو خواہ مرد ہو، خواہ عورت تمنا اور آرزو کرنی چاہئے اور اپنے دل میں یہ ارادہ اور نیت خالص رکھنا چاہئے کہ جب اللہ وسعت عطا فرمائے گا تو ضرور ان شاء اللہ حج ادا کرنے جائیں گے۔

روایت میں آتا ہے کہ ”نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ“ مومن کی خالص نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو اس وقت ظاہر میں تمہارے ساتھ نہیں ہیں، مگر اللہ کے نزدیک وہ ہر منزل پر اور ہر مقام میں تمہارے ساتھ ہیں اور ثواب میں برابر کے شریک ہیں اور یہ وہ معذورین ہیں جو عذر کی وجہ سے تمہارے ساتھ شریک سفر نہ ہو سکے۔مگر ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ بھی تمہاری طرح جہاد کریں۔

ایک حاجی کو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

شیخ عثمان بن علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (داتا گنج بخش) کشف المحجوب میں روایت فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ جواب ملا کہ حج سے واپس ہو رہا

ہوں، پوچھا حج کر چکے؟ عرض کیا کہ کر چکا’’ فرمایا کہ جس وقت گھر سے روانہ ہوئے اورعزیزوں سے جدا ہوئے تھے، اپنے تمام گناہوں سے بھی مفارقت کی نیت کر لی تھی؟‘‘ کہا، نہیں یہ تو نہیں کیا تھا۔’’فرمایا بس تم سفرحج پر روانہ ہی نہیں ہوئے۔

’’پھر فرمایا کہ راہ میں جوں جوں تمہارا جسم منزلیں طے کر رہا تھا، تمہارا قلب بھی قربِ حق کی منزلیں طے کرنے میں مصروف تھا؟‘‘

جواب دیا کہ ’’یہ تو نہیں ہوا۔‘‘ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے سفرحج کی منزلیں ہی طے نہیں کیں۔‘‘ پھر پوچھا جس وقت احرم کے لئے اپنے جسم کو کپڑوں سے خالی کیا تھا۔ اس وقت اپنے نفس سے بھی صفات بشریہ کا لباس اتارا تھا؟’’ کہا: یہ تو نہیں کیا تھا۔‘‘

ارشاد ہوا کہ پھر تم نے احرام ہی نہیں باندھا۔ پھر پوچھا کہ ’’جب عرفات میں وقوف کیا، تو کچھ معرفت بھی حاصل ہوئی؟ کہا کہ یہ تو نہیں ہوا‘‘ فرمایا کہ پھر تم نے عرفات میں وقوف ہی نہیں کیا۔

پھر پوچھا کہ ’’جب مزدلفہ پر اپنی مراد کو پہونچ چکے تو اپنی ہر مراد نفسانی کے ترک کا بھی عہد کیا تھا؟‘‘ کہا یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر مزدلفہ تم حاضر ہی نہیں ہوئے۔ پھر پوچھا کہ ’’خانہ کعبہ کے طواف کے وقت صاحب خانہ کعبہ کا بھی جمال نظر آیا تھا؟‘‘ کہا کہ یہ تو نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ پھر تمہارا طواف ہی نہیں ہوا۔ پھر پوچھا کہ جب صفاء ومروہ کے درمیان سعی کی تھی۔ تو مقام صفا اور درجۂ مروہ کا بھی کچھ ادراک ہوا تھا؟‘‘ کہا کہ یہ تو نہیں ہوا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر سعی بھی تم نے نہ کی۔

پھر پوچھا کہ ’’جب منیٰ آئے تو اپنی ساری آرزوؤں کو تم نے فنا کیا؟‘‘ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر تمہارا منیٰ جانا لا حاصل رہا۔

پھر پوچھا کہ ’’قربانی کے وقت اپنے نفس کی گردن پر بھی چھری چلائی تھی؟‘‘ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے قربانی ہی نہیں کی۔

پھر پوچھا کہ ’’جب کنکریاں ماری تھیں تو اپنے جہل اور نفسیات پر بھی ماری تھیں؟ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا ارشاد ہوا کہ پھر تم نے رمی بھی نہ کی اور اس ساری گفتگو کے بعد آخر میں فرمایا کہ تمہارا حج کرنا نہ کرنا برابر رہا، اب پھر جاؤ اور صحیح طریقہ پر حج کرو۔

ایک حاجی کی اللہ کے حضور اپنے نفس کی قربانی

سید الطائفہ کی یہ ساری تقریر محض خیال آرائی وتخیل طرازی نہیں، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان کرتے ہیں کہ منیٰ میں میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جس وقت ساری خلقت قربانیوں میں مصروف تھی، وہ سب سے الگ چپکا بیٹھا ہوا تھا، میں برابر اس کی طرف دیکھتا رہا کہ دیکھوں اب یہ کیا کرتا ہے؟ آخر میں نے دیکھا کہ اس نے مناجات شروع کی کہ اے پاک پروردگار! ساری خلق قربانی کرنے میں مشغول ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے حضور میں خود اپنے نفس کی قربانی پیش کروں، اسے قبول فرما۔ یہ کہا اور اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا اور دھڑ سے زمین پر گر پڑا۔ میں نے جا کر دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔

بڑوں کی بڑی باتیں

اللہ اللہ! بڑوں کی باتیں بھی کیسی بڑی ہوتی ہیں، انہیں جو کچھ
ملتا ہے وہ سب کے نصیب میں کہاں آسکتا ہے۔ وہ جو کچھ دیکھ لیتے ہیں
اسے دیکھنے کیلئے ہر شخص کہاں سے آنکھیں لائے!

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ عبادت ہی کیا، جو کہ آج کی جائے اور اس کا ثواب کل کیلئے ادھار رہے۔ اللہ کی طاعت کے معنی تو یہ ہیں کہ طاعت اور مزد طاعت ساتھ ہی ساتھ دام نقد وصول ہو، چنانچہ اپنے متعلق فرماتے

ہیں کہ جب پہلی بار حج کو گیا، تو بجز خانہ کعبہ کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ دوبارہ گیا تو خانہ کعبہ اور صاحبِ خانہ دونوں کا جلوہ دیکھا اور جب تیسری بار گیا تو صرف صاحب خانہ ہی کا جلوہ ہر طرف دکھائی دیا اور مکان کے در ودیوار نظروں سے غائب۔

شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے یہ سب حکایات واقوال نقل فرمائے ہیں خود اپنی تحقیق تحریر فرماتے ہیں کہ حرم کو حرم اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے اندر مقام ابراہیم ہے اور مقام ابراہیم کی دو قسمیں ہیں۔

ایک مقام تن، ایک مقام دل، مقام تن کا نام مکہ ہے اور مقام دل کی تعمیر مرتبہ خلت ہے۔ جن کی ہمتیں محض مقام تن تک محدود ہیں انہیں چاہئے کہ اپنا معمولی لباس اتار کر احرام کی کفنی پہنیں حدود حرم میں شکار نہ کھیلیں، عرفات میں حاضر ہوں، طواف کریں، قَسَّ عَلٰی ھٰذَا. لیکن جس کا حوصلہ یہ ہو کہ مقام ابراہیم کے مقام دل تک پہونچے تو اسے چاہئے کہ

''اپنے شوق وخواہش کی چیزوں کو چھوڑ دے، لذتوں اور راحتوں کو ترک کر دے، غیر اللہ کا تذکرہ تک زبان پر نہ لائے اس لئے کہ عالم وکون کی جانب التفات ہی اس وقت ممنوع ہے۔ اسلئے عرفات معرفت میں وقوف کرے، وہاں سے مزدلفہ الفت کا وقوف کرے، وہاں سے اپنے قلب کو تزکیۂ حق کے طواف کے لئے روانہ کرے اور بنائے ایمان میں خواہشات نفس کے سنگریزوں کو پھینک دے قربانگاہ، مجاہدات میں اپنے نفس کی قربانی پیش کر دے، اور اس طرح مقام خلت پر فائز ہو جائے۔

مقام تن میں داخل ہونے کے معنی دشمن وشمشیر دشمن سے امان پا جانے کے ہیں، اور مقام دل میں داخل ہونے کے معنی اللہ کی جدائی اور جدائی کی تکلیف سے محفوظ ہو جانے کے ہیں۔''

اللہ والے حج کیسے کرتے ہیں؟

دل والوں نے جب جب حج کئے ہیں اس طرح کئے ہیں کہ محض تن والے دنگ رہ گئے ہیں نہ زاد وتوشے کی فکر ہے نہ مرکب وراحلہ کا سامان کیا ہے۔ نہ رفیق وعزیز کو ہمراہ لیا ہے، نہ منزلوں پر پہنچ کر قیام کیا ہے، نہ پانی کی صراحیاں ساتھ لی ہیں۔ تنِ تنہا اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور خالی ہاتھ چلدیئے ہیں۔ بادیہ کی جب چلچلاتی ہوئی ریگ پر ننگے پیر اور عرب کی تمتماتی ہوئی دھوپ میں ننگے سر، ایک دو دن نہیں، ہفتوں اور مہینوں کی مسافتیں طے کی ہیں روزوں پر روزے رکھے ہیں اور فاقوں پر فاقے کئے ہیں۔ کوئی ایک دو مثالیں ہوں تو درج کی جائیں۔ کس کس کے نام اور کہاں تک گنائے جائیں۔ طاؤس الفقراء شیخ ابو نصر سراج اپنی کتاب اللمع میں اس طرح کی بہت سی حکایات وروایات درج کر کے لکھتے ہیں کہ ان اللہ والوں کے آداب حج یہ ہیں کہ یہ جب میقات پر پہنچ کر غسل کرتے ہیں تو اپنے جسم کو پانی سے دھونے کیساتھ ہی اپنے قلب کو توبہ میں غسل دیتے ہیں۔ جب احرام پہننے کے لئے اپنے جسم سے لباس اتارتے ہیں تو قلب سے بھی لباس محبت دنیا اتار ڈالتے ہیں۔ جب زبان سے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ. کہنا شروع کرتے ہیں تو حق کو پکارنے کے بعد شیطان و نفس کی پکار پر جواب دینا اپنے اوپر حرام قرار دے لیتے ہیں۔ جب خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگتے ہیں تو آیۃً کریمہ وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ کو یاد کر کے عرش الٰہی کے گرد طواف کرنے والے فرشتوں کا تصور جماتے ہیں۔ جب حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو گویا اسی وقت حق تعالیٰ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کی تجدید کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے ہاتھ کا کسی خواہش کی طرف بڑھانا گناہ سمجھ لیتے ہیں۔ جب صفا پر چڑھتے ہیں تو اپنے قلب کی کدورت کو بھی صفائی سے بدل لیتے ہیں۔

جب سعی کرنے میں تیز دوڑتے ہیں تو گویا شیطان سے بھاگتے ہوتے ہیں۔ جب عرفات میں حاضر ہوتے ہیں تو تصور کے سامنے میدان حشر کا نقشہ جماتے ہیں ،جب مزدلفہ میں آتے ہیں تو ان کے قلب ہیبت وعظمت حق تعالیٰ سے لبریز ہوتے ہیں۔ جب کنکریاں پھینکتے ہیں تو اپنے اعمال وافعال یاد کرتے جاتے ہیں۔ جب سر منڈواتے ہیں تو ساتھ ہی حب جاہ وخود پسندی پر بھی استرہ چلاتے جاتے ہیں،اور جب قربانیوں کو ذبح کرتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اپنے نفسوں پر بھی چھری چلاتے رہتے ہیں۔جنہوں نے یہ آداب حج اپنی کتابوں میں لکھے اور جنہوں نے عمل میں برتے وہ اسی مادی زمین پر چلنے پھرنے والے خاصانِ خدا تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج کا مقصد اور تصور

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں مناسک حج کی فقہی تفصیل کے بعد ایک مستقل ومفصل باب حج کے دقائق اعمال اور آداب باطنی پر لکھا ہے اور اس کے اندر جتنے اعمال حج ہوتے ہیں۔ اول سے آخر تک ان سب کے اسرار وآداب باطنی بیان فرمائے ہیں کہ فلاں عمل کے وقت یہ نیت رکھنا چاہیئے۔فلاں عمل کے وقت اس مقصد کا تصور رکھنا چاہیئے فلاں عمل کو یوں اپنی اصلاح کا وسیلہ بنانا چاہیئے۔اور فلاں فلاں اعمال سے ان ان مجاہدات کا کام لینا چاہیئے اور پھر ہر ہر مجاہدے کے ساتھ تابعین سے لے کر اپنے زمانے کے اولیاء کبار کی حکایات بھی درج کی ہیں جس حج کے قبول کیلئے مقبولوں کو یہ مشقتیں جھیلنی پڑی ہوں اس کی مقبولیت کا ہم جیسے تباہ کار خواب میں بھی گمان نہیں کرسکتے ہیں؟

جس طاعت کے ادا کرنے میں اللہ والوں کو یہ ریاضتیں اٹھانی پڑی ہوں اس کے مقبول ہونے کا ہم نفس کے بندے کبھی بھی حوصلہ نہیں کرسکتے ؟ عارفوں نے جس

عبادت کا معیار یہ رکھا ہو، ہم تہی دامن کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے کسی درجے میں بھی بن پڑی۔ پھر کیا سفر حج کی یہ ساری دوڑ دھوپ خدانخواستہ لاحاصل ہی رہی ؟اور وطن سے بے وطن ہونیوالے اہل وطن سے دور رہنے ،لاکھوں روپیہ صرف کرنے ،موسم کی سختیاں اٹھانے کا نتیجہ،خدانخواستہ کچھ بھی نہ نکلا؟

حج کے بعد حاجی کا محاسبہ

حج ختم ہوگیا،ارکان واعمال حج ختم،طواف ہو چکا،عرفات میں حاضری ہوئی، مزدلفہ میں رات گزار لئے، منیٰ میں کنکریاں پھینک چکے،قربانی کر چکے۔سر منڈا چکے، صفا ومروہ کے درمیان سعی کرلی،احرام پہن چکے،لبیک پکار چکے۔ جو حاجی نہ تھے وہ اب حاجی ہوگئے کیا واقعتہً حج ہوگیا؟ کیا حقیقتہً اعمال حج ادا ہو چکے؟ کیا اسماً وصورۃ نہیں معنی وحقیقۃً طواف ووقوف،سعی ورمی تلبیہ وقربانی کے فرائض وواجبات سے سبکدوشی ہوچکی؟ کیا جس کو دوستوں اور عزیزوں نے ''حاجی'' کہہ کر پکارنا شروع کردیا وہ اللہ کے رجسٹر میں بھی حاجی لکھ لیا گیا؟ فرشتوں کی زبان پر بھی حاجی کے لقب سے موسوم ہوگیا؟ جس نے بار بار کسی کو پکارا،اس کے کان میں ادھر سے بھی کوئی آواز آئی ؟ جس کا جسم مکہ اور مدینے کی گلیوں میں چلتا پھرتا رہا،اس کا دل بھی یہیں رہا۔ جو گونگا اور بہرا اور اندھا ہو کر آیا تھا۔وہ واپسی کے وقت کچھ بھی گویائی اور شنوائی اور بینائی کی قوتیں لے کر چلا؟ جواب کون دے اور کس زبان سے دے؟

ایک آدمی صبح سے شام تک تجارت کرتا ہے رات کے وقت اس کا حساب کرتا ہے کہ کتنا فائدہ ہوا کتنا نقصان ہوا اگر نقصان ہوا تو،اس کی بھرپائی کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ شروع ہی سے اس کی کوشش نفع اور فائدہ ہی کی ہوتی ہے،اور ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے رب العالمین کے گھر کی زیارت کرنے کیلئے آتا ہے،تو اس کی یہ

کوشش نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے اس سفر حج میں صرف فائدہ ہی فائدہ ہو، اور اس کے لئے پہلے سے سعی وکوشش کرنی چاہئے۔ اس کے مسائل کو سیکھنا اس کی ٹریننگ اور مشق کرنے اور حج کرانے کیلئے ایسے معلم کا انتخاب کرنا جو احکام حج سے اچھی طرح واقف ہو۔ کیونکہ حج کے احکام ومسائل ایسے ہیں کہ جو صرف پڑھ لینے اور سن لینے سے یاد نہیں رہتے اور وہاں جانے کے بعد ایک ایسی کیفیت اور حیرانی طاری ہوتی ہے کہ آدمی کی سابقہ یادداشت کام نہیں آتی۔

چنانچہ ایک بہت بڑے عالم تھے حج کرنے کیلئے گئے۔ جب مطوّف (طواف کرانیوالا) طواف کرانے کیلئے ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو معلم کی ضرورت نہیں ہم خود واقف ہیں۔ معلم دنگ ہوگیا جب حرم شریف میں پہونچے تو باب السلام سے داخل ہوتے ہیں، اور باب السلام دو ہیں ایک احاطہ میں اور ایک بالکل اندر۔ باہر کے باب السلام میں تو انہوں نے غلطی نہیں کی۔ لیکن جب اندر پہونچے تو اندر کے باب السلام سے داخل نہ ہوئے۔ ایک بچے نے اسی وقت ٹوک دیا کہ ''یَا شَیْخ اُدْخُلْ مِنْ هٰهُنَا '' اے شیخ ادھر سے داخل ہوئیے۔ جب آگے طواف کیلئے پہونچے تو حکم یہ ہے حجر اسود کو بوسہ دیا کرو۔ داہنی طرف سے جس طرف خانہ کعبہ کا دروازہ ہے اس طرف چلنا چاہئے۔ لیکن وہ بائیں طرف کو چلے تو لڑکے فوراً اسی وقت ٹوکا کہ ''اَخْطَأتُ یا شَیْخ اَمْشِ مِنْ هٰهُنَا'' اے شیخ آپ نے غلطی کی۔ اس طرف سے چلئے جب بار بار ان سے غلطی ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا تکبر توڑ دیا ہے۔ واقعی یہاں بغیر معلم کے کام نہیں چلتا۔ اس وقت انہوں نے معلم کو بلایا۔ وہ عجیب دربار ہے، وہاں اچھے اچھے عقلاء بھی بے عقل ہوجاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جاکر ایک حیرت اور کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جس سے عقل ایک طرف رہ جاتی ہے۔

ایک اہم بات عرض کرتی ہوں، اگر دوران حج مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو وطن واپس آکر ہرگز اس کا تذکرہ نہ کریں حج میں ایسی ایسی مشقتیں پیش آئیں۔ یہ محبت کی کمی اور عدم عشق کی علامت ہے کہ آدمی محبوب کے دربار کی، وہاں کے رہنے والوں کی محبوب کے گلی کوچہ کی، وہاں کی معمولی سی تکلیف کا لوگوں سے تذکرہ کرے اور لوگوں سے آکر ان کی برائی کرے۔

مولانا رومی نے لیلیٰ مجنوں کی محبت کی داستان لکھ کر اس سے کیا عمدہ نصیحتیں اخذ کی ہیں ایک مرتبہ مجنوں ایک جنگل وبیاباں میں ریت پر اپنی انگلی سے کچھ لکھ رہا تھا ایک صحرانوارد کا اس طرف سے گذر ہوا تو پوچھا کہ اے مجنوں یہ خط کس کے نام لکھ رہا ہے، تو مجنوں نے کہا کہ مشق نام لیلیٰ می کنم۔ خاطر خود را تسلی می دہم۔ جب بھوک پیاس مجھے ستاتی ہے تو لیلیٰ کا نام لکھ کر اپنی بھوک پیاس مٹاتا ہوں اور اپنے دل کو تسلی دیتا ہوں۔ آگے مولانا رومی نصیحت فرماتے ہیں کہ۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہرا واولیٰ بود

مولیٰ کا عشق حقیقی لیلیٰ کے عشق مجازی سے کم کب ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس کے واسطے گیند بن جانا چاہئے۔ یہ مرد وعورت اور ان کی محبت وعشق بلکہ دنیا کی ساری چیز فانی اور آنی جانی ہے۔ لیکن ایک فانی چیز سے ایسی عشق ومحبت کہ اس کے نام سے بھوک وپیاس، رنج وغم، مصیبت وتکلیف دور ہوجائے، اور ایک خالق لافانی کا عاشق وشیدائی اپنے محبوب کے گھر کی زیارت کرکے وہاں کے باشندوں سے ملاقات کرکے آئے اور برائی کرے کیا یہ محبت ہے۔

ایک مرتبہ ایک عجمی نے مدینہ منورہ میں دہی خرید کر کھائی پھر کہا کہ اس سے بہتر دہی تو ہمارے ملک میں ہوتی ہے۔ یہ تو بڑی کھٹی ہے تو آپ ﷺ نے رات

خواب میں فرمایا کہ او ذوق عاشقی سے محروم تیرے لئے مدینہ کی سرزمین نہیں ہے تو اپنے وطن چلا جا۔ الغرض کہنے کا حاصل یہ ہے کہ وہاں کسی بھی چیز کا بجز اچھائی اور بھلائی کے ذکر نہ کریں۔ یہ آداب میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَ آخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

ماں کی فضیلت اور مقام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِىَّ بَعْدَهٗ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

”اور تمہارا رب حکم کر چکا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر تمہارے سامنے ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں یا دونوں تو ان کو اُف بھی مت کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے نرم بات کہو“۔

میری محترم ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے جگہ جگہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کا تذکرہ کیا ہے۔ اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ ماں بچے کی ولادت کا

ذریعہ بنتی ہے جس میں بہت ساری تکلیفیں اور مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جن کا اندازہ ماں ہی کرسکتی ہے اور باپ کا اس میں ذرا بھی حصہ نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں جان و مال سے ان کی خدمت کرو اور دل سے تعظیم و محبت کرو۔ مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھو ان کیلئے دعا واستغفار کرو ان کے عہد کو حتی المقدور پورا کرو، ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم و حسن سلوک اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤ۔ حتیٰ کہ اگر ماں غیر مسلم ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ماں کو جب ان کے اسلام کا حال معلوم ہوا تو عہد کیا کہ اب میں پانی تک نہ چکھوں گی، اور نہ چھت کے نیچے آرام کروں گی تاوقتیکہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام سے پھر جائیں۔ چنانچہ کھانا پینا ترک کر دیا اور بالکل نڈھال ہوگئیں تو لوگ منہ چیر چیر کر کھلائیں مگر نہ کھائیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ: وَاِنْ جَاهَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا. ''اگر وہ دونوں مجبور کریں کہ شریک ٹھہراؤ میرے ساتھ ان چیزوں کو جن کا تمہیں علم نہیں تو ان کی اطاعت مت کرو۔'' علماء کرام نے بیان کیا ہے کچھ گناہ ایسے ہیں کہ دنیا ہی میں اس کی سزا ملتی ہے اور آخرت میں تو دردناک سزا ہے ہی، اسی میں والدین کی نافرمانی بھی ہے۔ اگر کوئی شخص والدین کی نافرمانی کرتا ہے تو دنیا میں ہی اس کا وبال چکھ لیتا ہے۔ ایک صحابیہ نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مسلمان نہیں ہیں میں ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ یہ مذہب اسلام ہی ہے جس نے ماں کو اتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا کہ کسی اور مذہب میں اس کا تصور نہیں

ہے، بلکہ آج مہذب کہی جانے والی دنیا کا تو یہ حال ہے کہ بوڑھے اور بوڑھیوں کیلئے گھر بنے ہوتے ہیں جس میں لے جا کر رکھ دیا جاتا ہے اور اولاد کو صرف اس کا کرایہ ادا کرنے سے مطلب ہے ان کی خدمت اور ان کی دیکھ ریکھ سے کوئی مطلب نہیں۔

بیوی کی حیثیت سے عورت کا جو کردار ہوتا ہے اس کے علاوہ مسلمان عورت ایک اور اہم کردار ماں کی حیثیت سے ادا کرتی ہے۔ عالم اسلام میں ماں باپ کو جو اہم مقام و مرتبہ حاصل ہے اور ان سے متعلق جو اعلیٰ اقدار اسلامی معاشرے میں رائج ہیں انکی اہمیت کو کسی طرح کم نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا کہ نہ عبادت کرو مگر اس کی اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا دو بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ جھڑکو ان کو، ان سے ادب کی بات کہو اور اور جھکاؤ ان کے لئے بازو انکساری مہربانی سے اور دعا کرو کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میری بچپنے میں پرورش کی''۔ (بنی اسرائیل، آیت ۲۳، ۲۴) قرآن مجید میں مزید کہا گیا ہے۔ ''اور ہم نے انسان کو وصیت کی اپنے والدین سے نیک سلوک کرنیکی۔ اٹھا رکھا اس کو اس کی ماں نے ضعف پر ضعف پا کر اور اس کا دودھ چھڑایا ہے دو سال میں، شکر کر میرا اور اپنے والدین کا، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔'' (سورۃ لقمان)

ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے

روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پھر پوچھا: ''اسکے بعد کون؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پھر پوچھا ''اس کے بعد

کون؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پوچھا: ''اس کے بعد کون؟'' نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔'' تیرا باپ اور پھر وہ جو رشتے میں تجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ ضرور، ارشاد فرمایئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنا۔

ماں کے قدموں کے نیچے جنت

ایک اور حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت ان لوگوں کا انتظار کر رہی ہے جو اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ احترام سے پیش آتے ہیں۔ اسلام کی ان تعلیمات کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان عورت اپنے بڑھاپے کے دور میں اپنے بچوں سے ایسی محبت، دیکھ بھال اور توجہ کی توقع رکھتی ہے جس سے اس کے اندر تحفظ اور اعتماد پیدا ہو، جیسا کہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام میں ماں باپ کی شکرگزاری کو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی محض اپنے ماں باپ میں سے کسی کا بھی واجبی شکر ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ اپنے دینی فرائض میں سے ایک بڑا دینی فریضہ ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ قرآن اور حدیث میں اسلام کے جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں صحیح عقیدہ رکھنا اچھے اعمال بجالانا شامل ہے اور اچھے اعمال کا آغاز انسان کے اپنے گھر سے اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم

کرنے کے ساتھ قریبی رابطہ رکھنے کا موقع ملا ہو یہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلمانوں میں والدین کے ساتھ کتنی محبت اور احترام کا سلوک کیا جاتا ہے اور بڑے بوڑھوں کی کتنی عزت کی جاتی ہے۔ بڑے بوڑھے خواہ اپنے عزیز رشتہ دار ہوں یا خاندان سے باہر کے لوگ، مسلم ہوں یا غیر مسلم، مرد ہوں یا عورتیں سب کے ساتھ دلی عزت اور احترام کا سلوک کرنا مسلمانوں کے اخلاق کی ایک نمایاں صفت ہے، کیونکہ اسلام کے پیش کردہ اصولوں پر عمل درآمد کا صحیح طریقہ یہی ہے۔

اسلام ایک صالح اور مہذب معاشرہ ہے جس نے ہر ایک کو حقوق اور درجے دیئے ہیں۔ مذہب اسلام نے والدین کو جو حقوق دیئے۔ ان کے جو مراتب بیان کئے صحیح زندگی گذارنے کی جو واضح تعلیمات دی ہیں کیا دنیا کا کوئی مذہب اس کی ہمسری اور مقابلہ کرسکتا ہے ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے عرض کیا گیا یہ کیسے ہوگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ شخص اس کے جواب میں گالی دیتا ہے۔ (گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی)۔

ان واضح تعلیمات اور روش وارشادات کے بعد آپ یورپ وامریکہ اور دیگر متمدن ممالک کا جائزہ لیں، وہاں ایسی اولاد شاذ ونادر ہی ملے گی جو بوڑھے والدین کی خدمت کو اپنے لئے سرمایہ سعادت یقین کرتی ہو، شادی کے بعد لڑکا اپنے والدین سے الگ ہوجاتا ہے اور اپنے والدین کی خدمت کیلئے اخلاقی یا قانونی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ اسی لئے توان ممالک کی حکومتوں کو ایسی پناہ گاہیں بنانی پڑتی ہیں جہاں بوڑھے اور بیمار والدین کو رکھا جائے تاکہ وہ زندگی کے آخری ایام وہاں بسر کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان افروز واقعہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم کو خدائی محبت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا، اور اللہ بڑی مغفرت کرنیوالا بڑا مہربان ہے۔

معزز خواتین اسلام اور میری پیاری بہنو!

آج کی اس بابرکت مجلس میں آپ سامعین سے اللہ ورسول سے محبت وعشق کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنا ہے۔

میری پیاری ماؤں اور بہنو! دورِ نبوت اور خیر القرون سے جیسے جیسے بُعد ہوتا گیا۔ ہمارے اندر سے اللہ ورسول کی محبت سرد پڑتی چلی گئی اور دین اسلام سے وہ والہانہ جذبہ وشوق جو صحابہ کرام اور صحیفۂ الٰہیہ کے مخاطبین اول میں تھا، رفتہ رفتہ کم ہوتا چلا گیا بلکہ اب تو ہمارے ایمان اس قدر مضمحل اور کمزور ہو چکے ہیں کہ ان معزز ہستیوں اور برگزیدہ شخصیتوں کے ایمان افروز واقعات کا ہمارے دلوں پر اثر ہی نہیں ہوتا، حالانکہ یہ بالکل سچے واقعات ہیں۔ ان لوگوں میں خوف الٰہی اللہ ورسول کی محبت ورضا جوئی ہر شعبہ زندگی میں ان کے پیش نظر تھی۔ آج ہم کو اپنے اندر تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

حدیث نبوی ہے۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔تم میں کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا ہے جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ صحابہ کرام نے جب یہ حدیث سنی تو اس کا عملی نمونہ پیش کیا اور اس پر حرف بہ حرف عمل کر کے دکھایا اور اللہ ورسول کی محبت کے سامنے ساری چیزوں کو قربان کر دیا۔ اس سلسلے میں ایک نا قابل یقین سچا واقعہ آپ سے عرض کرتی ہوں آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ صحابہ کرام کا ایمان کیسا تھا۔

ایک صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سلمٰی (آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا کالا رنگ مجھے جنت میں جانے سے روک سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے اگر تو ایمان والا ہے تو تجھے جنت میں جانے سے کون روک سکتا ہے؟ الغرض بات یہ ہے کہ میں غریب آدمی ہوں میرا رنگ کالا ہے۔ میں بدصورت ہوں اور بنوسلیم کے اشراف میں سے ہوں اب بات یہ ہے کہ مجھے کوئی لڑکی نہیں دیتا میری غربت اور کالے رنگ کی وجہ سے کوئی میرے ساتھ رشتہ نہیں کرتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا آج عمرو بن وھب ثقفی رضی اللہ عنہ آئے ہیں؟ (یہ مدینہ منورہ کے ایک چودھری تھے بڑے مالدار تھے۔ انکی بیٹی بڑی خوبصورت تھی) صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ مجلس میں تو موجود نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ عمر بن وہب رضی اللہ عنہ سے کہو کہ اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دے دیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جا کے دروازے پر پہنچے دروازے پر دستک دی۔ حضرت عمر بن وہب رضی اللہ عنہ باہر نکلے پوچھا بھائی کیا بات ہے؟ کہا میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا ہوں اور آپ ﷺ کا قاصد ہوں، آپ کے پاس آپ کی بیٹی کی شادی کا اپنے لئے پیغام لایا ہوں۔ بظاہر انہیں یقین نہیں آیا اس لئے کہا کہ بھاگ جا یہاں سے، کہاں کی بات کرتا ہے وہ تو بے چارہ غریب تھا پہلے ہی غم کھایا ہوا وہ تو مارے ڈر کے وہاں سے پیچھے بھاگا۔

ادھر عمرو رضی اللہ عنہ کی بیٹی حسن و جمال میں مشہور، بیٹی کے کان میں آواز پڑی بیٹی نے پیچھے سے آواز دی اے ابا جان سوچ تو لیا کرو کیا کہہ رہے ہو؟ تم نبی ﷺ کی بات کو ٹھکرا رہے ہو، ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں نبی ﷺ کے حکم کے سامنے تیار ہوں، میں کالے گورے کو نہیں دیکھ رہی، میں نبی ﷺ کے حکم کو دیکھ رہی ہوں، جاؤ میں تیار ہوں اور کہہ دو کہ میں شادی کروں گی۔

حضرت عمر بن وہب ثقفی رضی اللہ عنہ بھاگے بھاگے پیچھے گئے آپ مجلس میں تشریف فرما ہیں جب دیکھا کہ عمرو آئے ہیں فرمایا تو نے ہی اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو ٹھکرا دیا؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ خطا ہوئی معاف فرمائیں کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دو۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نکاح پڑھائیں آپ نے نکاح پڑھایا چار سو درہم مہر مقرر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ سعد رضی اللہ عنہ لڑکی کو لے کر آؤ۔ کوئی بارات وغیرہ تو ہوتی نہیں تھی فرمایا سعد رضی اللہ عنہ جاؤ بیوی کو لے کر آؤ، عرض کیا کہ یارسول اللہ

ﷺ میرے پاس تو ایک درہم بھی نہیں ہے میں چار سو کہاں سے پیدا کروں اور اس کو لے کے آؤں آپ نے فرمایا! چلو گھبرانے کی بات نہیں جاؤ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تمہیں دو دو سو درہم دے دیں، تیرے پاس چھ درہم ہو جائیں گے چار سو سے مہر ادا ہو جائے گا اور دو سو سے اپنا کام کر لینا، نہ گھر تھا، نہ در اور نہ چیز، کوئی کپڑا ہی لے لینا۔ عرض کیا بہت اچھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے خوش ہو کر دو دو سو سے زائد دیا۔ کتنا زیادہ دیا صرف اتنا لفظ آتا ہے کہ دو دو سو اور کچھ زیادہ دو سو اور کچھ زیادہ، نو سو یا ہزار ہوں گے۔ اب حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے، ایک نوجوان جو بڑی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنے والا ہو اسکے جذبات کو کوئی سمجھ سکتا ہے سوائے اس کے جس پر خود گزر رہی ہو۔

کیا جذبہ ہوگا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کہنے لگے لڑکی کو لینے بعد میں جاؤں گا پہلے تو کچھ سودا بازار سے خرید لوں چار سو تو مہر میں باقی کا کیا کروں۔ کچھ کا کپڑا اور کچھ کا کھانے پینے کا سامان خرید لوں گا تا کہ میرا کچھ کام چل سکے گھر کی شکل بن سکے۔

جب بازار میں داخل ہوئے تو ایک آواز کان میں پڑی: یَا خَیْلُ اللّٰهِ اِرْكَبِیْ .
اے اللہ کے سوار واللہ کے راستے میں نکلو۔

بس یہ سننا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قدم زمین پر جم گئے سارے جذبات سارے احساسات کو ایک بول نے نکال کر اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو دل میں ڈال دی کوئی ہے ایسا ایمان والا کہ جو اتنے بڑے جذبات کو اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی بات پر قربان کر دے؟ آسمان پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی اور یوں کہا کہ اے زمین و آسمان کے رب اللہ اور اے محمد ﷺ کے رب اللہ اب میرا یہ مال شادی پر نہیں لگے گا میرا یہ مال وہاں لگے گا جہاں تو بھی راضی تیرا رسول اللہ بھی راضی

اور مسلمان بھی خوش ہو جائیں گے نہ شادی یاد رہی نہ رات کا وصال یاد رہا نہ سہاگ رات یاد رہی نہ بیوی کے پہلو میں رات کا لیٹنا یاد رہا، یاد رہا اللہ و رسول کا کام یاد رہا۔

گھوڑا خریدا، ڈھال خریدی، تلوار خریدی چہرے کو چھپا لیا اور سوار ہوئے چہرے کو چھپا کر صرف آنکھیں ننگی باقی چہرہ چھپا ہوا صحابہ لمبے چوڑے سر پر خود نہیں پہنتے تھے جیسے رومیوں کی عادت تھی معمولی معمولی سامان ہوتا تھا۔ صحابہ کہنے لگے ارے یہ کون ہے چہرہ چھپا ہے ہوئے اور آپ کو خبر ہے کہ چہرہ کیوں چھپایا چہرہ اسلئے چھپایا ہے کہ اگر مجھے حضور ﷺ نے دیکھ لیا تو کہیں واپس نہ بھیج دیں کہ ارے تو کہاں جا رہا ہے میں نے تمہیں کہاں بھیجا تھا یہ خیال ہے کہ کہیں حضور اکرم ﷺ نے دیکھ لیا تو واپس نہ ہو جاؤں کسی نے پوچھا کہ کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارے اللہ کا بندہ کوئی پردیسی ہوگا، تمہارے دین کی مدد کے لئے تمہارے ساتھ آ گیا ارے چھوڑ واسے۔

اب جو ہوئی ٹکر اور اس میدان میں اترے اور لڑتے لڑتے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو جو تیر لگا اور گھوڑا الٹ کے گرا اور گر کر مرا حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی ساتھ گرے اور جلدی سے اٹھے اور جلدی جلدی اپنے بازو اوپر چڑھائے حضور اکرم ﷺ نے بازوؤں کو دیکھا اس کے کالے کالے بازو جب باہر نکلے آپ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ تو تو مجھے سعد رضی اللہ عنہ نظر آ رہا ہے، عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول میں سعد ہوں۔ آپ نے فرمایا خوشخبری لے لے کہ تو جنتی ہو گیا، تو خوش بخت ہو گیا، اس کا یہ سننا تھا کہ چھلانگ لگائی مجمع میں یہاں تک آواز آئی یا رسول اللہ سعد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ دوڑ کر گئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور آنسوؤں کی لڑیاں سعد رضی اللہ عنہ کے خون کو پونچھ رہی ہیں حضور اکرم ﷺ کے آنسو سعد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گر رہے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تیری خوشبو اللہ

اور رسول اللہ کو بہت پیاری ہو چکی ہے۔ اے سعد تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بے انتہا پیارا ہو چکا ہے رو رہے ہیں روتے روتے آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم سعد حوض پر پہنچ گیا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن منذر نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ یہ حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حوض وہ ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، جب ایک دفعہ اس کو پی لے گا پھر دوبارہ پیاس نہیں لگے گی۔ حدیث میں آیا ہے اس حوض کے چار کنارے ہیں، پہلے کنارے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے کنارے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسرے کنارے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور چوتھے کنارے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے یہ چاروں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کناروں پر کھڑے ہیں امت آ رہی ہے یہ پلا رہے ہیں، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حوض کا مطلب سمجھ میں آیا کہ اس حوض پر سعد رضی اللہ عنہ پہنچ گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے مختلف باتیں آپ میں ملاحظہ کیں۔ ایک تو آپ روئے پھر آپ ہنسے پھر آپ نے منہ پھیر لیا یہ کیا بات ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو رویا ہوں تو اپنے اس صحابی رضی اللہ عنہ کی قربانی اور شوق پر رویا ہوں اس کی جدائی پر رویا ہوں کس حال میں تھا کس طرف کو جا رہا تھا، کن جذبوں میں جا رہا تھا، اور کیسے امر پر قربان ہوا ہے اس بات پر رو رہا ہوں۔ اور میں ہنسا اس بات پر جب میں نے جنت میں اس کو دیکھا اور اللہ کی بارگاہ میں اس درجے کو دیکھا تو میں ہنس پڑا۔ اور میں نے منہ اس لئے پھیر لیا کہ میں نے دیکھا کہ جنت کی حوریں اس کی بیویاں دوڑتی ہوئی آ رہی ہیں اور تیز دوڑ کر آ رہی ہیں کہ ان کے پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ گیا اور ان کے پاؤں میں پازیب چھن چھن کرتی مجھے نظر آ رہی

تھی تو میں نے شرم سے منہ پھیرا اور فرمایا کہ اِبْلَغُوْا جاؤ ان کی بیوی سے کہہ دو کہ اللہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو تیرے سے زیادہ خوبصورت بیویاں عطا فرمادی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

معزز خواتین! بندے کی اللہ سے محبت کے منظر پر آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو سن ہی لیا، حقیقت میں یہ واقعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اللہ سے شدت محبت پر دلالت کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی محبت میں حسن میں بے مثال اور مالداری میں لاجواب بیوی کو بھی اللہ کی محبت میں ترجیح دی حتی کہ نوجوانی کی اٹھتی ہوئی خواہش کو بھی سینے میں دفن کر کے حکم الٰہی کو مقدم رکھا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے جذبہ والا دل عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی وہ محبت وجذبہ پیدا فرمائے کہ دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے میں دریغ نہ محسوس کریں بلکہ پورے شوق وذوق کے ساتھ اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قرآن کی سحر انگیزی

جس نے پوپ سنگر کی دنیا بدل دی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

’’یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو‘‘

میری پیاری ماؤں اور بہنو! آج کے اس روح پرور جلسے میں مذہب اسلام سے متعلق کچھ باتیں گوش گزار کرنا ہے۔ دنیا میں بہت سارے مذاہب ہیں اور ان کے ماننے اور چاہنے والوں کی تعداد بھی بڑی کثیر ہے کوئی مذہب نہیں ہے جس کے

کچھ افراد پیروی کرنیوالے نہ ہوں۔قطع نظر اس کے کہ وہ مذہب سچا ہے یا جھوٹا،اس مذہب کا بانی کوئی نیک و مصلح اور قابل تقلید و پیروی تھا یا نہیں ایک مثل مشہور ہے کہ ہر پڑی ہوئی چیز کا کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے۔لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بالکل سچا اور فطرت انسانی کے اصولوں کے موافق ہے جس کی تعلیم اور لائی ہوئی شریعت وحی الٰہی ہے۔جس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تحریف کی گنجائش نہیں ہے یہ خدا کا آخری اور دائمی مذہب ہے دنیا کے قوانین وضوابط سب بدل سکتے ہیں اور بدل رہے ہیں۔لیکن مذہب اسلام صاحب شریعت ﷺ جیسا لے کر آئے تھے آج بھی اس طرح سے ہے یہ اسلام کے صحیح ہونے کا پختہ ثبوت ہے کہ جو جتنا زیادہ اسلامیات پر ریسرچ اور تحقیق کرتا ہے وہ اس نتیجہ پر پہونچے بغیر نہیں رہتا کہ اسلام ایک سچا اور امن وشانتی کا مذہب ہے اور بسا اوقات اس کی تحقیق اور اسلام کے متعلق اس کی علم وآگہی اس کو اسلام لانے پر مجبور کرتی ہے جیسا کہ اخبارات آئے دن مخبری کررہے ہیں کہ فلاں شخص مسلمان ہوگیا۔فلاں عورت اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم نے آج غیروں کے اسلام میں داخل ہونے اور اسلام قبول کرنے کے دروازے مسدود کرر کھے ہیں۔

اگر اسلامی تعلیمات پر مکمل طور سے عمل کریں اور صحابہ جیسا نمونہ پیش کریں تو کیا وجہ ہے کہ لوگ حلقہ بگوش اسلام نہ ہوں۔مگر آج ہم اسٹیج پر بیٹھ کر مجلسوں میں اسلام کی اچھی اچھی تعلیم پیش کردیتے ہیں کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، حقیقی مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ رہے۔اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لیکن جب عمل کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تو صفر ثابت ہوتے ہیں۔لیکن اللہ غنی ہے جس کو چاہے جس حالت میں چاہے اسلام کی دولت سے نواز دے اسی تعلق سے میں دو واقعے سامعین کو سناتا ہوں۔

شہرآفاق مصنف عالم دین اور مفکر ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ چند برس قبل فرانس میں گلزگلبرٹ نام کا ایک ایسا شخص رہتا تھا جو اپنے ذوق مزاج اور پیشے کے اعتبار سے مشہور ماہر موسیقار تھا وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھا اور موسیقی کے فن پر عبور بھی رکھتا تھا۔حسن اتفاق کہ اس نے کسی مسلمان قاری کو قرآن پڑھتے ہوئے سن لیا اور پھر تو وہ قرآن کے لحن کا شیدائی بن گیا۔اس کے نزدیک یہ موسیقی تھی اور اس کا وہ اس طرح غیر معمولی شیدائی ہوا کہ اکثر و بیشتر وہ فرمائش کرکے قاری صاحبان سے قرآن سنا کرتا لیکن جب ایک مرتبہ اسے بتایا گیا کہ قرآن نثر کی کتاب ہے اور اسے شاعری میں خواہ کسی بھی زبان کی ہو، بہرحال مترنم ہوتی ہے، اسے گایا جاسکتا ہے، اس کے مصرعوں کی تقطیع کی جاسکتی ہے اور اسے خاص اوزان اور زاویوں سے جانچا جاسکتا ہے۔لیکن دنیا کی کسی زبان کی نثر میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی۔اس میں نہ اوزان ہوتے ہیں اور نہ اسے کسی طرح گایا جاسکتا ہے۔یہ آخر ایسا کیوں ہے؟ یہ عجیب وغریب اور منفرد خصوصیت اس میں کیسے پیدا ہوگئی؟

اس سوال کا جواب پانے کے لئے گلزگلبرٹ نے عربی زبان سیکھنی شروع کردی اور تھوڑے عرصے بعد وہ روانی سے قرآن پاک پڑھنے لگا۔اس نے جیبی سائز کا ایک قرآن پاک خرید لیا۔وہ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا اور اکثر وبیشتر اس کا مطالعہ کرتا رہتا۔اس نے قرآن کی متعدد چھوٹی سورتیں زبانی یاد کرلیں اور انہیں خوش الحانی سے پڑھتا رہتا حتی کہ کچھ ہی عرصے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا اور عبداللہ گلبرٹ نام اختیار کیا۔

میری موصوف سے ملاقات بیس سال پہلے استنبول میں ہوئی۔اس نے اپنے نظریئے یا انکشاف کی وضاحت کی کہ شاعری یا منظومات کو ریاضی کے کلیوں کی طرح مختلف اوزان پر جانچا اور پرکھا جاسکتا ہے، لیکن دنیا کی کوئی نثر خواہ وہ کلاسیکل ہو یا

ماڈرن، اس معیار پر پوری نہیں اترتی ۔ یہ انفرادیت صرف عربی اور وہ بھی صرف قرآنی عربی کو حاصل ہے کہ اس کی آیات کو شاعری کے اوزان کی طرح جانچا جا سکتا ہے، اور ایک لفظ اگر ادھر ادھر ہو جائے تو تجوید کا جاننے والا فوراً اس سے باخبر ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہو سکتا تھا، لازماً یہ وحی الٰہی ہے اور یہی سبب ہے کہ میں اس پر ایمان لے آیا۔

میں استنبول میں تھا کہ ایک روز وہ میرے پاس یونیورسٹی میں آیا اور سخت برہم اور جذباتی ہو رہا تھا۔ اس نے کہا: ''یقیناً ہمارے مسلمان بزرگوں نے کسی طرح قرآن پاک کا ایک ٹکڑا گم کر دیا ہے'' وضاحت کرتے ہوئے وہ کہنے لگا: ''سورہ نمبر ۱۱۰ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ میں لوگ پڑھتے ہے ''اَفْوَاجاً، فَسَبِّحْ '' اور موسیقی کے اصولوں کے مطابق یہ ناممکن ہے۔''

اللہ کا شکر ہے کہ مجھے فن تجوید سے بھی کچھ شناسائی تھی اس لئے میں نے اسے بتایا کہ ''اس آیت کو پڑھنے کا صرف یہی ایک طریقہ نہیں بلکہ اسے اَفْوَاجَنْ فَسَبِّحْ (اَفْوَاجاً فَسَبِّحْ) بھی پڑھا جا سکتا ہے۔'' یہ سن کر وہ اچھل پڑا، اس کا سارا اضطراب سکون میں بدل گیا اور کہنے لگا: ''واہ بہت خوب! مسئلہ حل ہو گیا۔ فن اور موسیقی کا ایک لازمی تقاضا پورا ہو گیا۔ لایئے میں آپ کے ہاتھ پر ایمان کی تجدید کرتا ہوں۔

''عبداللہ گلبرٹ کو ترکوں سے بڑی محبت تھی۔ پیرس میں وہ ترکوں کی مسجد میں جمعہ کے لئے آیا کرتا اور وہیں اس سے ملاقات ہوا کرتی۔ افسوس! وہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گیا، اللہ مغفرت کرے۔ آمین!

کینیڈا کے پاپ اسٹار اور بنگ براؤن نے گزشتہ دنوں جدہ میں اسلام قبول کر لیا، اب ان کا مسلم نام محمد رؤف براؤن رکھا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ پاپ اسٹار جو کینیڈا میں عالمی شہرت یافتہ ڈانسر اور گلوکار مائیکل جیکسن

کے بھائی جمی جیکسن کے ساتھ اپنے شو منعقد کیا کرتا تھا۔ جمی جیکسن کے اسلام قبول کرنے کے بعد لفظ ''اسلام'' سے پہلی دفعہ مانوس ہوا۔ براؤن جس کی پیدائش اور پرورش کیتھولک گھرانے میں ہوئی، جمی جیکسن کے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد سعودی عرب سے آئی ہوئی کتابوں کے مطالعہ کی جانب راغب ہوا، نیز جمی جیکسن کی زندگی میں اسلام کے بعد آنے والی یک لخت تبدیلی نے اس کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

وہ بتاتے ہیں کہ اسلام کے موضوع پر کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی حقانیت مجھ پر واضح ہوتی چلی گئی، ورنہ اس سے قبل اسلام کو میں ایک دہشت گرد اور از کار رفتہ دین سمجھتا تھا، مگر کتابوں کے مطالعہ نے مجھ پر ایک نئی دنیا روشن کر دی، اسلام کا پیغام میرے دل کو چھونے لگا جس نے میرے اندر اسلام کی مزید معلومات حاصل کرنے کا داعیہ پیدا کر دیا۔ اتفاق سے میں اپنی والدہ کے پاس نیویارک گیا، جہاں میری قیام گاہ کے قریب ہی پانچ وقت بلند آواز سے اذان کہی جاتی تھی، چنانچہ ہر اذان کی آواز میرے دل کی دنیا میں ہل چل مچانے لگی۔ اس کے بعد جذبہ شوق کی رفتار مجھے مصر اور سعودی عرب لے گئی، جہاں میں نے نہایت قریب سے مسلم معاشرے اور ماحول کا مطالعہ کرنے کے بعد بالآخر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

ہم جب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب مسلمان پورے طور پر اور سو فیصد مسلمان بنکر زندگی گذارتے تھے تو بڑی کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے تھے۔ ایک ایک صحابی پورے پورے گاؤں اور علاقہ کی اصلاح کیلئے کافی ہوا کرتا تھا۔ جس علاقہ میں بھی کوئی صحابی پہنچ گیا پورا علاقہ ان کا گرویدہ اور شیدائی بن گیا۔ محمد بن قاسم جب فاتح ہند ہوئے اور باشندگان ہند نے ان کے سلوک اور رویئے کو دیکھا اور فوجیوں اور عجمی بھائیوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک اور رہن سہن کو دیکھا تو ایسے گرویدہ ہوئے کہ جب سلیمان بن عبدالملک نے ان کو بلایا تو بلاد ہند کے

لوگ آبدیدہ ہوگئے اور اپنے مذہب کی رو سے ان کا ایک مجسمہ یادگار کیلئے بنا کر رکھ لیا۔ ایسی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کہ کوئی فاتح قوم مفتوح قوم کے نزدیک اس قدر محبوب اور منظور نظر ہو جائے کہ اس کا مجسمہ بنا کر رکھ لیں۔ جب کہ یہاں رہنے والے سب ہندو تھے۔ لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ اسلام کی تعلیم ہی ایسی جامع اور دلکش ہے کہ اس سے کوئی انصاف پسند اور متعدل شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ لیکن آج تو ہم مغربی تعلیم اور وہاں کی آوارہ تہذیب کے حد درجہ خواہاں اور دلدادہ ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مدائن پہونچے اور ملک کے سربراہان اور اہل فکر و دانش کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے بیٹھے تو کوئی لقمہ ان کا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ پھر انہوں نے اس لقمہ کو اٹھا لیا تو کسی ساتھی نے ان کو ٹوکا کہ آپ ایسی جگہ بیٹھے ہیں اور گرا ہوا لقمہ اٹھاتے ہیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيْبِيْ لِهٰذِهِ الْحُمَقَاءِ (کیا میں اپنے حبیب کی سنت کو ان پاگلوں کی خاطر چھوڑ دوں گا۔) لیکن کیا ہمارے اندر یہ جذبہ ہے کہ اس ضلالت و گمراہی کے دور میں جبکہ سنتیں پامال ہو رہی ہیں۔ فرائض تک کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ حق کی آواز بلند کریں اور سنتوں کے زندہ رکھنے کی تحریک چلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهُ اَجْرُ مِأَةِ شَهِيْدٍ (جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا تو اسکے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔) اللہ تعالیٰ ہمیں سنتوں کے زندہ کرنے اور اسپر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

سابقون الاولون کی مبارک ہستی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور تم کو قبیلے اور خاندان والا بنایا تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو"۔

عرب میں سب سے زیادہ ذلیل غلام سمجھے جاتے تھے۔ پوری دنیا میں غلام اور باندی سامان کی طرح بیچے اور خریدے جاتے تھے اور عرب میں تو قبائل کی باہمی

شرافت کی کمی وزیادتی کا اس درجہ خیال تھا کہ لوگ لڑائیوں میں بھی اپنے سے کم رتبے والے پر تلوار چلانا عیب سمجھتے تھے کہ اس کی شریف تلوار کو اس کا ذلیل خون ناپاک نہ کردے۔ لیکن آپ ﷺ نے انسانی مساوات اور جنس انسانی کی برابری کی تعلیم دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم سب کے سب آدم کے بیٹے ہو، آدم مٹی سے بنے تھے، کسی عجمی کو عربی پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے حسب ونسب اور ذات پات جو بنائی، وہ صرف اس لئے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ آپ ﷺ نے اس کا عملی نمونہ پیش فرمایا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی باندی تھیں، انہیں بڑا ہی اعزاز دیا اور ہمیشہ ان کے مزاج کی رعایت فرمائی چنانچہ قریش ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو انصار نے بڑی امداد فرمائی حتی کہ اپنے باغات میں بھی شریک کرلیا پھر فتوحات کا دروازہ کھلا اور خوشحالی آئی تو مہاجرین نے وہ باغات اور درخت واپس کردیئے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس ام سلیم (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں) کے درخت تھے ام ایمن رضی اللہ عنہا دینے کیلئے تیار نہ تھیں، اور انکار کرتی رہیں کہ مجھے آپ ﷺ نے دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں ایک ایک درخت کے بدلہ دس دس کھجور کے درخت دیئے، تب جاکر ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درخت واپس کئے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اگرچہ کہ باندی تھیں مگر آپ ﷺ کے نزدیک ان کا بڑا مرتبہ تھا، جبھی تو آپ ﷺ نے ان کے مزاج کی رعایت فرمائی۔ آپ ﷺ کی باندھی تھیں اور آپ ﷺ کی خادمہ تھیں اس لئے بھی آپ ﷺ انکا بڑا خیال فرمایا کرتے تھے اور کبھی بھی باندی ہونے کا احساس نہ ہونے دیا اور انکے لڑکے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک حقیقی پوتے کی طرح جانتے اور مانتے۔ چنانچہ جیسے اپنے نواسے حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کو اپنے زانوں پر بیٹھاتے اسی طرح حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی بٹھاتے تھے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایمان کے اعلیٰ مراتب حاصل کئے اور سرورکائنات ﷺ کی بارگاہ سے شرف حاصل کیا۔ یہ خاتون عظیم خواتین کے درمیان اجنبی نہیں بلکہ اس گروہ میں بڑے رتبے اور شہرت والی ہیں اللہ کے فضل سے بڑا باعزت مقام حاصل کیا ہے۔

حالانکہ حضرت ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی باندی تھیں۔ جنہوں نے آپ کی پرورش فرمائی اور ان کا نام برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو تھا۔ آپ ﷺ کو اپنے والد سے میراث میں ملیں تھیں۔ ان کے ساتھ پانچ اونٹ اور بکریاں بھی تھیں۔ جب آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو اس وقت ان کو آزاد فرمادیا تھا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی شہادت وخوش بختی میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ مدینہ کے بنی نجار میں گئی ہوئی تھیں۔ پھر وہاں سے واپسی میں مقام ابواء میں آپ کی والدہ محترمہ کا وصال ہوگیا۔ تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کو لےکر مکہ آئیں اور آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے حوالہ کیا۔

سوچئے وہ لمحات کتنے نازک اور کتنے دل سوز ہوں گے۔ چونکہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اس زیارت میں ساتھ تھیں۔ ان تکلیف دہ لمحات واوقات میں ام ایمن انتہائی نرمی واحسان کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں لگ گئیں۔ آپ ابھی چھ سال کے بچے تھے اور ان کو یتیمی کی حالت میں لےکر مکہ بڑے رنجم والم کے ساتھ پہنچیں۔

انہوں نے انسانی محبت ومودت کی تاریخ آپ ﷺ کی خدمت کرنے میں رقم کردی، بے انتہا توجہ اور مبالغے کے ساتھ اس میں مشغول ہوگئیں۔ اس وجہ سے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب ام ایمن کو آپ کی وصیت کرگئے تھے اور تاکید کی تھی کہ اس راستے جتنا اہتمام ہوسکے کسر نہ چھوڑیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہ رہیں۔ نبی ﷺ پروان چڑھے یہ دیکھتے ہوئے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ بہت احسانات واکرام

ومہربانی کررہی ہیں۔اسی وجہ سے پکارتے اے والدہ اور جب ان کو دیکھتے تو فرماتے "ھٰذہ بقیة اھل بیتی" یہ میرے اہل بیت کی بقیہ خاتون۔ ہیں بلکہ ان کو اپنے اہل بیت کے مرتبہ پر ہمیشہ رکھا۔خصوصاً اس وقت جب ان سے فرمایا اے ام ایمن اپنی اوڑھنی اوڑھ لیجئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آزادی اور نکاح مسنونہ

جب نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تو اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما دیا پھر ان سے عبید بن زید خزرجی نے شادی کی تو ان کے ہاں ایمن بن عبید پیدا ہوئے۔ پھر ام ایمن رضی اللہ عنہا سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی جب آپ ﷺ کو نبوت ملی اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے جو آپ ﷺ کے محبوب تھے اور آپ کے محبوب زید کے بیٹے تھے اور یہ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ دریں اثناء آپ ﷺ ان کی زیارت کو جاتے اور ان کے فضائل ومحاسن کا تذکرہ فرماتے اور کہتے ام ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔

جب نبی ﷺ اللہ عزوجل کے حکم سے اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کی تصدیق کرنے والوں میں آگے آگے تھیں۔ صاحب سیرت حلبیہ "ابن کثیر" سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اہل بیت تمام لوگوں سے پہلے ایمان لا چکے تھے جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا، زید، زید کی بیوی ام ایمن رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا دوسرے صحابہ کی عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں۔ اسلئے کہ آپ نبوت سے پہلے ہی نبوت کی روشنیاں ملاحظہ فرما چکیں تھیں۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں نقل فرماتے ہیں بہت پہلے شروع اسلام میں ایمان لا چکی تھیں۔

دوسرے شروع میں ایمان لانے والے مرد وعورت کی طرح انہوں نے بھی عذاب اور تکالیف قریش کا سامنا کیا، اسلام لانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا نے دونوں ہجرتیں (حبشہ ومدینہ) فرمائیں اور آپ ﷺ سے بیعت ہوئیں اور اپنے مختلف اعمال خیر میں ہمیشہ ترقی کرتی رہیں خصوصاً جہاد، صبر وسخاوت کے میدانوں میں خوب ترقی کیں۔

میدان جہاد میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمات

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو میدان جہاد میں مہارت حاصل تھی۔ آپ ﷺ غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور مجاہدین کو پانی پلانے کی خدمت پر مامور تھیں۔ زخمیوں کے علاج ومعالجہ میں بھی مصروف تھیں۔ غزوہ احد کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر میں بھی شریک ہوئیں ان کے ساتھ عورتوں کی ایک جماعت بھی تھی اور نبی ﷺ نے ان کو کافی مال غنیمت عطا فرمایا۔ وہ جنگ حنین میں مجاہدین کے قافلے کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کو لئے ہوئے شامل ہوئیں (ایمن، اسامہ) یہ دونوں عظیم سپوت ان سو جوانوں میں سے تھے جو آپ ﷺ کے گرد وپیش ثابت قدم رہے، اور حضرت ایمن رضی اللہ عنہا اسی جانثاری میں شہید ہوکر گر پڑے اور ایمان واسلام کے مزید رتبوں پر فائز ہوگئے۔ ام ایمن کے لال ایمن ان دس میں سے تھے جو اسی جنگ میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ ثابت قدم رہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اللہ عزوجل کے فیصلوں پر صابر اور سر تسلیم خم کرنے والی تھیں اور ان عورتوں میں سے تھیں جو اس باب میں ضرب المثل بن گئیں۔ جنگ موتہ میں ان کے شوہر زید بن حارثہ لشکر کے امیر تھے اور اس میں شہداء میں سب سے پہلے شہید ہوئے جن کی شہادت کی بشارت آپ ﷺ نے پہلے ہی دیدی تھی۔ ان کی شہادت کی خبر کو انتہائی صبر ورضا کے ساتھ برداشت کیا اور اس بلند کریم ذات سے ثواب کی توقع کی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور حضورِ اکرم ﷺ کی مہربانی

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے یہاں بلند رتبہ اور بڑی قدر ومنزلت تھی ان کے فضائل میں یہ بات کافی ہے جو آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمائی جو جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہے وہ ام ایمن سے شادی کرے اور اس طرح آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کی نظروں میں آپ کی منزلت عظیم کو ظاہر فرمایا اور زید بن حارثہ نے ان سے شادی کر لی۔

آپ ﷺ جب بھی ان کو دیکھتے یا ان سے گفتگو فرماتے تو ہمیشہ اے امی اے امی، سے یاد فرماتے اور توجہ مہربانی، انس اور مزاح فرماتے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ ان کی زیارت کو آئے اور آپ کی محبت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے خادم بھی تھے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دودھ پیش کیا اور آپ ﷺ یا تو روزہ دار تھے یا آپ نے فرمایا میرا ارادہ نہیں ہے تو ام ایمن آپ ﷺ پر مسکرانے لگیں۔ آپ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے اور ان کی فضیلت بیان فرمائی۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو رُلا دیا

وہ بات جو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے عقل وحکمت اور فضل پر دلالت کرے، وہ ہے جس کو امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہمارے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو ہم زیارت کریں گے۔ جیسا کہ آپ ﷺ ان کی زیارت کو جاتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کس چیز نے آپ کو رلایا جو اللہ کے یہاں ہے وہ آپ

ﷺ کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس پر نہیں رو رہی ہوں۔ واقعۃً جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ ﷺ کیلئے زیادہ بہتر ہے لیکن میں اس پر رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ اس گفتگو سے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دونوں کو بھڑکا دیا اور وہ دونوں بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی اور وفات میں بلند رتبہ کے ساتھ بڑا حصہ پایا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی آل جو آپ کی طرف منسوب ہوتی تھی ان کو کہا جاتا تھا، ''بنو الحب'' یعنی دوست کی اولاد۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد رحلت فرما گئی تھیں۔

اللہ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور انہیں جنت والوں یعنی اصحاب الیمین میں سے بنائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل عمر عطا فرمائی تھی ان کی اس سیرت سے ہماری ماؤں بہنوں کو نصیحت اور سبق لینا چاہیئے کہ بلند مراتب حاصل کرنے اور عزت کی زندگی گزارنے کیلئے صاحب ثروت اور اعلیٰ نسب اور خاندان کا ہونا ضروری نہیں۔ نسب اور خاندان کا اعلیٰ واشرف ہونا تو ایک موہوبی چیز ہے جس پر کامیابی کا دارومدار نہیں۔ ایک معمولی خاندان اور غریب آدمی بھی اللہ کا محبوب ومقرب بندہ بن سکتا ہے۔ ہمت کرنا ہمارا کام ہے، بے شک اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرنے والے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

کے فضائل ومناقب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھَارُ خَالِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَداً ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝

’’راضی ہوگیا اللہ ان سے اور راضی ہوگئے وہ اس سے، اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کیلئے باغات، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے‘‘۔

معزز خواتین اور قابل قدر معلمات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۶۱۱ء میں تاج نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور بحکم ایزدی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْن (اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو) سب سے پہلے اپنی رفیقہ حیات، مونس وغمخوار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو پیغام خداوندی سنایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بلا پس وپیش اس دعوت کو قبول کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور ہر موقع وموڑ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاون کرتیں۔ یہ قریش کی ایک مالدار خاتون تھیں اور ان کا پورا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھا یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وزیر ومشیر بھی تھیں۔ جب ہر طرف مخالفت کا طوفان اٹھتا تو ان کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باعث تسکین ہوتی۔ اسی لئے روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اتنی کثرت سے ذکر فرماتے تھے کہ مجھے ان پر رشک ہونے لگتا۔ آج سادات خاندان کے جتنے بھی افراد دنیا میں پائے جاتے ہیں سب کا سلسلۂ نسب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی جا کر جڑتا ہے۔ صرف انہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پھیلی اور بڑھی اس لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے احوال اور سیرت سے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

آپ کا حسب ونسب

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، قصی پر پہنچ کران کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوئی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آکر اقامت کی۔ عبدالدار ابن قصی جوان کے ابن عم تھے حلیف بنے

اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے پندرہ سال قبل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۸، ۱۰) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بناء پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ (اصابہ، ج ۸ ص ۱۶۰) حضرت ام المؤمنین کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے اور دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ لیکن ان کے انتقال سے آپ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں۔

جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اُم المومنین کا شرف حاصل کیا

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن کارکنان قضا وقدر کی نگاہ انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام بھیجا۔ نفیسہ بنت امیہ (یعلیٰ بن امیہ کی ہمشیرہ) اس خدمت پر مقرر ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے منظور فرمایا۔ (ایضاب ص ۸۴)

پھر شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے، عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں، اسی بناء پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست تمام معاملات خود ہی طے کیے۔ نکاح کے وقت ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے پانچ سو طلائی مہر قرار پایا اور سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت ہوکر ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سال کے تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔

وحی کے نزول پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسہ

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء رؤیائے صادقہ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سفید صبح کی طرح نمودار ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت گزیں ہوگئے۔ چنانچہ کھانے پینے کا سامان لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں تحنث یعنی عبادت کرتے تھے۔ جب سامان ختم ہوجاتا تو پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے کہ پڑھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔

اس نے زور سے دبایا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ۔ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں۔ پھر اس نے دوبارہ زور سے دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ۔ پھر میں نے کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں۔ اس طرح تیسری دفعہ دبا کر کہا کہ پڑھ اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب کریم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اڑھایا تو ہیبت کم ہوئی۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو ڈر ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ متردد نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں۔ مہمانوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو مذہباً نصرانی تھے،

عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے۔ اب وہ بوڑھے اور نابینا ہوگئے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بھتیجے رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنو۔ بولے: ''ابن الاخ! تونے کیا دیکھا؟'' رسول اللہ ﷺ نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا ''یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش! مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا' ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا، جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی مخالف ہوجاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا۔'' اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہوگیا اور وحی کچھ دنوں کیلئے رک گئی۔'' (صحیح بخاری، ج۱، ص۲،۳)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ آغاز نبوت میں جب رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ''مجھ کو ڈر ہے'' تو انہوں نے کہا کہ آپ متردد نہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی اور تشفی دی۔

''رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہوجاتا تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ ﷺ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔'' (طبقات، ج۲، ص۴۰)

ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان سن دس نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل انتقال کیا۔ (بخاری ج۱، ص۵۵۱)

اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کردی گئی۔

رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مقام حجون میں ہے۔ (طبقات ابن سعد ج۸، ص۱۱)

اُم المومنین سے جو اولادیں ہوئیں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے بہت سی اولاد ہوئیں۔ ابوہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہالہ اور ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اسکا نام بھی ہند تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کرگئے اور چار صاحبزادیاں۔ (طبقات ابن سعد ج۸، ص۱۱)

سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ان ہی کے نام پر لوگ آپ ﷺ کو ابوالقاسم کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ صغرسنی میں مکہ میں انتقال کیا۔ اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بہت کم عمر پائی۔ چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ ان سب میں ایک ایک سال کا چھوٹا یا بڑا پایا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں۔ چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا یعنی

صاحب ثروت تھیں اس لئے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا۔ وہ ان کو کھلاتی اور دودھ پلاتی تھی ۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں ۔ وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی ۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئیں ۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وفضیلت اور مناقب کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں نہ اٹھی ۔ کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاراں غرض تمام جزیرۃ العرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کررہی تھی ۔ یہ آواز سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی ، جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

حضرت سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ''اسلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیر کار تھیں ۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور اس دولت وثروت کے جو ان کو حاصل تھی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کرتی تھیں ۔ چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لا رہی ہیں ۔ آپ ان کو اللہ کا اور میرا اسلام پہنچا دیجئے ۔ (صحیح بخاری، ج۱،ص۵۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی تک دوسری

شادی نہیں کی ۔ ان کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انکی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گو میں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے ۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی عمدہ صفات ، دین کی خاطر قربانیاں اور شوہروں کی ہمدردی ، خیر خواہی سے نوازے اور بے پناہ محبت عطا فرمائے آمین ثم آمین !

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

سچی توبہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ o

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی حضور میں سچے دل سے توبہ کرو۔

میری محترم ماؤں اور پیاری بہنو!، میں نے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خالص توبہ کا حکم دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں جتنا کہ ماں اپنی اولاد پر ہوتی ہے۔ آدمی کتنی ہی غلطیاں کیوں نہ کر جائے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیوں نہ کرلے لیکن پھر بھی اگر وہ سچے دل سے اللہ کے حضور گڑ گڑا کر اپنے

سابقہ گناہوں پر نادم ہوکر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف خصوصی توجہ فرما کر اس کے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں ارشاد باری ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً. اے نبی آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر تجاوز کیا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

گر کافر وگبرو بت پرستی باز آ — باز آباز آہر آنچہ کردی باز آ
صد باراگر توبہ شکستی باز آ — ایں در گہٴ مادر گہٴ نا امیدی نیست

چاہے جتنے گناہ کر لیئے لیکن پھر بھی واپس آجاؤ حتیٰ کہ اگر کفر وشرک بت پرستی اور مجوسیت میں ساری زندگی گذار دی پھر بھی ہمارے دربار میں آجاؤ ہمارا دربار مایوسی کا دربار نہیں ہے۔ سو بار توبہ کر کے توڑ دی پھر سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ پھر معاف فرما دیں گے۔

غلطی اور گناہ کا ہونا انسانی فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ غلطی انسان ہی سے ہوتی ہے نہ کہ کسی پتھر اور لکڑی سے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ۔ اور انسان غلطی کرنے والا ہے اور بہترین غلطی کرنیوالے توبہ کرنیوالے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ گناہ نہیں کروگے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو گناہ کریں گے اور توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمائیں گے۔ گناہ کر کے گناہ نہ سمجھنا اور غلطی کرنے کے بعد غلطی نہ سمجھنا یہ انتہائی بری بات ہے اگر آدمی گناہ سمجھے تو ضرور کبھی اسے توبہ کی توفیق ہو جائے گی۔ بدعتی کو بدعت سے توبہ کی توفیق اسی لئے نہیں ہوتی ہے کہ وہ بدعت کو گناہ نہیں سمجھتا ہے۔

ایک نصیحت آمیز اور عبرت انگیز واقعہ

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری متفکر ہوکر دریا کے کنارے پر کھڑے تھے۔ دیکھا کہ بڑا بچھو دوڑتا دریا کے کنارے پر آیا اور ایک مینڈک فوراً دریا سے نکل کر اس کو سوار کر کے دریا کے کنارے پر لے چلا۔ یہ عجیب معاملہ دیکھ کر حضرت ذوالنون مصری بھی اس کنارے پر گئے۔ پھر وہ جلدی سے اتر کر ایک درخت کے نیچے گیا۔ وہاں ایک سانپ سوتے مسافر کی چھاتی پر بیٹھا تھا۔ چاہا کہ اسے کاٹے اس نے جاتے ہی سانپ کو ڈنک مارا۔ وہ مرگیا۔ مسافر بچ گیا۔ پھر جلدی سے بچھو اسی طرح اپنے مکان کو چلا گیا۔ میں نے جانا یہ آدمی کوئی کامل ہے کہ عنایت الٰہی نے اس قدر اس کی حفاظت فرمائی کہ ایک موذی کو دوسرے موذی سے ختم کروایا اور اسے بچایا۔ اس کی ملازمت حاصل کرنا چاہئے۔

جب اس کے نزدیک گیا چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤں اس نے آنکھ کھول دی دیکھا تو کوئی شرابی سا ہے۔ مجھ کو کمال تعجب ہوا کہ اللہ اللہ اس کا یہ حال ہے اور عنایت خدا ایسی؟ اللہ کی طرف سے غیبی آواز آئی کہ اے ذوالنون حیران کیوں ہو یہ بھی ہمارا بندہ ہے اگرچہ گندہ ہے، اگر ہم صرف نیکوں ہی کی حفاظت کریں تو بروں کی حفاظت کرنے والا کون ہے، پس جو جناب باری میں زاری کرتا ہے فضل باری اس کی دستگیری کرتا ہے۔ جیسا کہ جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ'' یعنی جو گریہ وزاری کے ذریعہ گناہ سے بیزاری چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرماتا ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت ذوالنون پر حالت جذب وجنون کی طاری تھی۔ کہ گھومتے تھے اور کہتے تھے۔ افسوس او پر حال اس غافل کے کہ رحمت الٰہی اس جوش وخروش سے

اس کی ہمدوش ہوا اور وہ بے ہوش خواب خرگوش میں مدہوش ہو۔ جب شام ہوئی اور ہوا سرد چلی اس غفلت زدہ کے حق میں صبح ہوئی۔ نیند سے چونکا اور ذوالنون کو بیٹھا دیکھا۔ متحیر و نادم ہوکر کہا اے مقتدائے وقت تم یہاں کہاں؟ فرمایا تو اپنا حال بیان کر۔ کہا میرا حال آپ پر بخوبی روشن ہے پھر میں نے اس کو وہ سانپ دکھایا۔ دیکھتے ہی تھرا گیا۔ جب سب قصہ سنایا، وہ چلاّ کر سر میں خاک ڈالنے لگا چیخیں مارتا، کپڑے پھاڑتا جنگل کو چلا گیا اور نفس کو بہت لعنت ملامت کرتا تھا کہ جب بروں کے حال پر اس قدر کرم ہے تو نیک لوگوں پر کس قدر عنایت ہوگی۔ پھر اللہ کے حضور سچی توبہ کی اور تائب ہوکر عبادت میں مصروف ہوگیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اللہ نے اور کرم کیا تو یہ مستجاب الدعوات ہوگیا۔ جس بیمار کو دم کرتا تندرست ہوجاتا اور تادم آخر اللہ کا احسان مند رہا۔

رحمتِ الٰہی کا عجیب واقعہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے۔ پھر وہ توبہ کی غرض سے نکلا اور ایک زاہد وعابد کے پاس حاضر ہوا اپنا حال بتا کر توبہ کی قبولیت کا راستہ پوچھا تو اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔ اس نے اس عابد کو بھی قتل کردیا اور پھر کسی اللہ والے کی تلاش شروع کردی۔ چنانچہ ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو فلاں گاؤں چلا جا وہاں ایک بزرگ عالم ہے جو تجھے توبہ کا طریقہ بتلائے گا۔ اس پر وہ اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ جب آدھا راستہ طے کرلیا تو اس کی موت آگئی اور اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا۔''

اس وقت رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے پاس جمع ہوگئے اور عذاب کے فرشتوں نے اسے قاتل اور مجرم ٹھہرایا لیکن رحمت کے فرشتوں نے اسے تائب بتایا کیوں کہ وہ توبہ کے لئے اس گاؤں کی طرف جارہا تھا۔ چنانچہ اسکی بستی اور جس

بستی کو جا رہا تھا دونوں کا فاصلہ اس سے ناپنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی اللہ نے اس عالم کی بستی کو قریب ہونے کا حکم دیا چنانچہ وہ اس بستی کے بالشت بھر قریب نکلا اس طرح اللہ عزوجل نے اس کی بخشش کے سامان پیدا کردیئے اور اس کی روح رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (مشکوٰۃ)

میری بہنو! بیشک اللہ سے بخشش طلب کی جائے تو وہ اپنے گنہگار بندوں کو معاف فرمادیتا ہے۔اس کے گناہ سے زمین وآسمان کے درمیان کی فضا کیوں نہ بھری ہوئی ہو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بخشنے میں کوئی عار نہیں اور وہ بخشنے پر آئے تو خطاؤں کے سمندر بھی بخش دیتا ہے اور تائب کو پاک کرکے معاف کردیتا ہے۔بشرطیکہ توبہ سچے دل سے کی جائے۔دل میں حب الٰہی موجزن ہو۔اللہ عزوجل کی بڑائی اور عظمت کا دل میں خیال رہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سچی توبہ وہ ہے جس میں تین چیزیں جمع ہوں (۱) اس گناہ کو ترک کردے جو گناہ کر بیٹھا ہے، اس پر دل میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرے۔(۳) پختہ عزم کرے کہ پھر گناہ نہیں کرے گا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (یا اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہو۔(فرمایا اے اعرابی یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے)۔

عرض کیا فرمایئے سچوں کی توبہ کیا ہے، آپ نے فرمایا جس توبہ میں یہ چیزیں پائی جائیں وہ سچوں کی توبہ ہے، (۱) جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت ہو (۱) جو فرض ادا نہیں ہوئے ہیں ان کی قضاء (۳) کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹا دے (۴) کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہے تو اس سے معافی مانگ لے (۵) پختہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا (۶) جس طرح تو نے پہلے اپنے نفس کو

بدکاریوں سے فربہ کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو گلادے۔یہ سچوں کی توبہ ہے۔یہ کاملین کی توبہ ہے۔یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گناہوں پر کبھی ندامت اور افسوس اس لئے ہوتا ہے کہ ان سے صحت تباہ ہوگئی۔مال برباد ہوگیا۔عزت خاک میں مل گئی۔اگر کوئی شخص ان وجوہات کی بنا پر اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو اسے توبہ نہیں کہا جائے گا۔توبہ اس وقت ہوگی جب اسے اس بات پر ندامت ہو کہ اس نے اپنے رب کریم کی حکم عدولی کی ہے۔اپنے نفس امارہ کو خوش کرنے کیلئے اپنے پروردگار کو ناراض کردیا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالے اور دعا کرنیوالے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔پھر ایک واقعہ کے ذریعہ آپ ﷺ نے بیان کیا ''ایک شخص اپنی سواری پر اپنا توشہ سفر رکھے ہوئے تھا اچانک سواری چلی گئی اور وہ بے آب وگیاہ میدان میں جہاں اسے پینے کیلئے ایک گھونٹ پانی بھی نہیں ہے وہ زندگی سے مایوس ہوکر لیٹ جاتا ہے، پھر یکا یک آنکھ کھلتی ہے تو سواری کو سامنے کھڑی پاتا ہے اور اتنا خوش ہوتا ہے کہ اس کی زبان سے نکلتا ہے اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ سے جب بندہ سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔اسلئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔اللہ تعالیٰ کو دو قطرے بہت پسند آتے ہیں (۱) خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے بہا، (۲) وہ قطرہ جو آنسو بن کر رات کی تنہائی میں اللہ کے خوف سے بہا۔اسی کو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بڑے اچھے انداز میں کہا۔ ؎

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو چند تھے میرے عرق انفعال کے

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین، ثم آمین! سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!

گھر میں پاکیزہ ماحول کیسے بنائیں؟

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلاَ تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

اور اس چیز میں ہوس نہ کرو جس میں اللہ نے بڑائی دی ایک کو دوسرے پر۔ مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کیلئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔

عفت مآب پیاری ماؤں اور بہنو! آج کی اس بابرکت محفل میں میاں بیوی کے تعلقات سے متعلق کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔ اسلام کا

عورت پر بہت بڑا احسان ہے کہ عورتوں کو مردوں کے مانند حقوق سے نوازا اور نہ قبل از اسلام عورتوں کا کوئی مقام ومرتبہ نہ تھا سوسائٹی اور معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ مردوں کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ایک دوسرے موقع پر عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ. وہ عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو) یہ عورت اور مرد کے انتہائی عمیق اور گہرے تعلق کا بیان ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رقمطراز ہیں کہ ''لباس اور پوشاک سے غرض اتصال واختلاط ہے یعنی جس طرح بدن سے کپڑے لگے اور ملے ہوتے ہیں اسی طرح مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں۔''

جب قرآن نے عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا لباس قرار دیا ہے تو اسکا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح لباس اور پوشاک عیوب کو چھپاتے ہیں اسی طرح اگر شوہر کے بدن میں کوئی عیب ہو تو عورت اس کو چھپائے اور ہرگز کسی سے اس راز کا افشاء نہ کرے۔ اسی طرح مرد کو عورت کے عیوب کو مخفی اور پوشیدہ رکھنا چاہئے، حدیث میں آتا ہے۔ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيُّمَا امْرَأَةٌ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. ام سلمة رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا انتقال اس حال میں ہوا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تو وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔

چار چیزوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو چار چیزیں دے دی گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دے دی گئی۔''

''دل'' جو شکر کرنے والا ہو۔

''زبان'' جو خدا کو یاد کرنیوالی ہو۔

''بدن'' جو مصائب برداشت کرنے والا ہو۔

''بیوی'' جو خدا کے خوف سے اپنی عزت وآبرو اور شوہر کے مال کے معاملے میں شوہر کی نافرمانی سے بچنے والی ہو۔''

جس خدا ترس بیوی کو یہ احساس ہو کہ وہ خدا کے نام سے کسی ایک کے حوالے ہو چکی ہے، اور اب اس کی خوشیاں، خوش حالیاں، عیش وسکون اور روشن مستقبل سب کچھ اپنے شوہر ہی سے وابستہ ہے، وہ نہ کبھی شوہر کے مال میں خیانت کر سکتی ہے اور نہ کبھی اپنے پیار ومحبت کے جذبات میں۔ خیانت کرنا تو بہت دور کی بات ہے اس کو تو خیانت کے تصور سے بھی گھن آئے گی۔

کوئی بھی آدمی اس چیز میں خیانت نہیں کر سکتا ہے جس سے اس کا ذاتی مفاد اور فائدہ وابستہ ہے اور شوہر کے مال میں خیانت درحقیقت اس سے عورت کا اپنا ذاتی نقصان اور خسارہ ہے۔

خوش گوار ماحول کیسے بنتا ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہونا چاہئے شوہر کا پیسہ غلط جگہ میں استعمال نہ ہو فضول خرچی نہ ہو یہ چیز عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ گھر کی نوکرانیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس طرح چاہیں گھر کا مال خرچ کریں۔ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو یہ قانونی فرائض کے خلاف کر رہی ہے۔ جب عورت کو اپنے گھر کے سامان کی حفاظت کی فکر ہوتی ہے تو اس سے خوشگوار اور آرام دہ ماحول پیدا ہوتا ہے، اور خوش حالی اور مسرتوں کی بے خزاں

بہاریں اسی گھر میں آتی ہیں جہاں سب کچھ مہیا کرنے والے سے کہیں زیادہ حفاظت کرنے والی کو گھر کی چیزوں کا درد ہو، اور شوہر اس فکر سے آزاد، پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے حصے کے فرائض پورے کرنے میں سکون محسوس کر رہا ہو۔

نادان بیوی

شادی کے بعد جو عورتیں شوہر کے گھر کو اپنا اصلی گھر نہیں سمجھتیں اور اپنی ساری دلچسپیاں بدستور ماں باپ کے گھر سے وابستہ رکھتی ہیں وہ انتہائی نادان اور ناسمجھ ہیں۔ شادی کے بعد جو نیا گھر اس نئے جوڑے کے وجود سے آباد ہوا ہے اسی کو بنانا اور اس کا مال ومتاع اسی کی رونق بڑھانے میں لگانا ہی دانائی ہے۔

بیوی کے متعلق شوہر کو ہدایت

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم میں سے کسی شوہر پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور اسکے چہرے پر نہ مارو اور اس کو بددعا کے الفاظ نہ کہو۔

یاد رکھیئے! کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو ادا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا خوش گوار فریضہ ہے۔

عورت نے گھر کی دیکھ بھال، شوہر کی خدمت، بچوں کی پرورش اور نگرانی کی غیر معمولی ذمہ داریاں سنبھال کر بالکل قدرتی انداز میں شوہر پر اپنا یہ حق قائم کر دیا ہے کہ وہ اس کی ضروریات مہیا کرے اور اس کے ذہن ودماغ کو اس فکر سے آزاد رکھے اور اس کی بے مثال رفاقت سے آزاد رکھے اور اس کی بے مثال رفاقت اور

خدمات کی قدر کرتے ہوئے اسکو وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنے بلکہ اپنے سے اچھا کھلا پہنا کر خوشی محسوس کرے۔ جب عورت کا دل خوش ہوگا،تو ساری ذمہ داریاں اچھے طریقے سے انجام دے گی۔

شادی کے بعد عورت کا اصلی گھر

ارشادنبوی ہے:اِنَّ اَكْرَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسَنُكُمْ اِخْلَاقًا اَلْطَفُكُمْ اَهْلاً تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ مومن ہے جوتم میں سب سے اچھے اخلاق والا ،اور تم میں بیوی کے ساتھ بہت زیادہ لطف ومدارات اور ہمدردی کرنیوالا ہو۔

’’آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ انصار کی لڑکیوں کواجازت مرحمت فرمادیتے کہ وہ جاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگواور بات چیت کریں‘‘۔ مرداورعورت کاایک اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے اوراس کو ہمیشہ باقی رکھنا اور بڑھانا میاں بیوی کا اختیاری معاملہ ہےاور زوجین کے تعلقات کوخوش گوار رکھنے اورگھریلو مسرتوں کو بڑھانے میں اس بات کو بڑا دخل ہے کہ شوہر کو بیوی پر پورا پورا بھروسہ ہواور وہ اپنا گھر بار، مال ودولت سب کچھ اس کے ہاتھ میں دے کر مطمئن رہے، کہ بیوی اس کے مال کواسی کے گھر کی رونق بڑھانے ،اس کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت کے ساتھ خرچ کرے گی اور شوہر کے گھر بار کواپنی دلچسپیوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کراس کی نگرانی ،ترقی اور سدھار میں جی جان سے لگی رہے گی۔

شادی کے بعد عورت کا اصلی گھر شوہر کا گھر ہے،شوہر کی عزت اس کی عزت ہے،شوہر کی خوشحالی اس کی خوش حالی ہے،شوہر کی ترقی اس کی ترقی ہے،اورشوہر کی رسوائی اس کی رسوائی ہے۔

گھر والوں پر خرچ کرنا سب سے بہتر ہے

مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور’’ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،ایک دینار وہ ہے جوتم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ایک دینار وہ ہے جوتم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا۔ایک دینار وہ ہے جوتم نے فقیر کوصدقے میں دے دیااور ایک دینار وہ ہے جوتم نے اپنے گھر والوں پرصرف کیا۔ان میں سب سے زیادہ اجر وثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے جوتم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔‘‘

اسلام نے عورت کو روزی کی دوڑ دھوپ سے آزاد کردیا ہے تاکہ وہ پوری یکسوئی اوراطمینان کے ساتھ گھر میں رہ کر خانگی زندگی کے فرائض انجام دےاور یہ ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے کہ وہ کمائے اوراپنے بیوی بچوں کے لئے کھانے پینے کی ضروریات مہیا کرے۔اورانتہائی محنت اوردماغ سوزی سے کمائی ہوئی دولت خوشی خوشی ان پرصرف کرکے روحانی سکون ومسرت محسوس کرے۔

اگرعورت روزی کمانے کیلئے جائے تولڑکوں کو ماں کا پیاراورممتا نہیں ملے گی۔ بچوں کی تربیت اور پرورش کون کرے گا۔لیکن آج کے اس پرفتن دور میں جبکہ مغرب کامشرق پر پورا تسلط وغلبہ ہوگیا ہےاورطرح طرح کی برائیاں معاشرے میں جنم لے رہی ہیں وہیں عورت کا گھر اور بچوں کو چھوڑ کرنوکریاں کرنے کیلئے آفسوں اوربینکوں اور مارکیٹوں وغیرہ میں جانا جس سے غیروں سے اختلاط اور بے محابا ملنا،گفتگواور اٹھنا بیٹھنا یہ ساری چیزیں نسوانیت اورعورت ہونے کے منافی ہے کیونکہ اس کانتیجہ انتہائی برااورخراب ہے۔اور بیوی کی حیثیت ایک مزدور کی نہیں ہے کہ گھر کی حفاظت اور بچوں کی تربیت کے معاوضے میں اس کی ضروریات پوری کی جائیں بلکہ وہ ازدواجی زندگی میں مرد کی معاون اور باعزت رفیق ہے،اوران دونوں رفیقوں نے

خدا کے حکم کے مطابق اپنے کاموں کو تقسیم کرلیا ہے جس گھر کی وہ حفاظت کرتی ہے اور جن بچوں کی وہ پرورش کرتی ہے وہ اس کا اپنا گھر اور اپنے بچے ہیں اور اسی کام کے لئے خدا نے اسے موزوں صلاحیتیں دی ہیں۔ گھر کی آرائش، حفاظت اور ترقی کے لئے جن جذبات اور دلچسپیوں کی ضرورت ہے اور بچوں کی تربیت کے لئے جو سوز، محبت، صبر اور جانفشانی درکار ہے، اس سے مرد بالعموم محروم ہیں اور باہر کی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے وہ ان فرائض کو انجام نہیں دے سکتے۔ اس لئے عورتوں کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے، مردوں کو ٹھیک طرح انہیں پاکیزہ جذبات کے ساتھ عورتوں کی ان ضروریات کو فراہم کرنا ہے جن جذبات کے ساتھ عورتیں بچوں کی تربیت اور گھر کی نگرانی کرتی ہیں۔ مرد جو کچھ کماتے ہیں اس کا بہترین مصرف ان کے اہل وعیال ہی ہیں اور ان پر محبت وشفقت کے ساتھ صرف کرنے سے نہ صرف یہ کہ دنیا کی زندگی بنتی ہے بلکہ آخرت میں بھی اس پر بے پایاں اجر وانعام کا وعدہ ہے۔

شوہر کی نظر میں قابل قدر بیوی کون؟

بعض ناسمجھ بیویاں شوہر کے لائے ہوئے سامان اور اس کے دیئے ہوئے تحفوں کو بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں اور شوہر کے جذبات کو ٹھیس لگاتی ہیں۔

اس کے برخلاف اگر ان کے میکے یا میکے والوں کی طرف سے کوئی معمولی سی چیز بھی آجائے تو بار بار اس کا ذکر کرتی ہیں۔ بار بار شوہر کو اور شوہر کے رشتہ داروں کو جتاتی ہیں اور مختلف طریقوں سے اس کی اہمیت ظاہر کرکے شوہر اور شوہر کے گھر والوں کو اپنے میکے والوں کا احسان مند بنانا چاہتی ہیں اور اس رویہ کے پیچھے دراصل یہ خواہش کام کرتی ہے کہ شوہر کی نظر میں قدر وقیمت بڑھے۔ یہ رویہ انتہائی غیر حکیمانہ

ہے، اس طرح قدر وقیمت بڑھنے کے بجائے شوہر کی نظر میں بیوی گر جاتی ہے۔ اور اس کی ضروریات کی چیزیں مہیا کرنے میں پس وپیش کرتا ہے کہ جب میری لائی ہوئی ساری چیزیں حقیر اور معمولی سمجھتی ہے تو کاہے کو اس کے واسطے کچھ لانا جس کے نتیجے میں آئے دن لڑائی اور جھگڑا ہوتا ہے اور بچوں پر اسکا بہت ہی برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ہم تمام کو چاہئے کہ شوہروں کی لائی ہوئی چیزوں کی قدر کریں اس میں ہمارے لئے بھلائی اور ازدیاد محبت کا ذریعہ اور سبب ہے، اور شوہر کی نظروں میں وہی بیوی قابل قدر ہے جو شوہر کو دوسروں کا احسان مند بنانے کے بجائے دوسروں کی نظر میں شوہر کی قدر وقیمت بڑھائے۔ جو کچھ شوہر لائے اسی کی قدر کرے، اسی کو اپنا مال سمجھے اور اسی میں صبر وقناعت کے ساتھ خوشی خوشی گزارہ کرے، اور اس حکمت اور سلیقے سے گھر کا خرچ چلائے کہ کسی وقت بھی دوسروں کی محتاج نہ رہے۔

بناؤ سنگار عورت کا فطری حق ہے اور اسلام اس جذبے کو مٹاتا نہیں بلکہ اور ابھارتا ہے البتہ وہ اس جذبے کے لئے ایک مرکز مہیا کرتا ہے اور عورت کو تاکید کرتا ہے کہ اس کی ساری زیب وزینت اور رعنائی صرف اپنے شریک حیات کے لئے ہونا چاہئے۔ غیروں کے لئے زیب وزینت اور بناؤ سنگار کرنا جائز نہیں ہے مگر آج کل یہ دیکھا جاتا ہے کہ گھر میں شوہر کے سامنے تو میلا کچیلا کپڑا پہن کر چڑیل کی طرح رہتی ہیں اور جب گھر کے باہر نکلتی ہے تو نہا دھوکر اور عمدہ کپڑے پہن کر نکلتی ہیں اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

مغربی دنیا میں عورتوں کی بدترین زندگی

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلاَمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ oیٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَبِیْبِهِنَّ ، ذٰلِکَ اَدْنٰیٓ اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَ یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَّحِیْماً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ o

اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی چادر ڈال لیں اس طرح وہ بآسانی پہچانی جائیں گی۔ پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

عفت مآب پیاری ماؤں اور بہنو! قرآن کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ تمام مومن عورتوں کو پردے کا حکم دے رہے ہیں، اسلام ہی نہیں

بلکہ دیگر مذاہب میں بھی جو معزز گھرانے ہیں وہاں بھی پردے کا کسی نہ کسی درجہ میں اہتمام ہے۔ پردہ عورتوں کی بقائے حیاء کے لئے ایک بہت بڑا ہتھیار رہے۔ لیکن آج مغربی ملکوں نے آزادی نسواں کا نعرۂ مضرت رساں لگا کر اور برقع کو ایک جال اور قید سمجھ کر عورت کو قعر مذلت میں گرا دیا ہے اور (مجھے معاف کیا جائے) یورپ و امریکہ اور مغربی دنیا ہی نے نہیں بلکہ آج تو تمام جاہلی تہذیبوں میں خواہ شرقی ہوں یا غربی، قدیم ہوں یا جدید، عورت کو ایک کھلونا ہی سمجھا جا رہا ہے، ہوسناک نگاہیں اس کا تعاقب کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتیں جب تک عورت اپنے حقوق سے بے خبر اور محروم تھی اس وقت تک اسے محفل رقص و سرور بننے پر مجبور کیا جاتا رہا اور جب اسے اپنے حقوق سے آگاہی ہوئی تو پرانے شکاریوں نے اسے پھانسنے کے لئے نیا جال بچھا دیا۔ انہوں نے اپنا سارا فلسفہ اور زور قلم اس بات کے باور کرانے میں صرف کر دیا کہ اب تو آزاد ہے اور بن سنور کر گھر سے نکلے، اس کے بعد تیرا جی چاہے تو بازاروں اور شاہراہوں پر رہے، چاہے کسی قہوہ خانے کی آرائش میں اضافہ کرے، چاہے تو کسی شبینہ کلب میں یا بزم عیش میں اپنے حسن کی نمائش کرے کسی کو حق نہیں پہونچتا کہ تیری اس آزادی میں روڑا اٹکائے۔

نبی رحمت ﷺ کا مبارک ارشاد ہے ”اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ“ (عورتیں شیطان کی جال ہیں) جب عورتیں گھر سے نکلتی ہیں تو شیطان لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ کر کے پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسی لئے شریعت نے عورت کو بلا ضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کی ہے اور نکلنا بھی سادے کپڑوں میں ہو جو لوگوں کی حریص نگاہوں کا محور و مرکز نہ بنے۔ اسی میں عورت کی حیاء و عفت اور پاکدامنی کا راز مضمر ہے، جب عورت بن سنور کر نکلے گی تو اس سے طرح طرح کی برائیاں معاشرے میں جنم لیں گے آپ

ﷺ عورتوں کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَةِ النِّسَاءِ . اے اللہ میں عورتوں کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مغرب کی پرفریب تہذیب

اسلام میں عورتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں اور ہر قدم پر جس طرح ان کے فطری حالات اور تخلیقی خصوصیات کی رعایت کی گئی ہے،مغربی دنیا حقوق نسواں کے تحفظ ودفاع کے بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود اسکے آس پاس بھی نہیں پہنچ سکی ہے۔ مغرب میں آج خواتین کی تذلیل وتوہین اوران کی ہلاکت وبربادی کے جوروح فرسا واقعات پیش آرہے ہیں وہ ان فریب خوردہ بنات حوّا کیلئے عبرت کا سامان ہیں جو مغرب کی پرفریب تہذیب کے پیچھے بھاگنے کی کوشش کررہی ہیں۔

آج مغرب کی ترقی پسند عورت فریب خوردگی کے عالم میں اپنے آپ کو چاہے جو کچھ سمجھ رہی ہو لیکن حقیقت میں آنکھوں کو جو کچھ نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ اسے بازار میں بکنے والا سامان بنادیا گیا ہے۔انسان ہونیکے باوجود بازاروں میں اس کی تجارت بھی اسی طرح ہورہی ہے جس طرح دیگر پالتوں جانوروں کی تجارت ہوتی ہے ۔لوگ اسے کمپنیوں اور کارخانوں میں استعمال کررہے ہیں ،فلم ساز اسے فسق وفجور کی دعوت دینے والی ننگی وعریاں فلموں میں استعمال کررہے ہیں۔مقابلۂ حسن کا انعقاد کرنے والے انہیں حیاسوز پروگراموں میں استعمال کررہے ہیں اور میڈیا کے لوگ انہیں کپڑوں ،سامانوں حتی کہ کھانے پینے کی چیزوں کی بھاری خرید وفروحت کیلئے ٹی وی اسکرین پر حیاسوز شکل وہیئت میں پیش کررہے ہیں۔اسکے علاوہ مافیاؤں اورعزت وناموس کا کاروبار کرنے والوں کے ہاتھوں آج مغرب میں عورتوں کی جو درگت بنی ہوئی ہے اس کے بارے میں بہت زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مغربی خواتین کی زندگی کی تلخ حقیقت

سماج میں مساوات نسواں کی صورت حال پر بحث وتحقیق کرنے والے ایک ادارہ نے جو۲۰۰۴ء میں مغربی خواتین کی حقیقی صورت حال اور مغربی سماج میں ان کی قابل رحم حالت سے متعلق جو اعداد وشمار انٹرنیٹ پر پیش کئے تھے وہ بہر حال اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ مغربی ذرائع ابلاغ میں عورتوں کے حقوق کی بحالی اوران کے استحکام سے متعلق تمام تر مبالغہ آمیز پروپیگنڈہ کے باوجود مغربی خواتین آج بدترین زندگی جینے پر مجبور ہیں ۔مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک پر فریفتہ بعض لوگوں کی زبانیں اگرچہ آج بھی یہ بے بنیاد راگ الاپ رہی ہیں کہ مغربی سماج کی عورتیں آزاد ہیں اور وہ حقوق واختیارات کے معاملہ میں مردوں کے برابر ہوچکی ہیں تاہم اعداد وشمار کی روشنی میں مغربی خواتین کی جو صورت حال سامنے آتی ہے وہ کچھ دوسری ہی کہانی سناتی ہے۔مغربی خواتین کی زندگی کی تلخ حقیقتوں کو اجاگر کرنے والے کچھ اعداد وشمار پیش ہیں۔

امریکہ میں یومیہ جن خواتین کی عزت وناموس پر حملے ہوتے ہیں ان کی تعداد انیس سو ہے۔جن میں سے بیس فیصد خواتین اپنے کسی قریبی محرم کی جنسی زیادتی کا شکار بنتی ہیں۔امریکہ میں ہر سال اسقاط حمل کے ذریعہ یا پیدائش کے فوراًبعد جو بچے ماردیئے جاتے ہیں ان کی تعداد بیس لاکھ ہے۔

امریکہ میں ہونے والی شادیوں میں سے ساٹھ فیصد ازدواجی رشتے طلاق کے ذریعہ ختم ہوجاتے ہیں۔ برطانیہ میں ہر ہفتہ ایک سوستر نوجوان لڑکیاں زنا کاری کے ذریعہ حاملہ ہوجاتی ہیں۔اسپین میں پولیس کو ایک سال کے اندر عورتوں پر جسمانی تشدد کی پانچ سو شکایتیں موصول ہوئیں ۔جبکہ اس طرح کے تشدد میں ہر سال جان

سے ہاتھ دھونے والی خواتین کی تعداد تین سو پینسٹھ سے متجاوز تھی۔ ایک موقع پر برطانیہ میں عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے خلاف مظاہرہ میں پچاس ہزار اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین نے حصہ لیا۔

۱۹۹۷ء کے اعداد وشمار کے مطابق ہر تین سیکنڈ پر ایک عورت کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ سالانہ ساٹھ لاکھ عورتوں کو سنگین جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور صرف ایک سال میں چار ہزار عورتوں کو تشدد کے ان واقعات میں جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء کے دوران امریکہ میں تقریباً دس لاکھ عورتوں نے قحبہ خانوں میں اپنی عزتیں نیلام کیں۔

۱۹۹۵ء میں عصمت فروشی کے اڈوں اور ان کے لئے کام کرنے والے ذرائع ابلاغ کو پچیس سو ملین ڈالر کی آمدنی ہوئی تھی۔

۱۹۸۰ء امریکہ میں پندرہ لاکھ ترپن ہزار عورتوں نے اسقاط حمل کرایا۔ ان میں تیس فیصد نوجوان لڑکیاں، بیس سال کی عمر سے متجاوز نہیں تھیں۔ پولس کے مطابق اس طرح کے معاملات کی اصل تعداد بیان کردہ تعداد سے تین گناہ زیادہ ہوسکتی ہے۔

۱۹۸۲ء میں اسّی فیصد عورتیں مطلقہ ہوگئیں جو اپنے شوہر کے ساتھ پندرہ سالوں سے شادی شدہ زندگی بسر کررہی تھیں۔

۱۹۸۴ء میں امریکہ میں کسی خارجی امداد کے بغیر بچوں کے ساتھ تنہا زندگی گزارنے والی عورتوں کی تعداد اسّی لاکھ تھی۔ ۱۹۸۶ء میں ستائیس فیصد لوگوں کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تھا۔ اور وہ اپنی عورتوں کی آمدنی پر گزارہ کررہے تھے۔

۱۹۸۲ء میں ہر دس لاکھ عورتوں میں سے چھ سو پچاس عورتیں جنسی تشدد کا نشانہ بنی تھیں۔ امریکہ میں چھتّر فیصد بوڑھی عورتیں محتاجی کی زندگی بسر کرتی ہیں، اور پچاسّی فیصد بوڑھی عورتیں تنہا کسی معاون ومددگار کے بغیر زندگی گزارتی ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں

امریکہ میں عورتوں پر تشدد سے متعلق ایک جائزہ منظر عام پر آیا تھا اس میں کہا گیا تھا کہ امریکی عورتیں جسمانی تشدد جھیلنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔ اس جائزہ میں بتایا گیا تھا کہ اکتالیس فیصد عورتیں اپنی ماؤں کے ہاتھوں جسمانی زیادتی کا شکار ہوئیں۔ جبکہ چوالیس فیصد عورتیں اپنے والد کے ہاتھوں زدوکوب کی گئیں۔ اسی طرح چوالیس فیصد عورتوں نے یہ گواہی دی تھی کہ ان کی نگاہوں کے سامنے ان کے باپوں نے ان کی ماؤں کو جسمانی تشدد کا شکار بنایا۔ ایک اور جائزہ کے مطابق ۱۹۸۵ء میں دو ہزار نو سو اٹھائیس امریکی اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔ ان میں ایک تہائی تعداد ان عورتوں کی تھی جو اپنے شوہروں کے ہاتھوں قتل کی گئی تھیں۔ امریکہ جیسے خود کو متمدن کہنے والے ملک میں عورتوں کو عام تشدد کا نشانہ جس بڑے پیمانے پر بننا پڑتا ہے اور خاص طور پر وہاں ازدواجی رشتے کس قدر عدم استحکام اور انتشار کا شکار ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو جسمانی اذیت پہنچانے والے ہر چار افراد میں سے تین ان کے شوہر ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے جائزے میں یہ چونکانے والی صورت حال سامنے آئی ہے کہ اپنے کسی قریبی مرد کے ہاتھوں تشدد کا شکار بننے والی عورتوں میں سے انہتر فیصد وہ عورتیں ہیں جن کے شوہروں نے ان سے علاحدگی اختیار کرلی ہے یا انہیں طلاق دے دی ہے۔ جب کہ اکیس فیصد عورتیں ایسی ہیں جو شادی کے بندھن میں بندھے رہنے کے بعد اپنے شوہروں کے ہاتھوں زدوکوب کی جاتی ہیں۔

امریکہ میں پچاس فیصد شوہر اپنی بیویوں کو مارتے ہیں

تحقیقات سے یہ بات بھی ثابت ہوچکی ہے کہ امریکی معاشرہ میں مارپیٹ کے ذریعہ جو عورتیں زخمی ہوجاتی ہیں ان میں ایک بڑی تعداد ان عورتوں کی ہے جو

اپنے شوہر یا کسی قریبی رشتہ دار کے ہاتھوں مار پیٹ سے زخمی ہوتی ہیں۔ نیز زدوکوب کا شکار بننے والی عورتوں کی تعداد مجموعی طور پر سڑک حادثات، جنسی تشدد اور لوٹ مار کے واقعات میں متاثر ہونے والی عورتوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ امریکہ کی سماجی صورت حال کے مطالعہ میں یہ بات بھی سامنے آچکی ہے کہ ہر چار میں سے ایک عورت اپنے ساتھی مرد کے ہاتھوں تشدد کا شکار بننے کے بعد اپنے فیملی ڈاکٹر سے علاج ومعالجہ کیلئے رجوع کرتی ہے۔ ایک دوسری تحقیق جو امریکہ میں رہائش پذیر چھ ہزار خاندانوں پر کی گئی تھی، اس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ پچاس فیصد لوگ جو اپنی بیویوں کو باقاعدگی کے ساتھ مارتے پیٹتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کو بھی باقاعدگی کے ساتھ مظالم کا شکار بناتے ہیں۔ امریکی معاشرہ کی اس بھیانک صورت حال اور انتشار وانارکی کی وجہ سے وہ بچے جنہوں نے نوعمری ہی سے اپنے باپوں کے تشدد پسند رویے کو دیکھا ہے آگے چل کر ان کے ذریعہ تشدد رویہ اپنانے کے امکانات ان بچوں کے مقابلے میں تین گنا بڑھ جاتے ہیں جنہوں نے اس طرح کے مار پیٹ کے وحشت ناک مناظر کو نہیں دیکھا۔

مغربی دنیا میں عورتوں کی تباہی اور پستی

مغرب میں اس طرح کے تشدد کے واقعات کے عام ہونے کی وجہ سے خاندانی نظام کا جوتانا بانا بکھرتا جارہا ہے اس کا اعتراف وہاں کے بعض سنجیدہ لوگوں کو بھی ہے اور وقتاً فوقتاً اس کے تدارک کیلئے وہ آواز بھی بلند کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسپین نژاد مفکر ڈاکٹر سائمونس مور کا یہ ماننا ہے کہ آج مغرب میں مرد وعورت کے باہمی تعلقات میں جو دراڑیں پڑتی دکھائی دے رہی ہیں اس کے نتیجہ میں سماجی ابتری وانتشار کے علاوہ کسی بہتر صورت حال کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ''مغربی دنیا کی عورتوں کی صورت حال سے متعلق اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ آج مغربی سماج کی عورت اپنی زندگی کے سب سے بدبختانہ دور سے گزر رہی ہے۔

آج مغربی سماج کی بعض عورتوں کی زندگی میں جو ظاہری چمک دمک دکھائی دے رہی ہے اس کی وجہ سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغرب میں عورت آزاد ہے۔ میرے نزدیک اس آزادی کا مطلب یہ ہے کہ مردوں نے شادی کے بندھن میں بندھے بغیر عورتوں کا جنسی استحصال کر کے انہیں پستی وتباہی کے گڑھے میں دھکیلنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ جب کہ عورتیں اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ آزاد ہیں۔

اب تو مغربی سماج میں بھی کھلے عام اس بات کا اعتراف ہونے لگا ہے کہ مغرب کی عورت دنیا کی عورتوں کے لئے نمونہ نہیں ہے کیونکہ وہ مردوں کے ساتھ بدترین کشیدگی کے دور سے گزر رہی ہے۔''

عورتوں کا حال کتے اور بلیوں سے بھی بدتر

کم وبیش اسی طرح کے احساسات فرانس میں شعبۂ حقوق نسواں کی سکریٹری میشال اندریہ کے بھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ''آج مغرب کی عورتوں سے زیادہ بہتر حال تو یہاں کے کتے اور بلیوں کا ہے کہ کوئی شخص اگر سرراہ اپنے کتے کو مار رہا ہو تو کوئی دوسرا شخص حیوانات کی دیکھ بھال سے متعلق ادارہ میں اس کی شکایت کرنے کیلئے دوڑا جاتا ہے، لیکن اگر کوئی سڑک پر اپنی بیوی کو مار رہا ہو تو کوئی اس کا نوٹس بھی نہیں لیتا'' وہ مزید کہتی ہیں کہ ''میں مغربی سماج کو یہ سمجھانا چاہتی ہوں کہ عورتوں کو زدوکوب کئے جانے کا مسئلہ بھی اس قدر سنگین ہے کہ اسے عدالت تک پہنچایا جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ لوگ عورتوں کی ایسی تذلیل کے واقعات کو معمول کے واقعات نہ سمجھیں۔''

اسلام میں عورت کی عزت اور ناموس کی حفاظت

آج ہر معاملہ میں مغرب کی نقالی کی تلقین کرنیوالوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا مذکورہ حالات اور اعداد و شمار سے ظاہر سنگین صورت حال کے باوجود مشرق کی مسلم خواتین کو مغربی خواتین کی راہ چلنے کا مشورہ ان کو ترقی سے ہمکنار کرے گا یا تباہی و بربادی کے دلدل میں دھکیلے گا؟ مغربی خواتین کے حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد بلاخوف و تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آج مشرق کی مسلم خواتین پردہ میں رہ کر، دین کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے، اپنے عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے، اپنے والدین، بھائی اور شوہر کے عطا کردہ تحفظ و سلامتی کی چہار دیواری کے اندر استحصال اور بدسلوکی کی زندگی جینے والی مغربی خواتین سے بدرجہا بہتر ہیں۔ گھر سے باہر کام کے بوجھ اور گھر کے اندر مردوں کے اذیت ناک سلوک کو جھیل رہی مغربی خواتین کسی طرح بھی مسلم خواتین کو حاصل ہونے والی عزت و سربلندی کو نہیں پا سکتی ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

بشکریہ ماخوذ از ماہنانہ مجلّہ طوبیٰ، دسمبر 2008ء
مضمون نگار مولانا فضل الرحمٰن ندوی

مغربی دنیا میں خواتین کا استحصال

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . وَلاَ يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

''اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگار''۔

میری معزز خواتین ماؤں اور بہنو! ۔آیت مذکورہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں عورتوں کو صرف پاؤں زور سے زمین پر مارنے سے منع نہیں کیا بلکہ ان تمام چیزوں سے روکا گیا ہے جو نامحرموں کو توجہ کا مرکز بنا دے بھڑکیلے لباس پہن کر تیز خوشبو لگا کر مجمع عام میں عورت کیلئے جانا جائز نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ مسجد سے آرہی ہے اور اس سے خوشبو پھوٹ رہی ہے تو

پوچھا کہ تو مسجد سے آرہی ہے اس نے کہا ہاں پھر پوچھا کیا خوشبو لگا رکھی ہے اسنے کہا ہاں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَمِعْتُ حَبِيبِيْ اَبَا الْقَاسِمِ يَقُوْلُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ اِمْرَأَةٍ طَيِّبَةٍ لِهٰذَا لْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ. ’’میں نے اپنے حبیب ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں تیز خوشبو لگا کر جائے جب تک کہ وہ گھر لوٹ کر غسل جنابت نہ کرے‘‘۔

اس کے علاوہ متعدد حدیثوں میں آپ ﷺ نے عورتوں کو زرق و برق لباس پہن کر گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عورتیں

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر سے تو محبت کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کو اپنے گھر میں گھر گرہستی کا کام کرنا جہاد کے رتبے کو پہنچاتا ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو، اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

لیکن افسوس صد افسوس حقوق نسواں کے ان ٹھیکیداروں اور آزادی نسواں کے علم برداروں کے سرابی دعوؤں اور نعروں کے باوجود خواتین کی حالت روز بروز خراب ہوتی ہی چلی جا رہی ہے۔ آزادی نسواں اور حقوق کی بحالی کے نام پر معاشرے میں فساد، عیاشی، فحاشی اور عریانیت کا بازار گرم ہے۔ آزادی کے نام پر عورتوں کو ان کے محفوظ گھروں سے نکال کر ہوٹلوں، پارکوں، سڑکوں، سینما گھروں اور نہ جانے کتنے

مقامات پر پہنچا دیا گیا ہے۔ ان کے جسم سے مہذب و باوقار لباس نوچ کر لباس کے نام پر چند چیندیاں پہنا دی گئی ہیں۔ ان کے سر کی چادر جو عفت مآبی اور عصمت کی دلیل تھی تار تار کر کے پالتوں کتوں جیسا پٹہ ان کے گلے میں لٹکا دیا گیا ہے۔ عریانیت اور بے لباسی آج کی عزت دار کہلانے والی خواتین کا طرہ امتیاز بن گئی ہے۔

نیک بخت عورت سب سے اچھا خزانہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حمل گر جائے وہ بھی اپنی ماں کو گھسیٹ کر بہشت میں لے جائے گا جبکہ ثواب سمجھ کر صبر کرے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہو جائے اور جب خاوند کوئی کام اس کو بتائے تو حکم بجالائے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

آج خود انحصاری اور سلف ڈپنڈنٹ ہونے کے رجحان نے خواتین کے دل سے خاندان اور گھر کی اہمیت ختم کر دی، خود کفیل ہو جانے والی اکثر خواتین ازدواجی زندگی کو مصیبت تصور کرنے لگیں ہیں اور ایک خاندان کی تشکیل سے گھبرانے لگی ہیں۔ کھاؤ پیو مست رہو، عیش اور عیاشی کرو کے نظریئے پر زندگی گزارنے کو ترجیح دینے لگی ہیں جس کی وجہ سے اپنے فطری و صنفی فرائض کی ادائیگی سے منہ موڑنے لگیں اور مغربی تہذیب و تمدن کے سایہ عاطفت میں پناہ ڈھونڈنے لگی ہیں۔

آزادی کی اس بے مہار دوڑ میں ہمارے اکثر مسلم گھرانوں کی خواتین بھی شامل ہو چکی ہیں، اپنے اسلامی تشخص و اقدار کو اولڈ فیشن سمجھ کر کہیں کونے میں ڈال دیا ہے اور حضور پاک ﷺ کے بتائے ہوئے پاک طریقوں کو اپنی زندگی کے ہر شعبے سے نکال کر مغربی تہذیب و تمدن کے علم برداروں کو اپنا خدا اور رہبر اعظم بنا لیا ہے۔

چار چیزیں دنیا و آخرت کی بڑی نعمت

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہو گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی دولت مل گئی۔ ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو۔ دوسری زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے۔ تیسرے بدن ایسا کہ بلا و مصیبت پر صبر کرے۔ چوتھے بیوی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا و فریب نہ کرے۔

عریانیت و بے حیائی کی اس عام فضا میں معاشرہ کا ہر شعبہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہا ہے۔ ہر تاجر خواتین کی عریانیت سے اپنی دکان چمکا رہا ہے۔ تجارت کے فروغ میں عورت کا وجود ایک خاص ہتھکنڈہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آج عورت کا وجود اتنا بے وقار اور بے بضاعت ہو کر رہ گیا ہے کہ عورتوں کو ہر ہر قدم پر اپنی اس نام نہاد آزادی کا خوب خراج ادا کرنا پڑ رہا ہے۔

ایک عورت کی بدکاری ہزار مردوں کی بدکاری کے برابر

اپنے گھر میں شان سے حکومت کرنے والی اور اپنے جائز محرم مرد یعنی شوہر کے دل پر راج کرنے والی شریف عورت جب اپنے گھر سے نکل گئی تو اس کا خاص مطمع نظر ہزاروں اجنبی مردوں کے دلوں پر راج کرنا بن گیا۔ انہی کے لئے خود کو سنوارنا اور اپنی بے لباسی و عریانیت کے ذریعہ، غیر مردوں کو مدہوش کرنا اور ان کے جذبات کو برانگیختہ کرنا، ان کا اہم مقصد حیات بن گیا۔ بیوٹی پالروں کے چکر اور خود کو حسن کے ہتھیاروں سے لیس کرنا فریضہ حیات بن گیا۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ رحمت فرماوے پائجامہ پہننے والی عورتوں پر۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کے برابر اور نیک عورت کی نیکوکاری ستر اولیاء کی عبادت کے برابر ہے۔

اجنبی عورت کی پہچان

ایک باعزت اور باعصمت عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے وجود کی حفاظت کے لئے اور اپنے مستقبل کی حفاظت کے لئے شرم و حیا کا پیکر بنی رہے۔ اور بے حیائی سے دور رہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مغربی تہذیب نے مسلم خواتین میں بھی جو بے قید و بے مہار آزادی کا زہریلا انجکشن لگا دیا ہے اسکے زہر نے عورتوں کی پوری حیات کا رخ غلط سمت میں موڑ دیا ہے۔ پورے معاشرے میں عدم توازن کی فضا عام ہو گئی ہے جس کے زہریلے نتائج ہر لمحہ رونما ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں حضور ﷺ کے ان ارشادات پر غور کرنا چاہئے۔

حدیث میں ہے کہ ’’فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال سے اس کو ناخوش کر کے اس کی کوئی مخالفت نہ کرے۔

عورتوں میں شرم و لحاظ اور قناعت اچھی خصلت

مساوات مرد و زن کے نام پر کس طرح خواتین کا استحصال کیا جا رہا ہے اور دونوں اصناف کے مابین ہر شعبے میں کس قدر تضاد ہے۔ ایک لباس پر ہی نگاہ ڈالیں مردوں نے اپنے لئے کیسا ساتر اور مکمل لباس اختیار کیا ہے اور عورتوں کے لباس میں مسلسل قطع و برید جاری ہے۔ جن اعضاء کو کھولنا باعث شرم و تحقیر نسوانیت سمجھا جاتا تھا آج جسم پر کم سے کم لباس باعث فخر بن گئے۔ مردوں نے خود تو اپنے لئے موسم کی مناسبت سے لباس منتخب کیا ہے اور عورتوں کو سخت سردی میں بھی پورا جسم ڈھانکنے کی اجازت نہیں، ننگی ٹانگیں، ننگا سر۔ مرد خود تو ڈھیلا ڈھالا آرامدہ لباس استعمال کرتا ہے اور

خواتین کیلئے اس قدر چست اور تکلیف دہ لباس کا فیشن وضع کیا ہے کہ جسم کا ایک ایک عضو اپنی پیائش کا منہ بولتا ثبوت ہو۔لباس کی تنگی نہ سکون سے بیٹھنے دے اور نہ کھل کر سانس لینے دے۔خود تو موٹے سے موٹا کپڑا پہننا معیوب نہیں سمجھتا مگر عورتوں کے لئے باریک سے باریک تر لباس کا انتخاب کرتا ہے۔تاکہ وہ عریانیت کی مکمل تصویر بن جائے۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو کیونکہ ان کی بول چال خاوند کے ساتھ نرم ہوتی ہے یعنی شرم وحیاء کی وجہ سے بدلحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور ان کو تھوڑا اخرچ دے دو تو خوش ہو جاتی ہیں۔معلوم ہوا کہ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے وہ جنتی ہے۔

مغربی تہذیب نے بدکاری وحرام کاری کی فضا پیدا کردی

میری پیاری بہنو! ذرا انصاف سے غور کر کے بتاؤ کہ کیا یہی تمہاری آزادی ہے اور یہی تمہاری اعلیٰ تعلیم وتہذیب کا معیار ہے، یہی تمہاری ترقی ہے، ہاں اگر اس نام نہاد ترقی کا نام فنون لطیفہ، رقص وموسیقی، عریانیت وبے حیائی ہے تو بلاشبہ آج خواتین بام عروج پر جا پہنچی ہیں، مگر اس ترقی کے حصول کیلئے اپنی قیمتی ونایاب اشیاء کو قربان کرنا پڑا ہے اور اس ترقی کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط نے جنسی آوارگی کا رجحان پیدا کردیا، بدکاری اور حرام کاری کی فضا عام ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کی خصوصاً مسلم خواتین کی حفاظت فرمائے اور شریعت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ☆

اسلام نے انسانی معاشرے کی بنیاد

کنبہ پر رکھی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

’’مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی اللہ نے دی ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے۔انہوں نے اپنے مال‘‘

معزز خواتین اسلام! میں نے ابھی ابھی قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اور اس کا ترجمہ کیا۔اس میں یہ بتلایا گیا کہ مرد کا درجہ عورت کے درجہ سے بڑھا ہوا ہے

اوراس کی دو وجہیں ذکر کی گئی ہیں ایک وہبی ایک کسبی، وہبی وجہ یہ ہے کہ مرد اپنی جسمانی قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں بلاشبہ عورت سے بڑھا ہوا ہے اور کسبی وجہ یہ ہے کہ بیوی کے جملہ اخراجات اور ان کے آرام وآشائش اور ان کی حفاظت وصیانت کی تمام ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے۔

اس آیت کریمہ کا ایک شان نزول ذکر کیا گیا ہے کہ ایک صحابیہ نے اپنے خاوند کی نافرمانی بہت کی آخر مرد نے اس کو ایک طمانچہ مار دیا بیوی نے اپنے باپ سے شکایت کی باپ نے جا کر آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدلہ لے لو۔ پھر اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ چاہا اللہ نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ چاہا وہی خیر ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے عورت و مرد کے برابر حقوق بیان کرنے کے بعد مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی ہے۔ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے) اسلام نے انسانی معاشرے کی بنیاد کنبہ پر رکھی ہے جس کا سربراہ شوہر کو بنایا ہے۔ جس طرح ایک ریاست اور صوبہ کا ایک حاکم اعلیٰ اور نگراں ہوتا ہے۔ جس میں فوج و رعایا ہوتی ہے اور اس کے ذمہ حاکم اعلیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری ہوتی ہے اور اسی وجہ سے رعایا کو سکون ملتا ہے۔ اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اس طرح گھر کے ایک چھوٹے سے کنبہ کیلئے ایک حاکم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کا نگران ہو اور مرد ہی کے اندر ان امور کی انجام دہی کیلئے عمدہ صلاحیتیں اور استعدادیں موجود ہیں نہ کہ عورتوں میں یہی وجہ ہے کہ مرد ہی کو گھر کا سربراہ اور حاکم بنایا گیا ہے۔ جب مرد کو گھر کا حاکم بنا دیا گیا ہے تو بیوی کیلئے ضروری ہے کہ اس

کی اطاعت و فرماں برداری کرے اور اس میں اس کے لئے کامیابی، دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ شوہر کا بیوی پر بہت بڑا احسان ہے۔

شوہر کو دیکھ کر مسکرانے پر ایک حج کا ثواب

مسند احمد میں ہے کہ ایک بار کسی انصاری رضی اللہ عنہ کا اونٹ بگڑ گیا اور دیوانہ ہو گیا وہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا تھا۔ اونٹ والے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی۔ آپ ﷺ پہنچے تو اس وقت اونٹ ایک باغ کے کونے میں کھڑا تھا، آپ ﷺ اس اونٹ کی طرف تنہا تشریف لے جانے لگے۔ ان لوگوں نے عرض کیا، حضور ﷺ آپ تنہا اونٹ کے پاس تشریف نہ لے جایئے اونٹ کتے کی طرح باؤلا ہو رہا ہے۔ ''مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔'' یہ کہتے ہوئے آپ تنہا اونٹ کے پاس جا پہنچے۔ اونٹ نے آپ کو دیکھا تو نہایت عاجزی سے آپ ﷺ کے قریب آیا اور آ کر اپنا سر حضور ﷺ کے قدموں میں جھکا دیا اور ایسا نرم پڑ گیا کہ پہلے کبھی ایسا نرم اور فرماں بردار نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کام پر لگا دیا۔ لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بولے، یارسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ جانور ہوتے ہوئے آپ کو سجدہ کر رہا ہے تو ہم انسان ہیں ہم تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، اتنا عظیم کہ اگر شوہر کا پورا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹ لے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

ایک مومن عورت کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ شوہر کا دل اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے اس کی ساری تھکان ختم ہو جائے اور بیوی شوہر کے سامنے رنجیدہ اور

"عَبُوساً قَمطَرِیراً"، نہ بنی رہے ایک حدیث میں ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو دیکھ کر مسکرا دے تو اس کو ایک حج کا ثواب ملے گا۔ ایک عورت کے اخلاق وکردار کا اثر یہ ہوتا کہ اگر اس کے اخلاق اچھے ہوں تو پورا گھرانہ اور قبیلہ متاثر ہوتا ہے اور اگر اخلاق بگڑے ہوئے ہوں تو پورا گھرنہ اور قبیلہ اخلاقی انارکی کا شکار ہوجاتا ہے۔

شوہر کی عزت اور احترام

شوہر کی عزت کا غیر معمولی خیال، اس کے گھر بار سے دلی لگاؤ، اس کی دولت کا درد، کفایت شعاری اور سلیقہ، خیر خواہی اور وفاداری عورت کی وہ، خوبیاں ہیں جن سے ایک بیوی شوہر کا دل جیت لیتی ہے، اور ایک با اختیار ملکہ کی حیثیت سے پورے گھر میں حکومت کرتی ہے اور اپنی نگرانی اور حفاظت میں گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔

شوہر کسی معاملے میں قسم کھانے کی جرأت اسی بیوی کے اعتماد پر کر سکتا ہے جو اپنی وفاداری، خیر خواہی اور فدا کارانہ رویئے سے شوہر کو یقین دلا دے کہ وہ شوہر کی عزت وناموس قول وقرار اور عہد وپیمان کو ہر قیمت پر پورا کرنے ہی میں اپنی سعادت سمجھے گی اور صرف اپنے شوہر کی بن کر اپنی عزت وآبرو اور اس کے مال ودولت کی نگرانی میں ایک وفادار، خیر خواہ اور کفایت شعار بیوی ثابت ہوگی۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا آتا ہے جو ہمارے لئے نصیحت سے بھرا ہوا ہے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان ہیں یہ مدینہ میں آئے اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسے سمیٹ دیا۔ جب ابوسفیان نے یہ دیکھا تو بولے بیٹی کیا بات ہے بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے بستر کے لائق نہیں سمجھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ مشرک اور نجس ہیں اور یہ آپ ﷺ کا بستر پاک ہے آپ اس پر نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔

سخاوت بھی عورت کا زیور ہے

رسول اللہ ﷺ نے قریش کی عورتوں کو عرب کی ساری عورتوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے لیکن اسکی فضیلت کی وجہ نہ ان کی خاندانی برتری ہے، نہ مال ودولت ہے اور نہ ان کا حسن وجمال، بلکہ آپ نے فرمایا:

قریش کی عورتیں کیا ہی اچھی ہیں بچوں پر سب سے زیادہ مہربان اور شوہر کے گھر بار کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔

قریشی عورتوں میں جو عورتیں اپنی سخاوت اور فیاضی میں بہت مشہور تھیں وہ بھی اپنے شوہر کے مال واسباب کی نگرانی اور حفاظت میں نہایت محتاط تھیں، کسی ضرورت مند کو دینے کسی کو ہدیہ بھیجنے اور کسی کو شوہر کے مال سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینے میں بھی شوہر کی مرضی حاصل کرنے کو ضروری سمجھتی تھیں۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے اگر کوئی عورت اس حال میں رہے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو تو وہ عورت دوزخ میں جائے گی۔ دنیا میں عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے یہی وجہ کہ اگر شوہر کا انتقال ہوجائے تو اس کو شریعت نے چار مہینے دس دن تک سوگ (غم) منانے کیلئے پابند کیا ہے جس میں نہ وہ خوشبو لگا سکتی ہے نہ عمدہ کپڑے پہن سکتی ہے اور نہ ہی باہر جاسکتی ہے لیکن کسی اور رشتہ دار کے مرنے پر اس کو اتنا سوگ منانے کی اجازت نہیں ہے۔

نفاست اور پاکیزگی عورت کی خوبی

نفاست، پاکیزگی اور صفائی، سلیقے کا اہتمام مسلمان خاتون کی امتیازی خوبی ہے، اور ان خوبیوں سے محروم، گندگی، پھوہڑ، بدسلیقہ بیوی اسلام کی نظر میں اچھی بیوی

نہیں ہے۔ گھریلو زندگی میں تو ان خوبیوں کی اہمیت اس درجہ ہے کہ اگر کوئی عورت ظاہری حسن وجمال سے محروم ہو وہ بھی اپنی سلیقہ شعاری اور ہنرمندی سے شوہر کیلئے پیار ومحبت کا مرکز بن سکتی ہے۔

پھر سلیقہ مندی اور آرائش وزیبائش کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ عورت دولت مند ہو، اور گھر میں ہر طرح کا قیمتی سامان موجود ہو بلکہ خدا نے جس کو جو کچھ دے رکھا ہے، اسی کو صفائی اور حسنِ ذوق سے گھر کے سجانے اور بنانے پر صرف کرے اور اسی کو سلیقے اور قرینے سے اس طرح استعمال کرے کہ بے احتیاطی اور پھوہڑ پن سے کوئی چیز ضائع اور برباد نہ ہو۔ ہم کو اس سلسلے میں صحابیات کی زندگی اور ان کے رہن سہن کو دیکھنا ہے کہ کیسی غربت کی زندگی بسر کرتی تھیں لیکن کبھی شکوہ وشکایت کا ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاتی تھیں۔

میں اس وقت خواتین جنت کی سردار اور اور آپ ﷺ کی چہیتی ولاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تنگدستی وفاقہ کشی کا ایک واقعہ سناتی ہوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ میں گھٹے اور سینے میں داغ پڑ گئے تھے۔ ایک مرتبہ پدر بزرگوار کی خدمت میں پہونچ کر خادمہ کی درخواست کرتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا ابھی صفہ کے غریبوں کا انتظام نہیں ہوسکا ہے تمہاری درخواست کیونکر منظور ہوں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔

پاکی صفائی آدھا ایمان ہے

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر کے باہر کا کام کاج کرتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر کی صفائی ستھرائی وغیرہ کا کام انجام دیتی ہیں عورت

اگر چاہے تو گھر کی صفائی وستھرائی کو اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرہ) بے شک خدا ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو بہت زیادہ پاک وصاف رہتے ہیں‘‘۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (مسلم) یعنی آدھا ایمان تو یہ ہے کہ آدمی کی روح، شرک والحاد، کفر ومعصیت اور بداخلاقی سے پاک صاف ہو اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی کو ظاہری صفائی، پاکیزگی اور سلیقہ مندی حاصل ہو۔

صفائی، سلیقہ اور آرائش وزیبائش محض ایک خانگی ضرورت ہی نہیں بلکہ دین ومذہب کا تقاضہ بھی ہے، بدن اور لباس کی پاکی اور صفائی، شوہر کی خاطر بناؤ سنگار، گھر کے ساز وسامان کا سلیقے سے استعمال اور حفاظت، مسلمان بیوی کی وہ خوبیاں ہیں جن سے وہ محض اپنے شوہر ہی کو خوش نہیں کرتی بلکہ اپنے خاوند اور اپنے رسول ﷺ کو بھی خوش کرتی ہے اور اپنی عاقبت بھی سنوارتی ہے۔

عورت کے فرائض

شادی کے بعد عورت کا اصل گھر اس کے شوہر کا مسکن ہے اور یہی اس کی اصلی پناہ گاہ ہے اور شوہر کے ساتھ رہ کر عورت کی جیسی بہتر حفاظت ہوسکتی ہے وہ کسی اور طریقہ پر ممکن نہیں ہے۔ عورت کو شوہر کے یہاں قدم رکھتے ہی یہ طے کر لینا چاہئے کہ مجھے آخری دم تک اپنی زندگی اسی شوہر کے ساتھ گزارنی ہے، جس کو خدا نے میرا رفیق زندگی بنایا ہے۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء) ’’نیک بیویاں شوہر کی اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق اور امانتوں کی حفاظت کرتی ہیں۔‘‘

یہ مختصر سی آیت ایک صالح اور پاکیزہ بیوی کے فرائض کو انتہائی جامع انداز میں واضح کرتی ہے۔ آپ غور کریں گی تو محسوس ہوگا کہ قرآن حکیم نے اس مختصر سی آیت میں میاں بیوی کے تعلق کی اہم دفعات کو سمیٹ دیا ہے اور ان حقیقتوں کی طرف رہنمائی کی ہے جو کسی خاندانی نظام کو استوار رکھنے کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

"حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ" سے مراد ان تمام چیزوں کی حفاظت کرنا ہے جو امانت کے طور پر عورت کے پاس رہتی ہیں اور عورت کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی غیر موجودگی میں ان کی پوری پوری حفاظت اور نگرانی رکھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَا تَصُوْمُ امْرَءَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔" (ابوداود)

حدیث پاک کی روشنی میں بیوی کے یہ فرائض چھ عنوانوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ شوہر کی اطاعت، آبرو کی حفاظت، شوہر کی رضاجوئی، شکر گزاری اور احسان مندی، شوہر کے گھر بار اور مال کی حفاظت، صفائی، سلیقہ اور آرائش۔

حقیقت یہ ہے کہ گھر کے بننے بگڑنے کا بڑا دارومدار بیوی کے طرزِ عمل پر ہے اگر بیوی کا کردار اچھا نہ ہو تو گھر کے بننے کے امکانات کم اور بگڑنے کے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اگر بیوی کا کردار اچھا ہے تو پھر کوئی چیز اس گھر کو جنت کا نمونہ بننے سے روک نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو ان باتوں پر عمل کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ایک منفرد مقام ومرتبہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

آپ مژدہ سنا دیجئے مومنین کو کہ اللہ کی طرف سے ان کیلئے بڑا فضل ہے۔

میری عفت مآب ماؤں اور بہنو! آج آپ ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ کا تذکرہ کر رہی ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری معزز خواتین! آپ ﷺ جب دنیا میں رونق افروز ہوئے، اس وقت

آپ ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ ﷺ نے پیدائش کے بعد چند دن تک اپنی ماں حضرت آمنہ کا دودھ پیا پھر آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی باندی ثویبہ نے چند دن دودھ پلایا اور اسی ثویبہ نے ہی آپ ﷺ کی ولادت کی بشارت ابولہب کو دی تو ابولہب نے اس خوشخبری کے نتیجہ میں ثویبہ کو آزاد کر دیا چونکہ عرب کا دستور تھا کہ بچوں کو کسی دودھ پلانے والی کے سپرد کر کے بدوی قبائل میں پرورش کراتے تھے۔اسی قاعدے کے مطابق بنو سعد کی ایک خاتون حلیمہ سعدیہ کی سعادت وخوش بختی کہ مکہ آئیں اور سردار دو جہاں کو لیا اور سواری پر سوار کر کے لے چلیں۔تمام سواریوں سے آگے بڑھ گئی،اور جب اپنے گاؤں میں پہونچی تو اور بھی بیشمار برکات کا مشاہدہ کیا،یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے یہاں آپ ﷺ کو کچھ کم وبیش پانچ سال تک رکھا۔

اللہ اللہ حلیمہ سعدیہ کا نصیب!جن کی گود میں سرکار دو عالم ﷺ آئے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان پاکیزہ اور بزرگ ہستیوں میں ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں تحریر فرمایا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ.

ترجمہ: بہرحال وہ لوگ جو سعادت مند ہوئے وہ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر جو تیرا رب چاہے اور (یہ) بے حساب عطاء (خداوندی) ہے۔

گویا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو جہاں یہ شرف عظیم حاصل ہے کہ وہ محسن کائنات حضور اکرم ﷺ کی رضاعی ماں (دودھ پلانے والی) کہلائیں،وہیں حضرت سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ قیامت کے دن ان کا شمار ان صفِ اول

کے جنتی لوگوں میں ہوتا ہے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کی گود اور سینہ سے محسنِ کائنات ﷺ کو سکون وطمانیت حاصل ہوئی ہو وہ اس قیام کی ضرور مستحق ہوں گی۔

بیہقی دلائل النبوۃ جلد نمبر ایک،صفحہ ایک سو تینتیس میں روایت ہے کہ حضور ﷺ کی رضاعی ماں ''حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بڑی عظیم تاریخ ہے،عورتوں کی تواریخ میں سیرت نبوی کی کتب اور سوانح اور طبقات کی کتابوں میں آپ کے تذکرے خوب پھیلے ہوئے ہیں اور یہ تمام آپ کی فضیلت اور آپ ﷺ کے ان کے ساتھ بے انتہاء رعایت ومحبت ملحوظ رکھنے پر دلالت کرتے ہیں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے روایت کی ہے۔

آپ ﷺ کی سعدیہ رضی اللہ عنہا سے محبت،اکرام اور عنایات

محسن انسانیت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ حضرت نبی ﷺ بڑے ملنسار اور محبت کرنیوالے انسان تھے جو بھی آپ کے ارد گرد ہوتا اس سے اچھا سلوک فرماتے اور تحفوں سے ان کو نوازتے جو بھی ملکیت میں آتا عطا فرما دیتے۔آپ کی نرمی اور محبت بہت ہی کشادہ تھی یہاں تک کہ قریب اور بعید سب کو شامل تھی تو اس سے خو بخود اندازہ ہو جاتا ہے کہ جس نے آپ کو اتنے عرصہ دودھ پلایا اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ سے بہت بلند رتبہ ملا،اس سے زیادہ اعزاز واکرام نہیں ہو سکتا وہ یہ کہ آپ ﷺ باوجود یہ کہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے کہ ایک مرتبہ آپ حضرت حلیمہ سے ملاقات کرتے ہیں یہ آواز لگاتے ہوئے اے امی،اے امی اور ان کیلئے اپنی چادر بچھاتے ہیں احسان اور نیکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور ساتھ ساتھ اپنے بچپن کے زمانہ کو یاد

فرمارہے ہیں کہ کیسی خوبصورت زندگی ان کی پرورش میں گزارتے تھے اوراس طرح مسکرارہے ہیں، جیسے نیک لائق بیٹا اپنی شفیق ماں کے سامنے مسکراتا ہے گویا کہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ ان کی شفقتوں اورمحبتوں کواب تک ہرگزنہیں بھولے ۔ پھر آپ ﷺ نے ان تمام چیزوں کاحکم فرمایاجن کاوہ ارادہ لیکرآئی تھیں۔

شفاء کتاب میں قاضی عیاض حضرت حلیمہ اوران کے بلند رتبہ کا تذکرفرماتے ہیں کہ ابوطفیل نے فرمایامیں نے نبی ﷺ کوجعرانہ (طائف اورمکہ کے درمیان چشمہ کانام ہے مکہ کے زیادہ قریب ہے) میں دیکھاجب کہ میں بچہ تھاایک خاتون تشریف لائیں اورآپ ﷺ کے قریب ہوگئیں تو آپ نے اپنی چادرمبارک بچھادی اوروہ اس پرتشریف فرماہوگئیں میں نے پوچھاکہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہایہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کودودھ پلایاہے۔

عمروبن سائب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ کے رضاعی والدتشریف لائے یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ کے شوہرحارث تشریف لائے تو آپ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھایااور اس پربیٹھ گئے پھرآپ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ تشریف لائیں ان کے لئے بھی کپڑے کی ایک جانب بچھادی اوروہ اس پرتشریف فرما ہوگئیں۔ پھرآپ کے رضاعی بھائی (عبداللہ بن حارث) تشریف لائے تو پھربھی آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔اوران کواپنے سامنے بٹھالیا۔

آپ ﷺ کواپنی ماں کی خدمت کاموقع نہیں ملااس لئے کہ جب چھ سال کے ہوئے تومقام ابواء میں مدینہ سے واپسی کے موقع پرآپ ﷺ کی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کاانتقال ہوگیا،لیکن آپ ﷺ نے اپنی رضاعی ماں بہن، بھائی اوررضاعی باپ کے ساتھ ایسا معاملہ کیاہے۔جس میں ہمارے لئے مکمل اسوہ اورنمونہ ہے۔

حضرت سعدیہ اوران کے اہل خاندان نے اسلام قبول کیا

حب اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کوتمام انسانوں کی طرف نبی بناکربھیجاتو حضرت سعدیہ مشرف باسلام ہوئیں، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتاب شرح ہمزیہ میں ہے کہ حضرت حلیمہ کی سعادت میں سے ہے کہ ان کواوران کے شوہراوراولادجوکہ عبداللہ، انیسہ، شیماء ہیں سب کواسلام کی دولت ملی اورصاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں۔''حضرت سعدیہ کے اسلام میں جمہورعلماء کے نزدیک کوئی شائبہ وشک نہیں ہے۔'' اورابن حبان نے ایک صحیح روایت نقل کی ہے جوان کے اسلام لانے پردلالت کرتی ہے اورحضرت حافظ مغلطائی کی ایک مستقل تصنیف ہے حضرت حلیمہ کے اسلام کے بارے میں جس کانام انہوں نے تحفۃ جسیمہ فی اسلام حلیمہ رکھاہے۔

ہماری ماؤں اوربہنوں کواکثردیکھاگیاہے کہ وہ سوال کرتی ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ اوران کے بیٹے، بیٹی اوران کے شوہرنے اسلام قبول کیاتھایانہیں۔

علامہ ابن حجراورحافظ مغلطائی نے اپنی تصانیف میں اس کوواضح کردیاکہ ان سب نے اسلام قبول کرلیاتھا۔

حضرت حلیمہ کے گھرمیں برکتیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضورسرورکائنات ﷺ کوگودلیاتوبرکتیں حضرت حلیمہ اوران کے شوہرپرموسلادھاربارش کی طرح برسنے لگیں اورجیسے ہی ان کو گودمیں اٹھایااوراپنے سینے مبارک سے لگایاتوحضرت حلیمہ کاسینہ دودھ سے خوب بھر گیاجتنابھی چاہادودھ پلایا۔آپ ﷺ نے خوب سیرہوکرنوش فرمایاپھرحلیمہ نے اپنے دوسرے بچے کواٹھایا(عبداللہ بن حارث) ان کوبھی خوب سیری سے دودھ پلایا

پھر دونوں لال سو گئے۔ بہر حال حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر پہلے بڑی شدت بھوک و پیاس میں تھے۔ کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور اونٹنی بالکل بوڑھی تھی کچھ بھی دودھ نہ تھا۔ لیکن اچانک تمام مصیبتیں ختم ہوگئیں اسی وقت حالات تبدیل ہوگئے اس صورت کو حضرت حلیمہ خود بیان فرماتی ہیں کہ میرے شوہر تھکے ہوئے انٹنی کے پاس آئے تو اس کے تھن تھلاتھل بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے دودھ دوھا جتنا بھی چاہا دودھ نکلتا رہا۔ پھر ہم دونوں نے خوب سیر ہوکر پیا اور بڑی خیر و برکت کے ساتھ رات بسر کی جب صبح طلوع ہوئی تو میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ کیا تو جانتی ہے خدا کی قسم تو بڑی خیر و برکت والی چیز لائی ہے۔

میں نے بھی کہا اللہ کی قسم میرا بھی یہی خیال ہے پھر ایک مرتبہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ نکلی اور گدھی پر سوار ہوئی اور اپنے بچے (آپ ﷺ) کو اپنے ساتھ اٹھالیا تو میں نے جلدی سے اتنا سفر طے کرلیا کہ ان کی سواریاں اتنی رفتار پر قادر نہ تھیں یہاں تک کہ میری سہیلیوں نے مجھے کہا کہ اے ذؤیبا کی بیٹی حلیمہ نرمی کر ہمارے ساتھ، کیا یہ وہ سواری نہیں ہے جس پر تو نکلی تھی۔ تو میں نے ان کو کہا کیوں نہیں یہ وہی ہے خدا کی قسم۔ کہنے لگیں اللہ کی قسم اس کی تو نئی شان ہوگئی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سواری بنی سعد کے گاؤں میں پہنچی جہاں قحط سالی کے آثار ہر طرف جھلک رہے تھے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس در یتیم کی برکتیں دیکھ رہی تھیں اور خیر ہر طرف سے حضرت حلیمہ پر برس رہی تھی اور ان کے پاس ہر چیز میں بے انتہا برکتیں نازل ہو رہی تھیں اور ان کی بکری گاؤں کی دوسری خشک بنجر چراگاہ کی طرف جاتی اور دودھ سے بھرے تھنوں کے ساتھ لوٹتی اور دوسری بکریاں جس طرح نکلتی تھیں اسی طرح لوٹ جاتیں، یہاں تک کہ لوگوں نے چرواہوں کو ملامت کرنا شروع کردی کہ افسوس تم پر تم ہماری بکریاں وہاں کیوں نہیں چراتے جہاں ابوذؤیب

کی بیٹی کی بکریاں چرتی ہیں۔ لیکن نتیجہ پھر وہی کا وہی ہوا، کچھ تھوڑا فرق پڑا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح دو سال بسر کئے اور ہر دن زیادہ سے زیادہ برکتیں اور خیر اللہ کی طرف سے نازل ہوتی رہی یہاں تک کہ دودھ پلانے کا زمانہ ختم ہوا اور آپ جوانی کی منزل کی طرف اس سرعت کے ساتھ جا رہے تھے جو دوسرے بچوں سے بہت مختلف تھی اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کیلئے آپ ﷺ کو آپ کی والدہ مبارکہ کے پاس پہنچانا ضروری ہوگیا۔ لہٰذا ان کو مکہ مکرمہ لے تو آئیں مگر دل کی یہی آواز و رغبت تھی کہ میرے ہی پاس رہیں۔ اسلئے کہ وہ آپ ﷺ کی برکتوں کو خوب دیکھ رہی تھیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوگئیں۔ خصوصاً جب یہ ملاحظہ فرمایا کہ اس قدر آپ نے نشونما اور پرورش پائی ہے۔ گویا چار سال کے معلوم ہو رہے تھے حالانکہ دو سال سے آپ کی عمر بڑھی نہ تھی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا امانتدار اور نرم دل خاتون تھیں

سیرت ابوسفیان ہماری کتاب (رجال مبشرون بالجنۃ) جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ میں لکھا ہے کہ حضرت سعدیہ کو بچوں کی پرورش اور دودھ پلانے اور ان کی تربیت میں خاص ملکہ تھا۔ حضرت حلمیہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی پرورش فرمائی جو آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے بھی بنی سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔

اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دو وجہوں سے دودھ شریک ہوئے ایک ابولہب کی لونڈی ثویبہ (اس نے بھی آپ کو دودھ پلایا ہے اور حمزہ کو بھی) دوسری حضرت سعدیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بہترین امانتدار خاتون تھیں کتابوں میں اتفاق سے آیا ہے کہ حضرت حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا اسی وجہ سے وہ عرب کی مشہور دودھ پلانے والی خواتین میں سے ہوگئیں۔

حضور اکرم ﷺ کی شیریں کلامی

حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے فصاحت وبلاغت اور شیریں کلامی کی عرب میں مثال نہیں تھی۔ اسی لئے جب حضور ﷺ کی شیریں معجزانہ گفتگو قبیلہ قریش میں عروج کو پہنچی اور بنوسعد میں آپ نے دودھ پیا اور سرور کائنات ﷺ اپنے اصحاب کو فرماتے تھے "انا اعربکم انا قریش"، میں تم میں سب سے زیادہ شیریں وبہتر کلام کرنے والا ہوں اور قریشی خاندان سے ہوں اور میں نے بنوسعد قبیلہ میں دودھ پیا ہے۔

ایک مرتبہ ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے آپ سے زیادہ کوئی اچھا کلام کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے کلام سے مجھے کیا رکاوٹ ہوسکتی ہے جب کہ میں قریشی خاندان سے ہوں اور مجھے قبیلہ بنوسعد سے دودھ پلایا گیا ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور بزرگی

تاریخ اسلام میں علامہ ذہبی نے جلد ۱ صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالمطلب کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کیلئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ تو حضرت عبدالمطلب نے غیب سے یہ اشعار سنے

اِنَّ ابْنَ اٰمِنَةِ الْاَمِیْنِ مُحَمَّداً

بیشک آمنہ کا بیٹا امانتدار محمد ﷺ مخلوق میں سب سے بہتر۔

خَیْرُ الْاَنَامِ وَخَیْرَۃُ الْاَخْیَارُ

اور بہترین لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔

مَاانَّ لَہُ غَیْرِ الْحَلِیْمَۃِ مَرْضَعَ

ان کیلئے حلیمہ کے سوا کوئی (آیا) دودھ پلانے والی نہیں ہوسکتی۔

نَعَمُ الْاَمِیْنَۃِ ھِیَ عَلٰی الْاَسْرَارِ

اور وہ بہترین رازوں پر امانت دار ہیں۔

مَامُوْنَۃِ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ فَاحِشٌ

اور وہ ہر عیب سے اور فحش سے پاک ومحفوظ ہیں۔

وَنُقُبَۃِ الْاَثْوَابِ وَالْاَوْزَارِ

پاک دامن اور گناہوں سے پاکیزہ ہیں۔

لا تسلمنه الی من سواها انه

اور تم اس (آپ ﷺ) کو اس کے سوا کسی کے سپرد نہ کرو۔

اَمْرٌ وحَکَمٌ جَاءَ مِنْ جَبَّارٍ

اور حکم وفرمان ہے جو جبار خداوندی کی جانب سے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام ماؤں بہنوں کو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

آزادئ ہند میں مسلم خواتین کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

آسمان وزمین اللہ ہی کے لئے ہیں اور جو کچھ اس کے اندر ہیں۔ وہی ذات ہر چیز پر قدرت رکھنے والی ہے۔

باشندگان جنت نشان ہندگلستانِ بنگلور کی ماؤں بہنو!

کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس ملک میں جہاں ہم رہتے ہیں اور آج آزادی کی سانس لے رہے ہیں۔ اس ملک پر کیسے کیسے حالات گذرے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خیرالقرون میں ہی اسلام کی کرنیں اس ملک میں پھوٹنی شروع ہوگئی تھیں اور

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے قدوم میمنت سے اس کفرستان کی تاریکیوں کو چھانٹنا شروع کردیا تھا۔ پھر وہ دور بھی آیا جبکہ مسلم حکمراں اس ملک کے مالک ہوئے اور ایک طویل زمانہ تک اپنی خداداد صلاحیتوں، صوفیائے کرام اور درویشوں کی دعائے نیم شبی اور آہ سحرگاہیوں کی اور اپنی نیتوں کے اخلاص کی بناء پر حکمرانی اور خدمت خلق کا عظیم کارنامہ انجام دیتے رہے اور دین واسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں اور ملک کو ترقی کے اس منارے تک پہونچا دیا کہ ہمارا ملک سونے کی چڑیا کہلانے لگا اور تاجران عرب نے اس ملک کا بغرض تجارت رخ کیا۔ مگر یہاں کی رعنائی وزیبائی اور قدرتی نعمتوں اور یہاں کے باشندوں کے اخلاص ومحبت سے ایسے مانوس ہوئے کہ اسی کو ہی اپنا وطن اصلی بنالیا۔ پھر دیکھتے دیکھتے وہ دور بھی آیا کہ انگریزوں کا ناپاک اور منحوس قدم بظاہر بغرض تجارت اس فردوس زمیں پر پڑا۔ جس نے ابتداً حکومت وقت سے اجازت لیکر ایک کمپنی قائم کی اور سوسال تک اس کمپنی نے اپنی تجارت سے سروکار رکھا۔ مگر جب حکومت مغلیہ کی چولیں ڈھیلی ہونے لگیں اور اس کی چھتیں کمزور ہوگئیں اور ستونوں کو دیمک کھانے لگے تو وہ اپنے اصلی روپ میں آیا جس کو وہ اب تک چھپائے ہوئے تھا۔

پہلے تو کلکتہ پر حملہ کرکے اپنی عیاری ومکاری سے اس پر قابض ہوگیا پھر برطانوی خونخوار میسور کی طرف بڑھا اور سری رنگا پٹنم کی جنگ میں شیر میسور ٹیپو سلطان کو شہید کرکے پورے ملک پر قابض ہوگیا اور پھر ظلم وستم کے ایسے پہاڑ توڑے کہ اسپین وہسپانیہ اور بغداد وغرناطہ کے مسلم کش واقعات سے پیدا ہونے والے زخم جو مرور زمانہ سے مندمل ہوگئے تھے وہ انگریزوں کے ظلم وستم سے پھر ہرے ہوگئے۔ تو دہلی میں ایک بوریا نشین مولوی نے جسے دنیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نام سے جانتی ہے یہ فتویٰ صادر کیا کہ اب ہندوستان غلام ہوچکا ہے اور اس کو آزاد کرانا ہر ہندوستانی کا

فریضہ ہے پھر پورے ہندوستانی بالخصوص مسلمان آگے بڑھے اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں، کیونکہ ملک مسلمانوں سے چھینا گیا تھا تو فطری طور پر زیادہ مشتعل مسلمان ہی ہوں گے۔ کیونکہ جس کے گھر میں چوری ہو فکر اسی کو ہوتی ہے پڑوسی بعد میں آتا ہے۔ اس آزادی وطن اور استخلاص ملک کی خاطر بڑی قربانیاں دی گئیں تب جا کر یہ ملک آزاد ہوا اور صرف مسلمان مرد ہی نہیں بلکہ مسلم خواتین نے بھی اس کیلئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان میں ایک نمایاں شخصیت مولانا محمد علی کی ماں عابدی بیگم ہیں

مولانا محمد علی جوہر کی ماں عابدی بیگم

۳۰ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو احمد آباد میں کل ہند خواتین کانفرنس ہوئی جس کی صدارت بی اماں نے کی۔ شرکائے اجلاس میں کستوربا گاندھی، سروجنی نائیڈو، انوسیابائی، امجدی بیگم، بیگم مختار انصاری، بیگم حسرت اور بیگم کچلو وغیرہ موجود تھیں۔ بی اماں نے صدارتی خطبہ پڑھا جس کا لب لباب یہ تھا۔

''جو شخص خدا کے ساتھ وفادار نہ ہو کبھی بھی کسی گورنمنٹ کے ساتھ جسے انسان نے قائم کیا ہو، وفادار نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد اس کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ تجربہ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہمارے اس ملک میں جو مختلف قومیں اور فرقے آباد ہیں ان میں اتحاد و اتفاق کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم ملک کو آزاد نہیں کرا سکتے۔؟

بی اماں کا انتقال ۱۳ر نومبر ۱۹۲۴ء کو ہوا اور وہ اپنے شیخ حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے قدموں میں واقع خانقاہ مرزا مظہر جانِ جاناں دہلی میں مدفون ہیں۔

ان کا اصلی نام عابدی بیگم تھا۔ یہ وہی شیر دل خاتون تھیں جنہوں نے محمد علی شوکت علی جیسے شیر پیدا کئے۔ وہ مشرقی اور اسلامی روایات کی پروردہ تھیں۔ ان کے

خاندان کا تعلق لال قلعہ سے تھا۔ ۱۸۵۷ء میں جب ان کی عمر پانچ چھ سال تھی تو آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے گرفتار کر کے رنگون بھیج دیا۔ بی اماں کا لٹا پٹا خاندان روہیل کھنڈ کے خطّہ میں منتقل ہو گیا اور سنبھل (مراد آباد) میں توطن اختیار کیا۔ لیکن سلطنت برطانیہ کی نظر بی اماں کے خاندان پر تھی۔ اور وہ اس کو برباد کرنے پر تلے تھے۔ ان کے ایک چچا کو مراد آباد میں پھانسی دی گئی تھی جہاں سولہ ہزار افراد کو سڑکوں اور قبرستان کے درختوں میں لٹکا کر پھانسی دی گئی۔ چچا کی عمر اس وقت ستر سال تھی مگر وہ ایسے با حوصلہ اور وطن پرست واقع ہوئے کہ انہوں نے پھانسی کا پھندا خود اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالا۔ دوسرے چچا ایسے فرار ہوئے کہ پھر کبھی لوٹ کر نہ آئے اور قعر گمنامی میں گم ہو گئے۔ ان کے والد نے اپنا نام تبدیل کر لیا اور باقی تمام عمر رامپور میں گمنام رہ کر کاٹ دی''۔

''علی برادران (مولانا محمد علی، شوکت علی) نے جنگ آزادی میں جو کلیدی رول ادا کیا، وہ اظہر من الشّمس ہے، تحریک خلافت کے ان عظیم رہنماؤں کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت میں ان کی والدہ بی اماں کو جو دخل تھا وہ عام طور پر بہت کم لوگ جانتے ہیں، بی اماں اٹھائیس سال کی عمر میں اس وقت بیوہ ہو گئیں تھیں جب محمد علی کی عمر دو سال کی بھی پوری نہ تھی۔ مولانا محمد علی نے ایک موقع پر فرمایا: ''میں جو کچھ بھی ہوں یا جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب خداوند کریم نے میری والدہ محترمہ کے ذریعہ مجھے پہنچایا۔''

بی اماں نہایت نیک نیت اور پارسا خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو جس شفقت، جس توجہ اور جس محبت کے ساتھ پالا پوسا وہ انہیں کا حصہ تھا۔ یتیم بچوں کو کبھی باپ کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ اور انگریزوں سے نفرت کا جذبہ انہوں نے ان کی گھٹی میں شامل کر دیا تھا۔ موجودہ نسل کو شاید معلوم بھی نہ ہو کہ تحریک خلافت ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۳ء

کے زمانے میں ہندوستان کے درو دیوار (کنیا کماری سے پشاور تک اور کراچی سے آسام کی پہاڑیوں تک) ایک نظم کے ولولہ انگیز اشعار سے گونج اٹھے تھے۔

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

بی اماں اور علی برادران کے نام لازم وملزوم ہو گئے تھے۔تحریک خلافت کے سلسلے میں انہوں نے اپنی پیرانہ سالی اور ضعیفی کے باوجود خلافت کے سلسلہ میں ''سمرنا فنڈ'' کیلئے بڑی جدوجہد کی اور خاصہ سرمایہ بطور چندہ فراہم کیا۔

مولانا محمد علی جوہر کی اہلیہ امجدی بیگم کی قربانیاں

امجدی بیگم تحریک خلافت کے لیڈر مولانا محمد علی جوہر کی رفیقہ حیات تھیں۔ان کا تعلق بھی ریاست رامپور کے ایک باوقار خاندان سے تھا۔یوں تو بی اماں کی طرح وہ سیاست میں سرگرم اور نمایاں نہ تھیں لیکن مولانا کی سیاسی وقومی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر تعاون کرتی تھیں۔

''امجدی بیگم ہر جلسہ ، ہر سفر، خلافت کانفرنس میں مولانا کے ساتھ شریک رہتیں اور برابر جلسوں اور دوسری کارروائیوں میں حصہ لیتیں۔انہوں نے آل انڈیا نیشنل کانگریس کی ورکنگ کمیٹی میں جس کے اجلاس ۲۴ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء میں احمد آباد میں ہوئے یوپی کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔''

(زیدی وزیدی: انسائیکلو پیڈیا آف انڈین نیشنل کانگرس، جلد 8 ص،،68)

گاندھی جی نے اپنے اخبار ''ینگ انڈیا'' میں لکھا ہیکہ کانگریس کی ستیہ گرہ تحریک اور خلافت فنڈ کیلئے بی اماں اور امجدی بیگم نے کروڑوں روپئے جمع کئے ۔ انہوں نے خلافت کے سلسلے میں مولانا کے ساتھ اکثر سفر کیا اور ان کی عدم موجودگی

میں بھی مسلمانوں اور ہم وطنوں کے مسائل میں پوری دلچسپی لی ۔ چونکہ وہ اسلام کے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتی تھیں اس لئے انہوں نے برقع نہیں اتارا۔

بہادر شوہر کی بہادر بیوی

گاندھی جی لکھتے ہیں۔

''برقع میں ملبوس وہ زنانہ اور مردانہ سبھی جلسوں میں شرکت کرتی ہیں اور مختصر سی تقریر میں ہر شخص سے کھادی پہننے، چرخہ کاتنے اور مسلم عوام سے ''سمرنا فنڈ'' میں چندہ دینے کی اپیل کرتی ہیں کچھ ہی عرصہ ہوا ان کی زندگی آرام وآسائش کی زندگی تھی اور نفیس وملائم لباس ان کے پسندیدہ تھے لیکن اب وہ موٹی کھادی کا ہرا برقع پہنتی ہیں۔''

گاندھی جی نے پھر ایک مضمون ۲۹ رنومبر ۱۹۲۱ء کو ''ینگ انڈیا'' میں ایک بہادر خاتون کے عنوان سے لکھا جس میں انہوں نے مدراس کے ایک جلسہ کی روئداد لکھی اس روئداد میں وہ رقمطراز ہیں۔

''ساحل سمندر پر زبردست عوامی جلسہ ہوا، سامعین اس وقت تک ان سے واقف نہ تھے انہوں نے بلند آواز میں بغیر کسی لڑکھڑاہٹ کے خوبصورت ہندوستانی زبان میں عوام سے خطاب کیا اور میں یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ صحیح معنوں میں بہادر شوہر کی بہادر بیوی ہیں۔''

مقدمہ کراچی کے دوران امجدی بیگم کراچی پہنچ گئی تھیں اور جب محمد علی کو دوسال کی سزا ہوئی تو وہ علی گڑھ واپس لوٹ گئیں ۔ یہاں جامعہ ملیہ کے لڑکوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ: ''بچوں ! بیشک مولانا کی سزایابی سے میں مغموم ہوں لیکن خداوند قدوس پر میں بے حد بھروسہ رکھتی ہوں ۔ آدمی کی موت اور

زیست کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، ٹھوکر لگے اور آدمی مر جاتا ہے، پھانسی لگتی ہے اور آدمی کی زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ یہ تو دو برس کی بات ہے۔''

مولانا حسرت موہانی کی اہلیہ بیگم نشاط النساء کی سیاسی زندگی

بیگم نشاط النساء ان خواتین میں سے ہیں جنھوں نے اپنے شوہر مولانا حسرت موہانی کے شانہ بشانہ سیاسی میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جنھوں نے ''دار ورسن'' کی آزمائش کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنایا۔ خود مولانا حسرت موہانی فرماتے ہیں کہ واقعی اگر بیگم حسرت، بیگم آزاد اور کملا نہرو نہ ہوتیں تو حسرت کسی اخبار کے ایڈیٹر ہوتے، مولانا آزاد الہلال والبلاغ نکالتے رہتے اور جواہر لال زیادہ سے زیادہ ایک کامیاب بیرسٹر ہوتے۔''

بیگم حسرت ایک تعلیم یافتہ نیک صفت اور شیر دل خاتون تھیں۔ انہوں نے سخت آزمائش کی گھڑیوں میں حسرت کو سہارا دیا اور ان کے حوصلے بلند رکھے۔

مولانا حسرت موہانی کو ایک ''قابل اعتراض'' مضمون کی بنا پر سزا ہوئی۔ اس وقت ان کی شادی کو صرف پانچ سال ہی گزرے تھے۔ سزا میں جرمانہ بھی تھا لیکن مولانا نے یہ جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس پر ان کے پورے گھر کا اثاثہ اور کتب خانہ ہی ضبط ہوگیا اور ساٹھ روپئے میں نیلام ہوا۔ گھر میں بے سروسامانی کا ماحول تھا۔'' لیکن نشاط النساء بیگم نے ہمت نہ ہاری۔ انہوں نے اپنے شوہر کو خط لکھا۔ ''تم پر جو اُفتاد پڑی ہے اسے مردانہ وار برداشت کرو۔ میرا یا گھر کا خیال نہ کرنا۔ خبردار......! تم سے کسی طرح کی کمزوری کا اظہار نہ ہو۔''

چکبست نے بیگم حسرت کی قومی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''ہم قوم کے نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس دیوی کے قدموں کے نیچے بیٹھ کر استقلال اور ایثار نفس کا سبق حاصل کریں۔'' (چکبست: صبح امید ۱۹۱۸ء)

نشاط النساء بیگم ۱۸۸۵ء میں موہان ضلع انّاؤ کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے مذہبی تعلیم کے علاوہ اردو فارسی اور عربی زبانوں کی معقول تعلیم حاصل کی۔ یہ دیہاتی ماحول کی پروردہ ضرور تھیں لیکن انکے جذبہ حریت، حوصلگی اور موزونیت طبع اس بات کا متقاضی کہ ان کو حسرت جیسا شوہر ملے۔ وہ ہر مشکل گھڑی میں حسرت کی رفاقت کے لئے تیار رہتی تھیں۔ مولانا آزاد نے بیگم حسرت کو حسرت کی ''کوہ عزم وثبات'' بیوی سے تعبیر کیا ہے۔

۱۲/اپریل ۱۹۱۶ء میں حسرت دوسری بار گرفتار کئے گئے۔ نشاط بیگم کی زندگی میں یہ تاریخ سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی دن ان کی سیاسی وعملی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ انہوں نے گھر کی چہار دیواری سے باہر نکل کر حسرت کے مقدمے کی نہ صرف پیروی کی بلکہ اخبارات کے ذریعہ اپنے شوہر کے حالات سے عوام کو باخبر بھی رکھا۔ بیگم حسرت نے وزیر ہند سے ملاقات کرنے والے ہندوستانی خواتین کے ایک وفد میں شمولیت کی اور اس موقع پر بے مثال ہمت وپیش قدمی کا مظاہرہ کیا۔

حسرت پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے سودیشی تحریک کی قیادت کی۔ علی گڑھ کے قیام کے دوران انہوں نے علی گڑھ خلافت سٹور بھی قائم کئے تو بیگم حسرت نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گاندھی جی نے اپنے اخبار ''ینگ انڈیا'' (۱۹ مئی ۱۹۲۰ء) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تحریک کو بنانے کے لئے وہ برابر کوشاں ہیں۔ اور ملک میں برابر دورے کرتی رہتی ہیں۔

دسمبر ۱۹۲۲ء میں گیا کانگریس کے اجلاس کے وقت (جبکہ گاندھی جی جیل میں تھے) نشاط النساء بیگم نے ترک موالات کی بھرپور حمایت کی اور اپنی تقریر میں کہا کہ

"مکمل آزادی کے جو لوگ علمبردار ہیں وہ اس پروگرام کو ترک کرنے کا تصور نہیں کر سکتے۔" ۲۸/اپریل ۱۹۳۷ء کو مولانا حسرت اپنی باوقار رفیق حیات نشاط النساء بیگم سے محروم ہوگئے۔حسرت نے بیگم کی موت پر اس طرح ماتم کیا۔

مٹ گئیں آپ بھی مٹا کے تجھے
سختیاں خود بخود زمانے کی
اب نہ دل ہے نہ وہ ذخیرۂ شوق
توڑدوں کنجیاں خزانے کی

مولانا ابوالکلام آزاد کی بیوی زلیخا بیگم کی عملی زندگی

تحریک آزادی کے مجاہدین کی خواتین نے اگر اپنے شوہروں کی گھریلو زندگی میں معاونت نہ کی ہوتی تو وہ ہرگز انگریزی حکومت کے خلاف مورچہ جمانے میں کامیاب نہ ہو پاتے اور یہی طور طریق جنگ آزادی میں ان کے قومی رول کی دلالت کرتا ہے۔ زلیخا بیگم زوجہ مولانا ابوالکلام آزاد ایسی مسلم خواتین میں شمار کی جاتی ہیں جنہوں نے بی اماں، امجدی بیگم اور نشاط النساء کی طرح مردوں کے دوش بدوش یا اسٹیج پر آکر جنگ آزادی میں حصہ تو نہیں لیا لیکن انہوں نے ہر ہر طرح کی معاشی سختیوں ذہنی الجھنوں اور دیگر پریشانیوں کے باوجود اپنے شوہر کی حوصلہ افزائی کی ہے۔"

زلیخا بیگم بغداد کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ بڑی باحیا اور پروقار عورت تھیں یہی وجہ ہے کہ بیگم آزاد کے بارے میں لوگوں کو بہت کم معلومات ہیں۔ وہ نہ تو کبھی اسٹیج پر آئیں، نہ کبھی پردے سے باہر ہوئیں اور نہ ہی اخبارات کی سرخیوں میں آئیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ در پردہ انہوں نے اپنے شوہر محبوب کی جدوجہد اور علمی کارناموں میں سکون وطمانیت اور خدمت کا حق ادا کر دیا۔

مولانا آزاد کا ہر ساتواں دن جیل میں اور باقی دن سیاسی تگ ودو میں گزرتے مگر انہوں نے شوہر کی دلجوئی اور خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔انہوں نے مولانا آزاد کو ہمیشہ مسکراتے ہوئے رخصت کیا اور خندہ پیشانی کا مظاہرہ کیا۔

زلیخا بیگم عزم واستقلال اور پامردی کی جیتی جاگتی مثال تھیں۔اس کا ثبوت اس خط سے ملتا ہے جو انہوں نے ۱۹۲۲ء مہاتما گاندھی کے نام اس تاریخی مقدمہ کے فیصلہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا تھا۔جو بغاوت کے الزام میں مولانا آزاد کے خلاف مقدمہ حکومت نے کلکتہ میں چلایا تھا۔اس مقدمہ بغاوت میں مولانا کو ایک سال کی سزا دی گئی تھی۔مولانا نے اس مقدمہ میں جو تاریخی دفاعی بیان دیا تھا وہ قانون، انصاف، آزادی اور اردو ادب کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ بیان "قول فیصل" کے نام سے شائع ہوا ہے۔بیگم آزاد نے لکھا ہے تھا کہ:

"میرے شوہر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقدمہ کا آج فیصلہ سنا دیا گیا۔انہیں صرف ایک سال قید کی سزا دی گئی ہے۔ یہ نہایت تعجب انگیز طور پر اس سے بدرجہ کم ہے۔جس کے سننے کے لئے ہم تیار تھے۔اگر سزا اور قید قومی خدمت کا معاوضہ ہے تو آپ تسلیم کریں گے اس معاملے میں بھی ان کیساتھ سخت ناانصافی برتی گئی ہے، یہ تو کم سے کم بھی نہیں ہے جس کے وہ مستحق تھے۔"

مولانا آزاد خود اس بات کا تذکرہ بڑے فخر کے ساتھ کرتے تھے کہ ان کی بیگم نے نہ اچھا کھانے اور پینے کی شکایت کی اور نہ کبھی اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کیا بلکہ ہر طرح محبوب شوہر کو آرام پہنچایا اور انہیں جنگ آزادی کے تقاضے پورے کرنے میں پوری مدد کی۔وہ اپنی کتاب "غبار خاطر" میں رقمطراز ہیں۔

"زلیخا بیگم نے پوری کوشش کی کہ میری زندگی کے حالات کا ساتھ دے۔اس نے صرف ساتھ ہی نہیں دیا بلکہ پوری ہمت اور استقامت سے ہر طرح کے ناخوشگوار

حالات برداشت کئے اور وہ دماغی حیثیت سے میرے افکار وعقائد میں شریک تھی اور عملی زندگی میں رفیق و مددگار۔''

۱۹/اپریل۱۹۴۳ء کا دن زلیخا بیگم کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔اس وقت مولانا آزاد قلعہ احمد نگر میں بند تھے۔مولانا کے تاثرات یہ تھے۔''ہماری چھبیس برس کی ازدواجی زندگی ختم ہوگئی اور موت کی دیوار ہم دونوں میں حائل ہوگئی۔ہم اب بھی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں مگر اسی دیوار کی اوٹ سے۔''

ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد جو امام الھند سے معروف ہیں۔انہوں نے اپنی رفیقہ حیات کے متعلق عجیب وغریب نقشہ کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں کہ آخری مرتبہ جب میں گھر سے چلا تو میری اہلیہ مسکراتے ہوئے مجھے گھر کے باہر والے دروازے تک رخصت کرنے کیلئے آئیں اور مسکرا کر رخصت کیا۔ حالانکہ حالات بڑے ناگفتہ بہ تھے کہ کب کیا ہوجائے۔لیکن زلیخا بیگم کو وہ استقامت تھیں۔اپنے چہرے سے بھی انہوں نے ملال ظاہر نہیں ہونے دیا۔کسے معلوم تھا کہ ان کا یہ دروازے تک آنا اور مسکرا کر رخصت کرنا زندگی میں آخری بار ہے۔اس چیز کو وہی شوہر محسوس کرسکتا ہے جس کو اپنی رفیقہ حیات سے سچی محبت اور الفت ہو۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو جب جیل سے رہائی ملی۔تو اپنی رہائش گاہ پہونچنے سے پہلے آپ نے کار کے ڈرائیور سے کہا کہ قبرستان کی طرف چلو۔جہاں بیگم زلیخا آرام فرما ہیں۔مولانا نے راستہ میں کچھ پھول خریدے اور قبرستان پہنچ کر دیر تک اپنی شریک حیات کی قبر کے پاس بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرتے رہے۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائے مغفرت مانگتے رہے۔واپسی پر آپ نے قبر پر پھول چڑھائے۔کسی نے پوچھا مولانا اس سے کیا حاصل؟(یعنی یہ تو کوئی ثواب اور مذہبی چیز نہیں ہے) مولانا نے فرمایا قبر پر پھول چڑھانا اظہار محبت ہے۔مذہباً اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ڈاکٹر کچلو کی بیوی سعادت بانو کی ملکی خدمات

اسی طرح دوسرے مجاہدین وطن کی بیگمات وخواتین کی قومی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔جنہوں نے پردے کے اندر اور پردے کے باہر رہ کر جنگ آزادی میں حصہ لیا۔مثلاً سعادت بانو کچلو جو کہ ڈاکٹر سیف الدین کی رفیقہ حیات تھیں جب ڈاکٹر سیف الدین کچلو نظر بند ہوئے تو سی آر داس، پنڈت جواہر لال نہرو اور سوامی شردھانند وغیرہ تسکین دہی کیلئے بیگم کچلو سے ملے۔

انہوں نے سب سے یہی کہا''مجھے فخر ہے کہ ملکی خدمات میں ان کو قید وبند نصیب ہوئی۔اس راہ میں جان تک دینا ہزار زندگیوں سے بہتر ہے'' بی بی امت الاسلام پٹیالہ کے ایک رئیس محبّ وطن راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ان کے والد کرنل عبدالحمید خاں ریاست پٹیالہ میں وزیر مالیات تھے۔بی بی صاحبہ ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۱ء کی ستیہ گرہ کے دوران پچیس سال کی عمر میں سابرمتی آشرم پہنچیں اور گاندھی جی کی سرپرستی میں قومی کاموں میں حصہ لیا۔

ایسی بیشمار مسلم خواتین ہیں جنہوں نے اپنی جان اور مال سے ملک کی آزادی میں حصہ لیا ہے۔حضرت مولانا اسیر ادروی نے ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں اور بالخصوص علماء کرام کی قربانیوں کا مفصل ذکر کیا ہے۔حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور انکے پورے خاندان نے جو مصائب برداشت کئے،وہ ناقابل فراموش ہیں۔ کلکتہ کے مولانا عنایت اللہ صاحب اور مولانا ولایت علی صاحب کے پورے خاندان نے انگریزوں کے عتاب کو برداشت کیا اور مشکل گھڑی میں بھی ملک وطن کی محبت سے دستبردار نہیں ہوئے۔ایسی ہزاروں اور لاکھوں خاتون ہیں جنہوں نے ملک کے لئے جان دی۔ان کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں گم ہیں۔ایسی شیر دل خواتین

مسلم بیشمار ہیں جنہوں نے اپنے لال اور سپوتوں کو خون میں نہاتے اور تڑپتے دیکھا ہے لیکن ان کے جذبہ آزادی کو کبھی انگریز سرد نہ کر سکا۔

یہ ملک ہمارا ہے ہم اس کے مالک ہیں

میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو یہ بات ببانگ دہل بتادینا چاہتی ہوں کہ ہندوستان ہمارا اپنا ملک ہے، اس کی مٹی اور مٹی کی خوشبو سے ہمیں پیار ہے، اور ہم اپنے وطن سے اور وطن کے ہر ذرے سے پیار کرتے ہیں۔ جتنا ایک ہندو، ایک سکھ، ایک عیسائی، ایک پارسی اور ایک مجوسی کو ہندوستان سے پیار ہے اس سے کہیں زیادہ ایک مسلمان کو اپنی جنم بھومی سے پیار اور پریم ہے، الفت ومحبت ہے، مسلمان ہر وقت اپنے ملک اور ملک کے وقار اور اس کی حفاظت کیلئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے تیار ہے۔

میں اپنی ماؤں بہنوں سے صاف کہوں گی کہ ہم اس ملک کے مالک ہیں۔ ہم اس ملک کے کرایہ دار نہیں ہیں۔ ملک کی حکومت اور اس کے اثاثوں میں مسلمان برابر کا شریک ہے، ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی مسلمان خواتین ہیں، ہم نے اور ہماری ماؤں نے اپنے ملک کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا ہے۔ ہم خواتین کو احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اور اپنے دین اپنے مذہب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کی خدمت میں لگی رہیں۔ بالخصوص علمی میدان میں ہی خوب کام کریں، اور اپنی نسل کو تعلیم سے آراستہ کرکے ان کے مستقبل کو تابناک بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے، اور ہمارے ملک کی اور ملک میں رہنے والوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

صحابیات کا حسنِ سلوک

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

ترجمہ: نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں، حفاظت کرنیوالی ہوتی ہیں (مردوں) کی غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے۔

میری محترم ماؤں اور بہنو! آج کی اس مقدس وبابرکت مجلس میں صحابیات کے حسن سلوک سے متعلق کچھ باتیں گوش گذار کرنا چاہتا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحیح صحیح کہنے اور ہم تمام کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ کو خیر القرون کا دور فرمایا یعنی سب سے بہتر زمانہ اس لئے کہ آپ ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ اس سے بہتر زمانہ اور اس زمانہ کے لوگوں سے بہتر انسان آسمان وزمین نے نہیں دیکھے آپ ﷺ کی تشریف آوری ساری انسانیت کیلئے باعث رحمت تھی بالخصوص صنف نازک کیلئے اس لئے کہ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے صنف نازک پر طرح طرح کے ظلم وستم ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کا یکسر خاتمہ کر دیا اور عورتوں کی ایسی رہنمائی فرمائی کہ آنے والی نسلوں اور قوموں کیلئے عظیم نمونہ ثابت ہوئیں ان معزز خواتین نے بھی آپ ﷺ سے خوب خوب استفادہ کیا۔ ساری عمدہ صفات اور اچھے اخلاق اپنے اندر سمو لئے۔ جود وسخا، ایثار وقربانی، اطاعت شعاری وفرمانبرداری، حسن خلق وحسن سلوک غرضیکہ اوصاف جمیلہ سے اپنے آپ کو آراستہ وپیراستہ کر لیا تھا۔ اللہ نے ان کو اپنی رضا وخوشنودی کا پروانہ عطا کر دیا۔ ان کی سیرت وکردار سے متعلق واقعات واحوال احادیث وسیر کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کو سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ صحابیات نے دین کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں برداشت کیں اور اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کر کے کس طرح آنے والی نسلوں کیلئے دین کا سپاہی ومجاہد اور معلم ومدرس بنا کر پیش کیا۔

والدین سے محبت

صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین والدین اور بزرگوں کی حمایت اور خدمت سے سخت سے سخت ترین موقعوں پر گریز نہیں کرتی تھیں۔ ایک بار کفار مکہ نے حالت نماز میں حضور سرور کائنات ﷺ کی گردن میں اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی جس سے آپ کا دم گھٹنے لگا۔ سخت اذیت پہنچی سیدنا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا دوڑی دوڑی آئیں اور اوجھڑی

کو حضور ﷺ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا اور کفار کو برا بھلا کہا یہ واقعہ بخاری شریف کے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے۔

بھائیوں اور بہنوں سے محبت

صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بھائی اور بہنوں سے بہت زیادہ محبت رکھتی تھیں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا مقام حبش میں انتقال ہوا اور لاش مکہ میں دفن ہوئی، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرط محبت سے ان کی قبر تک آئیں اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے۔

اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیمہ کے دونوں ہمنشینوں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔''

صحابیات کی زندگی میں ہمارے لئے ہر ہر چیز کا نمونہ ہے کوئی گوشہ انہوں نے چھوڑا نہیں۔ بہن بھائی کی محبت کے متعلق ہمارے اس دور کیلئے مذکورہ واقعہ ایک عمدہ مثال اور نمونہ ہے۔

طبقات ابن سعد میں تذکرہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ ''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ان کی بہن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں کہ مقتل میں ان کا پتہ لگائیں لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو نبی ﷺ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہیں ان کی عقل نہ جاتی رہے۔ اسلئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور رونے لگیں۔''

مسند ابوداؤد میں ہے کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو تمام عورتیں رونے لگیں۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر کے پاس تھیں تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔

خدمت اور تیمارداری

بخاری شریف اور طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت دل سوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔عبداللہ بن مظعون بیمار ہوئے تو سیدنا ام الحسلا رضی اللہ عنہا اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی۔ان کا انتقال ہوگیا تو کفن پہنانے کے بعد سیدہ ام الحسلا رضی اللہ عنہا نے محبت کے لہجے میں کہا:''تم پر اللہ کی رحمت ہو۔میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہاری عزت کی۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پوچھوایا کہ کون ان کی تیمارداری کرے گا؟ تمام بیویوں نے کہا:''ہم''ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل وکفن دے گا؟ تمام بیویوں نے کہا:''ہم''۔

ایسے ہی غزوات اور لڑائیوں میں بھی زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے صحابیات جایا کرتی تھیں جیسا کہ غزوہ خیبر میں بہت سی عورتیں اسی غرض سے گئی ہوئی تھیں۔ایک غزوہ میں حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہم مشکیزہ بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

میری محترم ماؤں اور بہنو! یہ صحابیات کے واقعات اس لئے نہیں بیان کئے جاتے ہیں کہ ہم ان کو دلچسپی اور ٹائم پاس کرنے کیلئے سن لیا کریں، بلکہ ان واقعات سے نصیحت حاصل کریں۔اور اپنے کو ان جیسا بنانے کی کوشش کریں۔

تعزیت اور خدمات

صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین تعزیت کو اپنا فرض خیال کرتی تھیں۔ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کو دفن کر کے آرہے تھے۔راہ میں دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جارہی ہیں۔پوچھا:''گھر سے کیوں نکلیں؟''بولیں:''اس گھر میں تعزیت کیلئے گئی تھی۔''(ابوداؤد)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چند حقوق ہیں۔اگر کسی کے گھر کوئی میت ہوجائے تو اس کی تعزیت کیلئے جائے اسکے غم میں شریک ہو اسی طرح اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کیلئے جائے اور اپنی وسعت وامکان بھر اس کی جسمانی خدمت اور مالی تعاون کرے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ''ہدیہ از دیاد محبت کا ذریعہ ہے۔''اسلئے صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔

سیدہ نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اس حالت میں بھی وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں۔ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیہ بھیجا۔(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جو صدقہ میں آتا تھا وہ ازواج مطہرات کو ہدیۃً دے دیا کرتی تھیں۔(مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

اولاد سے محبت

صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ابوداؤد شریف میں ہے کہ ایک بار ایک صحابی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور بچے کو اس سے لینا چاہا۔وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ'میرا پیٹ اس کا ظرف، میری چھاتی

اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دوسرا نکاح نہ کرلو، تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو۔'' اگر چہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس خصوصیت کی مدح فرمائی: ''قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں۔ بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہروں کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔''

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اولاد سے محبت یہ نہیں ہے کہ اسکی ہر جائز ناجائز خواہش پوری کی جائے اور اسکی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہ دی جائے بلکہ اولاد سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے مستقبل کو سنوارنے اور قوم و ملت کا خادم بنانے کی فکر کی جائے اس کیلئے اگر سزا دینے کی ضرورت پڑے تو اس سے گریز نہ کیا جائے اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ اِبْنَ سَبْعٍ، وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ (بچے کو نماز سکھلاؤ جب وہ سات سال کا ہو اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو اس کی نماز چھوڑنے پر پٹائی کرو) بچے کی اگر صحیح تعلیم و تربیت کی جائے تو بچہ آئندہ چل کر والدین کا نام روشن کرے گا اور اہل خانہ بلکہ پورے خاندان اور ملک و ملت کا خادم بنے گا۔

معزز خواتین! اب میں آخر میں آپ کو بخاری و مسلم شریف کی کچھ روائتیں چھوٹے چھوٹے الفاظ میں سناتا ہوں کہ کس طرح سے حضرات صحابیات، خادموں سے رشتہ داروں سے، قرابت داروں سے، پڑوسیوں سے حسن سلوک کیا کرتی تھیں۔

صحابیاتؓ خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھیں اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی۔ اس نے آنے میں دیر کردی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ سیدہ ام الدرداء اس کے محل میں

تھیں۔ صبح ہوئی تو کہا کہ ''تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہداء نہ ہوں گے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتی تھیں، سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: ''میں نے زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیز گار، زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنیوالی عورت نہیں دیکھی۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائداد ہدیتاً پائی تھی اور ان کو ایک لاکھ کی رقم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی لیکن انہوں نے اس مال و جائداد کو سیدنا قاسم بن محمد اور سیدنا ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے ہبہ کردیا۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کرکے مدینہ آئیں تو ان کی والدہ کافرہ تھیں۔ ان کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ ''کیا وہ ان کیساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہیں؟'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' چنانچہ انہوں نے ان کی مدد دی۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ'' (صحابہ کرام آپس میں رحم دل ہیں) تو جس طرح صحابہ کرام میں یہ وصف تھا اسی طرح صحابیات میں بھی یہ چیز کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضا و خوشنودی کا پروانہ صحیفہ الٰہی میں صراحتاً فرمادیا۔ آج ہم تمام ماؤں بہنوں کو صحابیات کے اعلیٰ اوصاف اور فضائل حمیدہ اپنانے اور ان کو اپنی زندگی کا جز لاینفک بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو صحابیات جیسے اوصاف عطا فرمائے، اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیا کرنیوالے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

ترجمہ: ”اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا“۔

معزز خواتین وعزیز بہنو! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی خدمت میں شرم وحیا کے متعلق کچھ عرض کروں۔

معزز ماؤں اور بہنو! ابوداؤد میں حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت حیا اور پردہ کرنے والے ہیں اور حیا اور پردہ کو پسند فرماتے ہیں پس تم میں سے جب کوئی غسل کرے تو چاہیئے کہ اوٹ میں ہو کر کرے۔

یہ حدیث بیان کرنے کا سبب یہ بات ہوئی کہ آپ ﷺ نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ عریاں ہو کر نہا رہا ہے اور کوئی اوٹ وغیرہ نہیں ہے تو آپ ممبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنا ستر کھولے، یہ بات حیا اور پردہ کے خلاف ہے جب کہ اللہ تعالیٰ بہت حیا اور پردہ کرنے والے ہیں۔ بے حیائی کو ناپسند فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض عورتیں بعض عورتوں کے سامنے اور بعض مرد بعض مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر غسل کرتے ہیں یہ جائز نہیں۔ ہندوستان میں بعض مقامات پر یہ دستور ہے کہ شادی یا ولادت کے موقع پر دوسری عورتیں، عورت کو نہلاتی ہیں، یہ شریعت کے خلاف ہے اور بے شرمی کی بات ہے

حضرت عثمان غنی ؓ کھلے آسمان کے نیچے (چہار دیواری میں بھی) غسل نہیں فرماتے تھے اور امہات المومنین اور صحابیات نہایت پردہ کے ساتھ غسل کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عورت کا مرد جیسی صورت بنانا

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

لعنت کا مطلب ہے کہ رحمت سے دور ہونا۔ لباس کی یہ تبدیلی انسان کو پستی کی طرف پہنچا دیتی ہے۔ جب کوئی شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہوا تو گویا وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہو گیا اور آج تو وبا ہی یہی پھیلی ہوئی ہے کہ عورتیں مردانہ لباس پہننے اور مردوں جیسے بال ترشوانے کو معیار زندگی کی بلندی اور فیشن سمجھتی ہیں۔ اسی

طرح مرد عورتوں کی طرح کے رنگین اور پھولدار کپڑے پہننے اور ہاتھوں اور گلوں میں انگوٹھیاں، سونے کی اور سونے کے ہی لاکٹ پہننے کو فیشن سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ اپنے مالک ورازق رب کو ناراض کر کے اس کی رحمت سے محروم ہو رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی لعنت کیا چھوٹی چیز ہے۔ انسان کی ہلاکت کے لئے یہی کافی ہے۔ ہم نے کچھ ماؤں بہنوں کو دیکھا ہے کہ مردوں جیسے جوتے پہنتی ہیں، مردوں جیسی شرٹ، اور مردوں جیسی چال چلن کو پسند کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں گمراہ ہیں جو اپنے طور طریقے کو چھوڑ کر مردوں کی وضع قطع کو پسند کر کے اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین!

عورت کا اپنے گھر سے نکلنا

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کا پیچھا کرتا ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث مبارکہ میں عورت کو بغیر ضرورت کے گھر سے نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ضرورت پڑنے پر نکلے بھی تو اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ کر اور مکمل باپردہ ہو کر نکلے۔ فیشن ایبل طبقہ میں تو اب اس کا تصور بھی ذہنوں میں نہیں رہا لیکن جلد یا بدیر اس کا حساب دینا ہی ہوگا۔

آج کے دور میں ہم نے ٹی وی کو اندر رکھ دیا اور بیوی کو باہر نکال دیا۔ حالانکہ بیوی اندر رہنے کی چیز اور ٹی وی باہر نکالنے کی چیز ہے۔ لیکن ہماری عقلوں پر پردے پڑ گئے اور ہم گناہوں کے سبب ایسے اندھے ہو گئے کہ گناہوں کے اسباب پر بھی

نظریں نہ رہی۔ ہماری بعض مائیں اور بہنیں برقعہ پہن کر اور چہرہ کھول کر ٹی وی پر دینی اور اسلامی پروگرام پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ اس کو بھی کتنے نامحرم دیکھتے ہیں۔ دینی اور اسلامی پروگراموں کے اور بھی کئی بہتر طریقے ہیں ان کو اپنانا چاہئے۔

باریک لباس کی ممانعت

ابوداؤد میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا اور فرمایا اے اسماء ؓ! عورت جب بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے تو سوائے اس کے اور اس کے (منہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ ہے) کوئی حصہ اس کے جسم کا نظر نہ آنا چاہئے۔

آج کل لوگوں کا فیشن بن گیا ہے کہ خود تو پورا لباس پہنتے ہیں۔ اور عورتوں کو نیم برہنہ لباس پہناتے ہیں۔ پھر عوتوں کا بازاروں اور مارکیٹ میں سامان اور سودا سلف خریدتے پھرنا اور عید پر یا کسی تقریب کے موقع پر کپڑے اور زیور خریدنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ سرے سے اوڑھنی غائب او راسکرٹ پہنتی ہیں اور پنڈلیاں کھلی رہتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے شرم کرنی چاہئے۔ کیوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا نہیں تو وہ انسانوں سے کیا شرم کرسکتی ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے ”حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھی اور وہاں میمونہ بھی بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتوم ؓ آ گئے اور یہ حجاب کا حکم ہمیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں پردہ کرلو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں؟ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ پہچانیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم نہیں دیکھ سکتیں۔“

عورتوں کا مردوں سے مصافحہ کرنا جائز نہیں

ابوداؤد میں حضرت امیہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں انصاری عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تا کہ ہم بیعت کریں تو ہم نے کہا ہم آپ سے اس بات پر عہد کرتی ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ نہ ہم چوری کریں گی، نہ زنا، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ نہ کسی پر بہتان لگائیں گی، نہ اچھی بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جتنا تم کرسکو جتنی تمہاری طاقت ہو''۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم پر رحم کرنے والے ہیں، تو اپنا دست مبارک بڑھائیے ہم اس پر بیعت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرنا۔ میرا کہنا سو عورتوں کیلئے بھی ویسا ہی ہے جیسے ایک عورت کے لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نامحرم مردوں سے نامحرم عورتوں کو مصافحہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ آج کا جدید فیشن ہے کہ حکومت کے حکمران عہدیداران او رافسران کو اس بات کا خیال نہیں رہتا کہ یہ عورت ہے یا مرد۔ سب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ آج ہماری نوجوان مائیں اور بہنیں بھی جدید فیشن کی دلدادہ ہیں۔ وہ بھی مصافحہ کرتے وقت محرم یا نامحرم کا خیال نہیں رکھتیں۔ اس طرح کا مصافحہ شریعت میں حرام ہے۔ اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور کئی گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ اول نامحرم کو دیکھنا، دوم نامحرم سے ہنس کر بات کرنا، سوم نامحرم کو چھونا۔ اسلام نے ایسے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دی۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے آمین۔

بلکہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے دروازے پر کوئی نامحرم آکر دستک دے اور تمہارے شوہر، بھائی، بیٹے یا والد کو پوچھے تو نرمی اور محبت سے جواب نہ دو۔ اس طرح آنے والے کو مزید بات کرنے کا حوصلہ ملتا ہے بلکہ صرف ضروری اور سیدھے سادے انداز میں بات کا جواب دو کہ مطلوبہ شخص ہے یا نہیں۔

بلا اجازت جھانکنا

بخاری شریف میں ہے کہ۔ ''ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے حجرہ شریف کے سوراخ میں سے اندر جھانکا، آپ سر میں کنگھی فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانکے گا تو میں اسے تیری آنکھ میں چھبوتا (یعنی کنگھی کو) یہ اجازت کا لینا دیکھنے سے پہلے ہی تو ہے۔ (بخاری)

تشریح: کسی انسان کو دوسرے آدمی کی تنہائی میں بغیر اطلاع کے مخل ہونا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، خاص طور پر اس کی لاعلمی میں اسے جھانکنے پر آنحضرت ﷺ نے آنکھ پھوڑنے جیسی سزا کا مستحق بھی قرار دیا۔ ہمارے موجودہ معاشرے میں اسے معیوب ہی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اسے معمولی بات سمجھ کر دوسرے کی تنہائی میں تاک جھانک عام معمول ہے حالانکہ اس سے بڑی گرانی ہوتی ہے۔ بڑی اولاد تک کو حکم دیا کہ ماں باپ یا بہن بھائیوں کے پاس ایک ہی گھر میں آنا جانا ہو تو اجازت لے کر جایا کرو، تاکہ معاشرت میں ایک دوسرے کی وجہ سے تنگی نہ ہو اور آپس میں بدمزگی کا سبب نہ بنے۔

کسی خلوت گاہ میں، یا کسی گھر میں جھانکنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی کے دروازے پر جاؤ، تو درواز کے سامنے نہیں بلکہ دروازے کے برابر میں کھڑے ہو کر آواز دو۔ تاکہ گھر کی پردہ نشین عورتوں کو تکلیف نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ حضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ مجھے بھی اجازت لے کر گھر میں جانا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اجازت لے کر ہی گھر میں جاؤ۔ نہیں معلوم تمہاری والدہ کس حال میں ہے، اسلئے بلا اجازت گھر میں داخل ہونے سے منع فرما دیا۔

آنکھ کا زنا

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لئے زنا میں حصہ رکھا ہے جسے وہ لامحالہ پاتا ہے پس آنکھ کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (فحش ولغو یا) بولنا ہے۔

نامحرم کو دیکھنا، یہ شیطان کا تیر ہے۔ پہلے نظر پڑتی ہے اور پھر وہ دل میں اترتی ہے اور وساوس پیدا ہوتے ہیں۔اس لئے ہماری ماؤں اور بہنوں کو خصوصیت سے اپنے چہرے کو چھپا کر رکھنا چاہئے۔کہ کھلے چہرے سے بہت سے فتنے پیدا ہوتے ہیں اور شیطان اسی کے ذریعے انسانوں کو گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عورت کا گھر سے باہر کپڑے اتارنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ ایسی ہے جیسے اس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردے کو توڑ دیا۔

عورت کی سب سے قیمتی چیز شرم وحیا ہے۔اگر عورت کے اندر سے یہ نکل جائے تو پھر اس کی خوبصورتی اسکی پاکیزگی اور عفت کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ عورت کی سب سے اچھی صفت کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ کوئی نامحرم اسے نہ دیکھے اور وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عورتوں کا بناؤ سنگھار کہاں تک جائز ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۞ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۞

محترمہ معلمات صدر جلسہ اور عزیز طالبات! میں نے آپ کے سامنے ایک بڑی آیت میں سے چھوٹا سا حصہ تلاوت کیا ہے، جس میں عورت کے بناؤ سنگھار کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔

معزز خواتین وعزیز بہنو! ریاض الصالحین میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ''عورتیں اپنے اوپر اپنی چادر لٹکا لیا کریں'' تو انصار کی عورتیں اس حالت میں باہر نکلتی تھیں گویا ان کے سروں پر کالے ہی کالے کپڑے ہیں۔ (ابوداؤد)

یہاں پردہ کے بارے میں مومن عورتوں کی فرماں برداری اور اللہ رب العزت کے احکام کی فوری تعمیل دکھائی گئی ہے۔ انصار عورتوں کے فضائل اور حسن فرماں برداری کا اظہار کیا گیا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سر پر اوڑھی جاتی ہے تو وہ پاؤں تک جسم کو چھپا لیتی ہے، بشمول چہرہ اور تمام اعضاء کے۔

باریک چادریں جن میں لباس کے بوٹے ظاہر ہوتے ہوں اور ناکافی ہوں تو ایسی ناکافی چھوٹی چادریں ہرگز جلباب میں داخل نہیں۔ جلباب موٹی، بڑی ایسی چادر کا نام ہے جو عورت کیلئے مکمل پردے کا کام دے سکے۔ (ریاض الصالحین)

برقع سادہ استعمال کریں

آج کل عورتیں برقعہ ضرور پہنتی ہیں لیکن منہ کھلا رہتا ہے اور برقعہ ایسی زیب وزینت کا ہوتا ہے کہ راستہ میں ہر آدمی ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہماری مائیں اور بہنیں برقعے سادہ استعمال کریں تاکہ نامحرم لوگوں کی نظروں سے حفاظت ہو۔ ویسے بھی راستوں میں عورتوں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ چلنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین!

حضور اکرم نبی رحمت ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے فرمایا: ”زَمِّلُوْنِی، زَمِّلُوْنِی“ ”مجھے چادر یا کمبل اڑھا دو“۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دوسری مخلوق نظر آرہی ہے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اس دوران آپ کو بار بار جبرئیل علیہ السلام نظر آتے تو آپ گھبراتے، ام المؤمنین نے اپنے سر سے اوڑھنی اتار دی اور پوچھا اب بھی وہ نظر آرہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اب غائب

ہو گیا ہے۔ ام المؤمنین نے پھر سر ڈھانپ لیا اور پوچھا اب نظر آرہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اب نظر آرہا ہے۔ تو حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ گھبرائیں نہیں یہ فرشتہ ہے۔ یہ نوری مخلوق ہے۔ کیوں کہ فرشتہ اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا جس گھر میں عورت کھلے سر رہتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیلئے گھر میں رہ کر بھی اوڑھنی استعمال کرنی چاہئے۔ تاکہ گھروں میں فرشتوں کا نزول رہے۔

عورت سے تنہائی میں نہ ملے

ترمذی شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد جب کسی عورت سے تنہائی میں اکٹھا ہوتا ہے تو وہاں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث مبارکہ سے ان تمام ذرائع کا سد باب کیا گیا ہے جس میں شیطان کو فحاشی پھیلانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ آئے۔ نامحرموں کا خیال رکھا جاتا ہو۔ پردہ تو پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔ نئی تہذیب نے مرد عورت کے آزادانہ اختلاط کو وسیع الذہنی اور تہذیب وتمدن کی نشانی قرار دیا۔ بے محابا یکجائی کے مواقع میسر آجاتے ہیں اور پھر آئے دن، کان وہ سنتے ہیں اور آنکھیں وہ کچھ دیکھتی ہیں جنہیں قیامت کی نشانیاں کہا گیا ہے۔ مسلمان گھرانے اس سے بچنے کا اہتمام کیا کریں۔ ترمذی شریف میں حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے علاوہ دوسروں کیلئے زیب وزینت کرنے کپڑے لٹکا کر چلنے اور ناز سے چلنے والی عورت قیامت کے دن تاریکی کی طرح ہوگی جس کے لئے کوئی نور نہ ہوگا۔

عورتوں اور مردوں کا اختلاط

آج عورتوں اور مردوں کا اختلاط عام ہے اور اس کو اعلیٰ سوسائٹی تصور کیا جاتا ہے، فیشن سمجھا جاتا ہے۔ اس سے بچنے والی کو دقیانوس بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ حضور

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ کرتا ہے اور مرد و عورت کو تنہا پا کر ان کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ اسلئے ہماری ماؤں بہنوں کو ایسے وقت میں حجاب اور پردے پر سختی سے عمل کرنا چاہئے۔ آج کل عورتیں گھروں میں تو سادی رہتی ہیں اور باہر نکلتے وقت مکمل زیب و زینت اختیار کرتی ہیں۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو عورت بناؤ سنگھار کے ساتھ باہر جائے تو عورت ایسی ہے ویسی ہے۔'' یعنی اس کا شمار بدکار عورتوں میں کیا گیا ہے جو نا محرم مردوں کے سامنے زیب و زینت کے ساتھ جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جلاَ بِیْبِهِنَّ ذَالِکَ اَدْنٰیٓ اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَیُؤْذَیْنَ. اے نبی کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو کوئی ان کو نہ ستائے۔ (الاحزاب:۵۹)

''یعنی پہچانی جائیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے، صاحب ناموس ہے بدذات نہیں، نیک بخت ہے تو بہت بدنیت لوگ اس میں نہ الجھیں گھونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا'' معلوم ہوا کہ عورت کا باپردہ ہونا، اس کی شرافت و خاندانی بزرگی کی علامت ہے۔ پردہ کا اہتمام نہ کرنا اور بے محابا بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے آنا جانا باندیوں کا کام تھا شریف خاندان کی آزاد عورتیں اس طرح کی حرکت نہ کرتی تھیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ولاَ یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّامَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ. اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھائیں اپنا سنگار مگر جو کھلی ہے اس میں سے اور ڈالیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔ (النور)

آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم

یہاں سنگار سے مراد زیبائش ہے۔ یعنی عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسی زیبائش کے اظہار کی اجازت نہیں سوائے اسکے محرم رشتہ داروں کے جن کا تذکرہ اگلی آیتوں میں ہے۔ البتہ جس قدر زیبائش کا اظہار ناگزیر ہے اس کو مجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ حدیث و آثار سے ثابت ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں اسی اجازت میں داخل ہیں کیونکہ عورت کو بہت سی دینی و دنیوی ضروریات ان کو کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کو چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جاتا تو عورتوں کو سخت دشواری پیش آتی۔ یہی حکم عورت کے دونوں قدموں کا ہے لیکن واضح رہے کہ ان اعضاء کا بضرورت کھلا رکھنے کی اجازت عورت کو دی گئی ہے۔ نامحرم مردوں کو اجازت نہں دی گئی کہ وہ عورتوں کو دیکھیں اور ان اعضاء کا نظارہ کریں۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے اجازت سے پیشتر ہی مومن کو آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم سنا دیا ہے۔

وَاِذَاسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ. (اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردہ کے باہر سے۔ (الاحزاب،۵۳)

اس میں یہ ادب بتایا گیا ہے کہ مرد حضرات آنحضرت ﷺ کی ازواج کے سامنے نہ جائیں۔ کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔ اس میں جانے والے کے دل ستھرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وساوس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَاباً. تو انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کرلیا۔ (مریم:۱۷)

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ اللّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِکَاحاً فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ. اور بڑی عمر کی عورتیں جن کا نکاح کی

توقع نہیں رہی وہ کپڑے اتار کر (سر ننگا کر) لیا کریں تو ان پر کچھ گناہ ہیں۔ بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں نہ ظاہر کریں۔ (النور:۶۰)

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا. اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیئے۔ (النور:۵۹)

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ. (اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے) ان کی پوشیدہ زینتیں معلوم ہو جائیں۔ (النور:۳۱)

ارشادات پیغمبر ﷺ: لباس پہننے کے باوجود ننگی عورتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دو قسم کے لوگ ہیں جنہیں میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھوں گا۔ ایک گروہ ایسا ہوگا جس کے ہاتھ میں گائے کے دموں کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کے منہ پر ماریں گے، اور ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ مردوں کی طرف میلان کریں گی اور انہیں اپنی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے بختی اونٹ کے کوہان۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی نہ اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔ جب کہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے آرہی ہوگی۔ (مسلم) اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے حجابی اور بے شرمی سے بچائے اور پردے کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کا بے پردہ گھومنا بڑا گناہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

معزز معلمات اور بزرگ خواتین اور شرکاء اجلاس، میں نے آپ کے سامنے پردہ کے متعلق آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

(اے حبیب ﷺ) آپ ﷺ مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گلے پر ڈال لیں۔

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے، بیبیو پردہ وہ آپ کا کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

میری پیاری بہنو! اسلام سے قبل عورتیں بے پردہ تھیں اسی وجہ سے وہ مردوں کی ہوس رانیوں کا شکار ہوتی تھیں۔ بے پردگی کے باعث ان کی عزت محفوظ نہیں تھیں۔قرآن کریم کو نازل کرنے والا رب ذوالجلال جانتا ہے کہ جب پھول سے خوشبو نکل جاتی ہے تو وہ بے قیمت ہو جاتا ہے اسی لئے عورت کا بے پردہ گھومنا بھی بڑا عیب ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عظیم ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلیٰ. (الاحزاب ۲۳) اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور زمانۂ جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَبِیْبِهِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَ یُؤْذَیْنَ. (احزاب ۵۹) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے توقع ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔

مغرب کی پردے سے بغاوت اور اس کا انجام

عورت کو گھر سے باہر لانا، مرد اور عورت کا کا آزادانہ اختلاط اور عریانیت کی کثرت کا لازمی نتیجہ شہوانی جذبات کا اشتعال ہے۔ جدید مغرب میں شہوانی جذبات کا اشتعال لامحدود سطح پر پیدا ہوا، اس لامحدود اشتعال کی تسکین کیلئے نکاح کا طریقہ ناکافی

تھا۔ چنانچہ دھیرے دھیرے آزاد جنسی تعلق کا ذہن پیدا ہونا شروع ہوا۔ ایک نیا لٹیریچر بہت بڑے پیمانہ پر پھیلایا گیا جس میں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ جنسی تعلق کو اتنا ہی فطری اور بے ضرر قرار دیا گیا ہے جتنا دو دوستوں کا آپس میں ہاتھ ملانا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ نکاح کو بوجھ سمجھ کر اس سے دور ہونے لگے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے نکاح کے بغیر ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ حتی کہ اب ''غیر شادی شدہ جوڑے کی اصطلاح مغرب میں اسی طرح ایک جائز اصطلاح سمجھی جاتی ہے جیسے شادی شدہ جوڑے کی اصطلاح۔

خدائی شریعت نے عورت اور مرد کے درمیان جو توازن قائم کیا تھا اس کی بنیاد اس اصول پر تھی کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کا تکملہ (Complements) ہیں، وہ ایک دوسرے کا مثنی (Duplicates) نہیں ہیں، موجودہ زمانہ میں آزادی نسواں کی تحریک نے اس کے برعکس دعویٰ کیا۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ عورت اور مرد ایک دوسرے کا مثنی ہیں۔ یعنی جو عورت ہے وہی مرد ہے اور جو مرد ہے وہی عورت ہے۔

اس نظریہ کو موجودہ زمانہ میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ حتیٰ کہ عورت اور مرد کے درمیان قائم شدہ وہ توازن ٹوٹ گیا جو سیکڑوں برس سے دونوں کے درمیان پایا جا رہا تھا۔ مگر اس کے نتیجے کو دیکھئے تو توازن ٹوٹنے کا کوئی فائدہ انسانیت کو نہیں ملا۔ البتہ اس کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مغربی ممالک میں طلاق کی کثرت

عورت کے معاشی استقلال کے بطن سے سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ طلاق کی کثرت ہے۔ عورت کے بارہ یں جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ وہ مرد کے مقابلہ میں جذباتی (Emotional) ہوتی ہے، وہ فوری تاثر کے تحت ناعاقبت

اندیشانہ فیصلہ کرسکتی ہے۔صنعتی انقلاب سے پہلے عورت کا معاشی طور پر مستقل نہ ہونا اس کی جذباتیت پر ایک قسم کا روک تھا۔وہ جب ازدواجی زندگی سے آزردہ ہوتی تھی تو یہ احساس اس کو روک دیتا تھا کہ اگر وہ طلاق لے لے تو کہاں رہے گی۔مگر موجودہ زمانہ میں ایک عورت کے لئے یہ اندیشہ باقی نہ رہا ۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا(1984)نے بتایا کہ دنیا کے صنعتی ملکوں میں Indusrialized Parts of the World طلاق کی شرح میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔اور اس کی وجہ عورتوں کا معاشی استقلال ہے۔(Vol III, P586)

مغربی دنیا میں طلاق کی کثرت اتنی زیادہ ہوچکی ہے کہ ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ بعض علاقوں میں طلاقوں کی تعداد عملاً اتنی ہی ہے جتنی نکاح کی تعداد:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طلاق اگر چہ جائز ہے۔مگر جائز کاموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند اگر کوئی چیز ہے تو وہ طلاق ہے جب کہ دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔نکاح کرو اور طلاق نہ دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے مردوں اور عوتوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو بھنورے کی طرح پھول پھول کا مزہ چکھتے پھریں، گویا شریعت مطہرہ نے طلاق کو بہت زیادہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور اس سے احتراز ضروری ہے۔

بے حیائی سے عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے

جدید دور میں عورت کو گھر سے باہر نکال کر زندگی کے ہر شعبہ میں داخل کیا گیا۔اس کا یہ فائدہ تو نہیں ہوا کہ عورت کو فی الواقع زندگی کے ہر شعبہ میں مرد کے برابر مقام مل گیا ہو۔البتہ اس کے نتیجہ میں بے شمار ناقابلِ حل مسائل پیدا ہو گئے۔ان میں سے ایک ناجائز جنسی تعلقات کا مسئلہ ہے۔

درحقیقت بے پردگی اور حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی سے زنا کا دروازہ کھل جاتا ہے۔عورت گھر سے باہر آکر اگر آزادی سے ادھر ادھر گھومتی ہے تو اس سے اس کی عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے ۔ خیالات میں انتشار پیدا ہوجاتا ہے جذبات کی رو میں بہہ کر گندے خیالات پیدا ہوجاتے ہیں۔اس سے سوسائٹی میں گھناؤنا پن پیدا ہوجاتا ہے۔وَلاَ تَقْرَبُو الزِّنیٓ اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِیْلاً ۔ (بنی اسرائیل:۲۲۰)

”زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو کیوں کہ وہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔“

قرآن پاک اللہ کے بندوں اور بندیوں کو اس برے راستہ سے بچانا چاہتا ہے اور مغربی افکار اور نظریات کے حاملین راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔وہ اچھے بھلے آدمی کو برے راستے پر لاکر شیطان کے چنگل میں پھنساتے ہیں، الامان والحفیظ۔

ماں باپ سے محروم بچوں کی ناگفتہ بہ حالت

حقیقت ہے کہ انسان کا بچہ سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔وہ تمام زندہ چیزوں میں سب سے زیادہ اپنے ماں باپ کی محبت اور سرپرستی کا محتاج ہوتا ہے۔مگر عورت کے معاملہ میں مغربی تہذیب کی غیر فطری روش کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ بچے اس نعمت سے محروم ہوگئے جس کو قدرت نے ماں باپ کی شکل میں ان کیلئے پیدا کیا تھا۔کہیں وہ اس لئے محروم ہیں کہ باپ کے ساتھ ماں بھی سارے دن دفتر میں کام کرتی ہے۔کہیں وہ اس لئے محروم ہیں کہ ان کے ماں باپ نے انھیں پیدا کر کے باہم علیحدگی اختیار کرلی اور کوئی ایک طرف چلا گیا اور کوئی دوسری طرف۔کہیں وہ اس نعمت سے اسلئے محروم ہیں کہ جو مرد اور عورت ان کو وجود میں لانے کے ذمہ دار ہیں انہوں نے رشتہ نکاح میں اپنے آپ کو باندھے بغیر جنسی فعل کیا تھا۔اس لئے ان کے پروگرام میں یہ شامل ہی نہ تھا کہ وہ پیدا ہونے والے بچہ کو اپنا بچہ سمجھیں اور اس کی دیکھ بھال کریں۔

یہی والدین سے محروم بچے ہیں جو بالآخر چارلس شوبھراج جیسے انسان بنتے ہیں۔ چارلس شوبھراج کا باپ ہندوستانی تھا اور ماں یوروپین تھی۔ انہوں نے نکاح کیا اور پھر ایک بچہ پیدا کرنے کے بعد ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ چارلس شوبھراج کی پرورش ایک آزاد لڑکے کی حیثیت سے ہوئی۔ اس کی مناسب تعلیم بھی نہ ہو سکی۔ دھیرے دھیرے وہ مجرم بن گیا۔ اس نے عالمی سطح پر ڈاکے ڈالے اور قتل کئے۔ اب وہ بے حد خطرناک مجرم کی حیثیت سے ہندوستان کی جیل میں ہے۔

مغربی ممالک میں کم سن مجرمین کے مسئلہ کا وسیع پیمانہ پر مطالعہ کیا گیا ہے اور بہت سے نتائج نکالے گئے ہیں۔ ان سب سے خطرناک نتیجہ یہ ہے کہ کم سنی کا جرم اکثر وہ بچے کرتے ہوئے پائے گئے ہیں جو ماں باپ سے محرومی کی وجہ سے جھنجھلاہٹ اور منفی ذہنیت میں مبتلا تھے۔ انسائیکو پیڈیا برٹانیکا کے اڈیشن ۱۹۸۴ء (۵/۲۷۳) میں بتایا گیا ہے کہ اس قسم کے بچے اکثر نفسیاتی بے اعتدال میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر ان سے طرح طرح کے سماجی جرائم ظہور میں آتے ہیں۔

اس کے برخلاف اسلام نے پاکیزہ اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس نے صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عصمت وعفت کا مجسمہ بنادیا۔ ایک صحابیہ کو جن کی حالت زمانۂ جاہلیت میں اچھی نہ تھی۔ ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں۔ ہٹو...... اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا...... اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاریوں سے نفرت کرنے لگیں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ سے ان کو کس قدر خوف اور کس قدر حیا پیدا ہوگئی تھی۔ اے اللہ ہم کو بھی شرم وحیا کا پیکر بنادے۔ آمین۔

بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

یہ ناجائز بچے اس حال میں دنیا میں آتے ہیں کہ انھیں نہ اپنے باپ کا علم ہوتا ہے اور نہ اپنی ماں کا۔ وہ سرکاری اداروں میں پلتے ہیں اور پھر جانور کی طرح سماج

میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مغربی ملکوں میں طلاقوں کی کثرت نے بھی یہی صورت حال پیدا کی ہے۔ مغربی ملکوں میں نکاح کا رشتہ بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ معمولی معمولی باتوں میں عورت اور مرد کے درمیان طلاق ہو جاتی ہے۔ ان طلاقوں نے بہت بڑے پیمانہ پر وہ مسئلہ پیدا کیا ہے جس کو اجڑے ہوئے گھر (Broken homes) کا مسئلہ کہا جاتا ہے۔ عورت اور مرد جب طلاق لے کر جدا ہوتے ہیں تو عین اسی وقت وہ اپنے بچوں کو بھی ماں اور باپ کے سایہ سے محروم کر دیتے ہیں۔

یہ تمام بچے معاشرہ میں جانوروں کی طرح پلتے ہیں اور پھر انھیں کے اندر سے وہ مجرمانہ کردار ابھرتے ہیں جن کا ایک تجربہ ''شوبھراج'' کی صورت میں ۱۹۸۶ء میں ہندوستان میں کیا گیا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۱۹۸۴ء نے کم سن مجرمین کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بیسویں صدی عیسوی کے بوکھلا دینے والے سماجی روگوں میں سے ایک روگ ہے جس کو کم سنی کا جرم کہا جاتا ہے۔ یہ ایک عالمی مظہر ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کیا۔ جو کسی مسکین پر صدقہ وخیرات کیا اور جو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔ ان سب میں اس دینار کا اجر وثواب زیادہ ہے جسے تم نے اپنے بیوی بچوں پر صرف کیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک نقل کیا ہے۔ جب ایک مومن، مسلمان اللہ کے یہاں ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ تو وہ سب اس کے لئے صدقہ ہے۔ آخر میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴ کا ترجمہ پیش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، آج تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کردی گئیں۔اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔اور تمہارا کھانا ان کے لئے اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھیں۔ بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کرکے نکاح میں ان کے محافظ بنو۔نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرنے لگو۔اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَ آخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

اہل خانہ کے اعمال پر کڑی نظر رکھی جائے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ o

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

محترم ماؤں اور بہنو! ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے جو سورہ تحریم کی آیت تلاوت کی ہے اس سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔جس طرح شوہر کی ذمہ داری ہے کہ عورت کیلئے نان ونفقہ کا انتظام کرے اسی طرح اس کی ذمہ داری ہے کہ دینی امور میں بھی اس پر نگاہ رکھے کہ اس کی بیوی کہاں تک فریضہ خداوندی کے ادا کرنے میں انہماک اور ذوق وشوق رکھتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ ''اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ'' مرد اپنے گھر والوں کا راعی اور نگہبان ہے۔

ہر مرد سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کہاں تک اپنی ذمہ داری کا خیال کیا، عورت کے حقوق ادا کیا کہ نہیں اس کے نماز روزے کے فکر کی کہ نہیں اگر خود تو نمازیں پڑھتا ہے فرائض ونوافل و مستحبات سب بجالاتا ہے۔ اور بیوی غلط راستے پر جارہی ہے، نوافل و مستحبات تو کجا فرائض کی تکمیل ہی نہیں ہوتی تو ایسے شوہر روزِ قیامت سوال سے بچ نہ سکیں گے۔ ایک واقعہ قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی اولاد کو جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔ (مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ) تو اولاد نے جواب دیا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔

تمام رشتہ داروں میں سب سے زیادہ گہرا تعلق میاں بیوی میں ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے ایک کو دوسرے کا لباس قرار دیا۔ ھُنَّ لباسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ.

اس تعلق اور نسبت کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ شوہر عورت کی ہر ہر چیز کا خیال رکھے دینی ضروریات بھی اور دینوی ضروریات بھی ایسی بھی خواتین گذری ہیں جنھوں نے علم اپنے شوہروں سے حاصل کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کیلئے ہر ہر چیز کا خیال فرماتے تھے حتیٰ کہ بیویوں کے خوش کرنے اور دل بستگی کیلئے قصہ بھی سنایا کرتے تھے۔

گیارہ عورتوں کی کہانی

بخاری و ترمذی اور حدیث کی دیگر کتب میں ہے کہ ''ایک بار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گیارہ عورتوں کی ایک دل چسپ کہانی سنائی۔ جن میں زیادہ تر

عورتوں نے اپنے شوہروں کی شکایت ہی کی تھی، لیکن گیارہویں عورت ''اُمِّ زرع'' نے کہا، میں اپنے شوہر کی بھلا کہاں تعریف کرسکتی ہوں! انہوں نے میرے کانوں کو زیوروں سے ڈھک دیا، میرے دُبلے پتلے بازوؤں کو گوشت سے بھر دیئے۔ غرض میرا دل بہلانے اور مجھے خوش رکھنے کے لئے انہوں نے اتنا کچھ کیا کہ میری زندگی مسرت اور شادمانی کی تصویر بن گئی، میری خوش نصیبی کا کیا کہنا، میں نے بکریاں پالنے والے ایک غریب گھرانے میں تنگی کی زندگی گزاری تھی، مجھے ابوزرع نے اونٹ گھوڑے اور کھیتی باڑی کرنے والے باحیثیت لوگوں میں لاکر بسایا ہے، میں ان سے جس طرح چاہتی ہوں بے تکلف بات چیت کرتی ہوں۔ کبھی انہوں نے میری زبان نہیں پکڑی، میں بے کھٹکے روزانہ دن چڑھے تک پڑے پڑے آرام کرتی ہوں اور دنیا کی نعمتیں مزے سے کھاتی پیتی ہوں۔

یہ قصہ سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''میں تمہارے حق میں ابوزرع ہوں۔'' ظاہر ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دنیوی نعمتوں سے مالا مال نہیں کردیا تھا اور نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر میں ہی ان ظاہری نعمتوں کی کوئی قدر و قیمت تھی، بلکہ انہوں نے تو دنیا کے ساز وسامان کو چھوڑ کر اللہ اور آخرت کو پسند کیا تھا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تمہارے لئے ابوذرع ہوں کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا مفہوم صرف یہ ہے کہ ایک مومن عورت کے دل میں اپنے شوہر کے لئے احسان مندی، شکر گزاری کے ویسے ہی جذبات ہونے چاہئیں۔ جن جذبات کا اظہار ''امِّ زرع'' نے ''ابوزرع'' کیلئے کیا۔

ایک عورت کے لئے اس کے شوہر سے زیادہ مونس وغمخوار، یارو ہمدم اور رفیق حیات اور زندگی کے ہر موڑ پر کام آنے والا شوہر سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے عورت کے ذمہ بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اپنے شوہر کے لئے

ایک فرماں بردار اور اطاعت شعار بیوی بن کر ہی زندگی کا عارضی سفر طے کرے۔ جیسے شوہر نگراں ہے ایسے ہی عورت بھی نگراں ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے: وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ ''عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے بھی سوال کیا جائے گا۔''

گھر والوں کو عبادت کی تاکید

مومن شوہر کی نہ صرف تمنا بلکہ بھرپور کوشش ہونی چاہئے کہ گھر کی فضا دینی کاموں کے لئے پوری طرح سازگار ہو، اور میاں بیوی جس طرح دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے کو مشورے دیتے ہیں، آمادہ کرتے ہیں اور تعاون دیتے ہیں، اسی طرح دین کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور اس طرح مل جل کر گھر میں دینی ماحول پیدا کریں۔

ایسے ہی ماحول میں ایک اسلامی گھرانہ جنم لے سکتا ہے، اور ایسے ہی ماحول میں وہ نونہال پروان چڑھ سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب واخلاق سے آراستہ ہوں اور ایسے ہی ماں باپ سے بچے اچھا اثر قبول کرسکتے ہیں۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. (طٰہٰ۱۳۲) ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پوری طرح پابند رہئے۔''

آیت کی ترتیب میں حکمت یہ ہے کہ پہلے شوہر کی یہ ذمہ داری بیان کی گئی کہ وہ گھر والوں کو نماز کی تاکید کرے اور پھر کہا گیا کہ اس تاکید میں اثر اسی وقت پیدا ہوگا جب تم خود بھی پوری طرح اس کی پابندی کرو دوسرے لفظوں میں شوہر اپنی اس ذمہ داری کو اسی وقت ادا کرسکتا ہے جب وہ زبان سے تاکید بھی کرے اور اپنے عمل سے گھر والوں کو ترغیب بھی دے۔ اور اپنے اعمال واخلاق پر کڑی نگاہ رکھے کہ اسکے گھر والے اس سے کوئی برا اثر قبول نہ کریں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ معمول بنالیا تھا کہ چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ بھی اللہ کے ذکر سے گھر خالی نہ رہے، چنانچہ تمام افراد کو ہر شب وروز کے چوبیس گھنٹوں کو تقسیم کردیا تھا کہ ذکر اللہ کرتے رہیں ایسے ہی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پوری رات عبادت کئے جانے کا معمول بنا رکھا تھا۔ گھر کے چند افراد باری باری پوری رات عبادت کیا کرتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر والوں کو نماز کیلئے جگاتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو خدا کے حضور کھڑے نماز پڑھتے رہتے۔ پھر جب تہجد کا وقت آتا تو اپنی بیوی کو جگاتے اور کہتے اٹھو اٹھو نماز پڑھو اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پوری طرح پابند رہئے۔''

صحابی رسولؐ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو گھر والوں کی تربیت وتہذیب اور دین وعمل کی اس حد تک فکر فرماتے کہ انہوں نے رات کے تین حصے کرر کھے تھے، ایک حصے میں وہ خود اٹھ کر خدا کے حضور کھڑے ہوتے، ایک حصے میں ان کی بیوی اٹھ کر تہجد پڑھتیں اور ایک حصے میں ان کے خادم عبادت میں مشغول ہوتے۔ اس طرح پوری رات ہی نورانی رہتی تھی۔''

یہ واقعات اس لئے نہیں سنائے جاتے ہیں کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں بلکہ اس پر عمل کریں۔ شعر

علم چنداں کہ بیشتر خوانی
چو عمل در تو نیست نادانی

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے۔اور بیوی اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور خدا اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور شوہر اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

گھر کے نگراں پر اصلاح کی ذمہ داری

نبی ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے اسی طرح گھر میں بھی اس خوش گوار فریضے میں لگے رہتے ۔قرآن میں آپ ﷺ کی بیویوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

''اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔'' اور اسی کا نتیجہ تھا کہ رسول خدا ﷺ کی بیویوں میں دینی علوم اور دینی تہذیب کا ایسا ذوق پیدا ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہ ان سے دین کے مسائل پوچھتے اور دین کے احکام میں ان کی معلومات سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

مرد چونکہ گھر کا نگراں اور ذمہ دار ہے اس لئے جس طرح گھر کی دوسری ضرورتیں فراہم کرنا اس کی ذمہ داری ہے اسی طرح اس کا خوش گوار فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو دینی علوم و احکام اور تہذیب سکھائے ۔خدا اور بندوں کے حقوق بتائے اور وہ تمام وسائل اس کیلئے مہیا کرے جن سے وہ ایک اچھی بیوی ،اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی بن سکے۔

بات طول پکڑتی جارہی ہے اس لئے آخر میں پھر ایک بار وہی آیت کریمہ جو خطبہ کے شروع میں پڑھی تھی اس کو دہرا کر اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

مومن کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے بلکہ اس کی واضح ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی جہنم کی آگ سے بچائے۔'' برائی کو مٹانے اور بھلائی کو پھیلانے کا جو اہم کام مومن کے سپرد کیا گیا ہے اس کا سب سے پہلا کام اس آدمی کا اپنا گھر ہے۔اس کو نگاہ رکھنی چاہئے کہ اس کا گھر ان تمام برائیوں سے پاک رہے جن کا نتیجہ خدا کا غضب اور جہنم کی ہولناک آگ ہے اور اسی طرح اس کی دلی تمنا اور انتھک کوشش ہونی چاہئے کہ اس کا گھر محض عیش وعشرت اور راحت و آرام کا گہوارہ ہی نہ ہو بلکہ دین کا ایک کھلا مدرسہ ہو اور اس مدرسے میں نہ صرف زبان و کتاب سے دین کی تعلیم دی جائے بلکہ عمل و اخلاق سے بھی دینی تربیت اور تہذیب کا پورا پورا اہتمام ہو۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد اول تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .